سالکانِ تصوف کے لیے مشعلِ راہ

خاتمہ

ترجمہ: آداب المریدین

قطب الاقطاب حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

سید یٰسین علی نظامیؒ

سیرت فاؤنڈیشن۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاتمہ

ترجمہ آداب المریدین

Marfat.com

پاکستان میں اسلام اور اسلامی تصوف

کے موضوع پر معیاری کتب کی اشاعت کے لیے

الحاج **محمد ارشد قریشی** رحمۃ اللہ علیہ

کا نام ہمیشہ محترم رہے گا۔

سیرت فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع کردہ یہ سلسلہ کتب

اُن کی یاد سے وابستہ ہے۔

سیرت فاؤنڈیشن کی تمام مطبوعات کی اشاعت میں

خصوصی معاونت کے لیے ادارہ

محترم جناب سردار محمد فیصل خان چشتی صاحب

کا بے حد ممنون ہے۔

Marfat.com

خاتمہ

ترجمہ آداب المریدین

سالکانِ تصوف کے لیے مشعلِ راہ

حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسودراز قدس سرہٗ

المتوفیٰ ۸۲۵ھ، گلبرگہ شریف

ترجمہ

سید یٰسین علی نظامیؒ

سیرت فاؤنڈیشن

اسلامی علوم وفنون کا تحقیقی واشاعتی ادارہ

۸۵۵۔این، سمن آباد۔ لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : خاتمہ ترجمہ آداب المریدین
مصنف : حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو درازؒ
مترجم : مولانا سید یٰسین علی نظامیؒ
ناشر : سیرت فاؤنڈیشن ○ لاہور
طابع : کارواں پریس ○ لاہور
اشاعت : ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق مئی ۲۰۰۳ء
تعداد : پانچ سو
قیمت : 150

بسعی واہتمام
نصر اقبال قریشی
سیرت فاؤنڈیشن - لاہور فون ۷۵۶۰۸۸۲

تقسیم کار
○ دربار بک شاپ ــــ دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ ــــ لاہور
○ المعارف ــــ گنج بخش روڈ ــــ لاہور
○ ضیاء القرآن پبلی کیشنز ــــ گنج بخش روڈ ــــ لاہور
○ ضیاء القرآن پبلی کیشنز ــــ اردو بازار ــــ لاہور۔ کراچی
○ نظامی کتب خانہ ــــ دربار حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ ــــ پاکپتن شریف
○ احمد بک کارپوریشن ــــ اردو بازار ــــ راولپنڈی

Marfat.com

فہرست مضامین

احوال و مقامات حضرت خواجہ گیسو درازؒ — سید صباح الدین عبدالرحمٰن ۷
سالکانِ طریقت کے لئے مسائلِ تقویٰ و طہارت ۴۳
فرائض و نوافل ۴۸
جماعت کی پابندی ۴۸
وقت مقبول ۴۸
اوقات مکروہہ ۴۹
نماز تہجد ۵۰
سونے کے آداب اور قلت منام ۵۱
قیلولہ ۵۴
خواب اور اس کی تعبیر ۵۴
روزہ ۵۵
طے کا روزہ ۵۶
تقلیل آب و طعام کے دیگر طریقے ۵۷
اعتکاف ۵۸
نکاح و نوافل ۵۹
آداب طعام ۶۴
کھانے کا شکریہ، دعوت کا قبول و انکار ۶۶
ارادت کی شرائط اور مبتدی کے فرائض ۶۷
طالبوں کی اقسام ۷۱
طالب کے لئے چند مفید نصیحتیں ۷۴
پیر و مرشد کی خدمت میں حاضری کے آداب ۸۴
خدمت شیخ کے آداب ۹۵
آداب مجلس ۱۰۴

Marfat.com

مزار شیخ کی زیارت کے آداب	۱۰۲
پیر کے جانشین کے آداب، شہرت اور پوشیدگی	۱۰۳
سالکان طریقت کے لئے ضروری ہدایات	۱۰۴
اخلاق اور مجاہدہ	۱۲۹
خلوت و مراقبہ	۱۳۹
تصور شیخ	۱۴۲
حبس دم، عروج آسمانی	۱۴۴
مسئلہ سماع، موسیقی کی حقیقت اور سماع کی اقسام	۱۴۵
رقص کی توضیح اور ذوق	۱۵۳
اشارات رقص کی توضیح	۱۵۷
آداب سماع	۱۶۱
سماع کے متعلق حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کا فتویٰ	۱۶۵
خواجگان چشت اور سماع	۱۶۶
پیری مریدی کا بیان	۱۶۹
فوائد	۱۷۸
ذکر اذکار کا بیان	۱۸۲
طریقہ ذکر اسم ذات، اذکار نفی و اثبات	۱۸۴
ذکر اثبات، اذکار اسم ذات	۱۸۶
اذکار متفرقات	۱۸۷
اذکار خفیہ	۱۸۸
تصورات کا بیان	۱۸۹
اشغال و تفکرات صوفیاء	۱۸۹
افادات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ	۱۹۱
خاتمہ الخاتمہ	۲۰۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی و القاب اسم گرامی سید محمد، کنیت ابو الفتح، القاب صدر الدین، ولی الاکبر الصادق ہیں۔ عام طور پر خواجہ بندہ نواز اور خواجہ گیسو دراز کہلاتے ہیں۔ خواجہ گیسو دراز کے لقب کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ایک بار اپنے مرشد حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کی پالکی اور مریدوں کے ساتھ اٹھائی۔ ان کے بال بڑے بڑے تھے۔ پالکی کے پایہ میں اُلجھ گئے۔ پالکی کو کندھے پر لے کر دور نکل گئے۔ بالوں کے اُلجھ جانے سے تکلیف ہوتی رہی لیکن مرشد کے عشق و محبت میں خاموش رہے اور غایت تعظیم میں بالوں کو پالکی کے پایہ سے نہ نکال سکے۔ جب حضرت شیخ نصیر الدینؒ کو اس کی خبر ہوئی تو اپنے مرید کی اس محبت اور عقیدت سے بہت خوش ہوئے اور اسی وقت یہ شعر پڑھا:

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

اسی کے بعد سے گیسو دراز مشہور ہوئے۔[1]

نسب نامہ خاندانی شجرہ یہ ہے: ولی الاکبر الصادق ابو الفتح محمد بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسن بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابو الحسن الجنیدی بن حسین بن ابی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید المظلوم بن علی اصغر زین العابدین بن امام حسینؓ ابن سیدنا علی بن ابی طالب۔[2]

۱؎ اخبار الاخیار ص ۱۲۳ و خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۳۸۱۔ ۲؎ سیر محمدی مصنفہ مولانا شاہ محمد علی سامانی مرید حضرت سید گیسو دراز شعبہ طبع دیوانی دو خانہ پریس سبزی منڈی الہ آباد۔

Marfat.com

خاندان | حضرت گیسو درازؒ کے مورث اعلیٰ ہرات سے دہلی آئے تھے۔ یہیں ۷۲۱ھ میں ان کی ولادت باسعادت ہوئی[۱] ان کے والد بزرگوار سید یوسف حسینی عرف سید راجا کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے ارادت تھی۔ اپنے ملفوظات جوامع الکلم میں خود فرماتے ہیں:

"پدرِ من زیارانِ خدمت شیخ نظام الدین بود[۲]"

ان کے نانا بھی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مرید تھے[۳]

قیام دیوگیر | جب حضرت گیسو درازؒ کی عمر چار سال کی تھی تو ان کے والد بزرگوار سلطان محمد تغلق کے عہد میں دہلی سے دیوگیر منتقل ہو گئے۔ اس زمانہ میں دولت آباد کے صوبہ دار حضرت گیسو درازؒ کے ماموں ملک الامراء سید ابراہیم مستوفی تھے۔ یہاں ایک بزرگ شیخ بابو رہا کرتے تھے جن کی صحبت میں حضرت گیسو درازؒ کے والد ماجد برابر شریک رہتے۔ والد بزرگوار کے ساتھ حضرت گیسو درازؒ بھی ان کی خدمت میں تشریف لے جاتے۔ یہ بڑی شفقت سے پیش آتے۔ چنانچہ انھوں نے بچپن ہی میں ان کے لیے اچھے کلمات استعمال کیے[۴]

طفلی | آٹھ ہی سال کی عمر میں حضرت گیسو درازؒ سے دینی شغف کا اظہار ہونے لگا۔ وضو اور نماز میں خاص اہتمام کرتے۔ چھوٹے بچے ان کی خدمت میں جمع رہتے اور بہت ہی تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کے سامنے اٹھتے بیٹھتے اور وضو کے لیے پانی کا گھڑا بھر کر ان کے لیے رکھتے۔ حضرت گیسو درازؒ اس کم عمری میں بھی مشایخ کی طرح ان کو تبرک عنایت کرتے[۵]

جب دس سال کے ہوئے تو ان کے والد ماجد کا انتقال ۷۳۱ھ میں دولت آباد میں ہو گیا اور یہیں سپرد خاک ہوئے۔ آج بھی ان کے مزار پر زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔

ابتدائی تعلیم | ابتدائی تعلیم اپنے نانا سے پائی اور پھر دوسرے استاد سے مصباح اور قدوری پڑھی[۶]۔ نانا اور والد ماجد کی صحبت میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ

---

[۱] سیر محمدی ص ۶ [۲] جوامع الکلم ص ۳۸۔ [۳] سیر محمدی ص ۹۔ [۴] سیر محمدی ص ۹۔

[۵] سیر محمدی ص ۹۔ [۶] تحفۂ احمدی ص ۹-۱۰۔

Marfat.com

کا نام بڑا برے سنتے تھے۔ چنانچہ ایام طفلی ہی میں خواجگان چشت سے عقیدت پیدا ہو گئی اور حضرت چراغ دہلیؒ کے دیدار اور ملاقات کے مشتاق ہوئے۔

مراجعت دہلی جب حضرت گیسو درازؒ کے والد ماجد کا انتقال ہوا تو کچھ دنوں کے بعد ان کی والدہ کو اپنے بھائی ملک الامراء سید ابراہیم مستوفی سے رنجش پیدا ہو گئی اور انھوں نے دل برداشتہ ہو کر دولت آباد کی سکونت چھوڑ دی اور بچوں کے ساتھ ۷۳۶ھ میں دہلی چلی آئیں۔ اس وقت حضرت گیسو درازؒ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔

بیعت دہلی پہنچنے کے بعد حضرت گیسو درازؒ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے سلطان قطب الدین کی جامع مسجد میں گئے۔ وہاں حضرت چراغ دہلیؒ کو دور سے دیکھا تو ان کے چہرۂ مبارک کے جمال و انوار سے مسحور ہو گئے اور ۱۶ رجب ۷۳۶ھ کو اپنے بڑے بھائی سید چندن کے ساتھ حضرت چراغ دہلیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔

تربیت بیعت کے بعد حضرت گیسو درازؒ کی خواہش ہوئی کہ مرشد کی جلد جلد قدم بوسی کریں لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے یہ آرزو پوری نہ ہوتی۔ پھر بھی مرشد ان سے بڑی شفقت سے پیش آتے۔ ایک مرتبہ مرشد نے ان سے فرمایا تم جب بھی میرے پاس آتے ہو تو بے وقت آتے ہو۔ میں اس وقت ملول رہا کرتا ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں تم سے کچھ بات چیت کیا کروں۔ حضرت گیسو درازؒ اس شفقت کو اپنے لیے بڑی دولت تصور کرتے رہے۔[1]

مرشد کی ہدایت کے مطابق عبادت و ریاضت میں تدریجی ترقی کی۔ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

"ایک بار اشراق کے بعد پابوسی کے لیے حاضر ہوا۔ (حضرت خواجہ نے) فرمایا صبح کی نماز کے لیے جو وضو کرتے ہو۔ کیا وہ آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد تک باقی رہتا ہے"

---

[1] جوامع الکلم، ملفوظات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز مرتبہ سید حسینی المعروف سید محمد اکبر حسینی، مطبوعہ انتظامی پریس عثمان گنج ص ۳۸۔

Marfat.com

میں نے عرض کی جی ہاں۔ آپ کے صدقہ میں باقی رہتا ہے۔ فرمایا اچھا ہو جو اسی وضو سے دوگانہ اشراق بھی پڑھ لیا کرو۔ میں نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ آپ کے صدقہ میں پڑھوں گا۔ پھر فرمایا اسی کے ساتھ شکر النہار اور استخارہ بھی پڑھ لیا کرو۔ جب چند روز اس کی پابندی کر چکا تو ایک روز فرمایا دوگانہ اشراق پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا بلاناغہ پڑھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا اگر اس میں چاشت کی بھی چار رکعت ملا دیا کرو تو نماز چاشت بھی ہو جایا کرے گی۔ میں نہیں کہتا کہ اور کسی وقت پڑھو بلکہ بعد اشراق اسی وقت چاشت پڑھ لیا کرو تو چاشت بھی ہو جایا کرے گی۔

میں ہمیشہ رجب میں روزے رکھا کرتا تھا۔ ایک بار پوچھا کیا تم رجب میں روزے رکھا کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر پوچھا شعبان میں بھی۔ میں نے کہا شعبان میں تو روزے رکھتا ہوں۔ فرمایا اگر اکیس دن اور رکھ لیا کرو تو پورے تین مہینے کے روزے ہو جایا کریں گے۔ میں نے گزارش کی کہ آپ کے صدقہ میں رکھوں گا۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا۔ وہ اس وقت تک حضرت شیخ سے بیعت نہیں ہوئی تھیں۔ مجھ پر برہم ہوئیں، کچھ سخت وسست بھی کہا۔ میں نے ان سے عرض کیا "آپ جو چاہیں کہیں لیکن شیخ نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر عمل کرنے سے باز نہیں آؤں گا۔"

میں رمضان کے بعد شش عید کے چھ روزے بھی رکھا کرتا تھا۔ ان ہی ایام میں ایک دن قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا "ہمارے خواجگان صوم داؤدی نہیں رکھا کرتے بلکہ صوم دوام رکھتے تھے۔ تم بھی صوم دوام رکھا کرو"[۱]

باطن کو آراستہ کرنے کے علاوہ علوم ظاہری کی تعلیم کا بھی سلسلہ جاری رکھا۔ کچھ کتابیں مولانا سید شرف الدین کیتھلی، کچھ مولانا تاج الدین بہادر اور کچھ مولانا قاضی عبد المقتدر سے پڑھیں۔

۱۔ جامع الکلم ص ۲۹-۲۸۔

Marfat.com

ریاضت | ذکر و فکر میں زیادہ لذت ملنے لگی تو گھر چھوڑ کر حظیرۂ شیر خاں جہاں پناہ کے ایک حجرہ میں آکر مراقبہ کرنے لگے اور یہاں دس برس تک ریاضت کی۔ یہیں سے مولانا قاضی عبدالمقتدر سے تعلیم حاصل کرنے جاتے اور وہاں سے مرشد کی پابوسی کے لیے پہنچتے۔ علوم باطن کے حاصل کرنے میں علوم ظاہری کی تحصیل سے دل برگشتہ رہنے لگا۔ اس لیے مرشد سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو علم ظاہر کی تعلیم اب چھوڑ دوں اور علم باطن کی تعلیم حاصل کرنے میں مشغول رہوں، لیکن مرشد نے فرمایا، ہدایہ، بزودی، رسالہ شمسیہ، کشاف اور مصباح خوب غور سے پڑھ لو۔ تم سے ایک کام لینا ہے[۱] مرشد کے حکم کے مطابق تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور اُنیس سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہوئے اور جب ان علوم سے فراغت ہوگئی تو ریاضتِ شاقہ کی طرف توجہ کی۔ پنجگانہ، دوگانہ، پانزدہ گانہ ادا فرماتے اور طی کے روزے رکھتے۔

حضرت چراغ دہلیؒ اپنے مرید کی ریاضت سے بہت متاثر ہوئے۔ ایک موقع پر فرمایا کہ ستّر برس کے بعد ایک لڑکے نے پھر مجھ میں شوریدگی پیدا کر دی ہے اور پہلے زمانہ کے واقعات مجھے یاد دلا دیئے ہیں[۲] چنانچہ ان کی شفقت روز بروز بڑھتی گئی۔ ایک بار خود حظیرۂ شیر خاں تشریف لے گئے اور اپنے محبوب مرید کو کچھ روپے بھی نذر لانے میں پیش کیے، جس کے بعد سے حضرت گیسو درازؒ کی بڑی شہرت ہوئی اور باکمال صوفیہ کہا کرتے تھے کہ اس شخص کو جوانی میں "مقام پیران واصل و مقتدایان کامل کا درجہ حاصل ہے"[۳]

ریاضت کا ذوق اتنا بڑھ گیا کہ انسانی آبادی چھوڑ کر جنگلوں میں جا کر مجاہدہ کرنے لگے[۴]

خدمتِ مرشد | عزلت و خلوں کی ریاضت کے بعد مرشد کی خدمت میں آکر ایک عرصہ تک رہے۔ اس زمانہ میں ان کے معمولات یہ تھے کہ علی الصباح اٹھ کر مرشد کو وضو کراتے، پھر خود وضو کر کے نماز صبح باجماعت ادا کرتے اور جب تک مرشد اوراد و وظائف میں مشغول رہتے طالبانِ حق کو سلوک کی

---

[۱] سیر محمدی ص ۱۴۔ تم سے ایک کام لینا ہے سے مراد تصنیف و تالیف کا کام ہے۔ [۲] سیر محمدی ص ۱۶۔
[۳] سیر محمدی ص ۱۶۔ [۴] سیر محمدی ص ۱۷۔

Marfat.com

تعلیم دیتے اور جب مرشد کی مجلس منعقد ہوتی تو اس میں شریک ہوتے اور جب برخاست ہوتی اور مرشد حجرہ میں عبادت میں مشغول ہوتے تو خود بھی ایک گوشہ میں بیٹھ کر یادِ حق میں معروف رہتے، پھر چاشت کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر قیلولہ کرتے، اس کے بعد کلام پاک کی تلاوت فرماتے۔ ظہر کا وقت آتا تو پہلے خود وضو کرتے پھر مرشد کو وضو کراتے۔ ظہر کی نماز کے بعد مرشد حجرہ میں تشریف لے جاتے تو خود بھی اپنے حجرہ میں آکر اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتے، یہاں تک کہ سہ پہر کا وقت ہو جاتا۔ مرشد کی مجلس پھر منعقد ہوتی۔ اس مجلس میں وضو کر کے شرکت کرتے اور مرشد کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر مغرب تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے۔ مغرب کی نماز اور اوابین ادا کر کے عشار تک طالبانِ سلوک کو تعلیم دیتے۔ پھر بقدر سد رمق کھانا تناول فرما کر سو جاتے اور نصف شب کو بیدار ہو کر پہلے خود وضو کرتے پھر مرشد کو وضو کراتے اور جب مرشد حجرہ میں داخل ہو کر حق کی یاد میں مشغول ہو جاتے تو خود بھی نمازِ تہجد ادا کر کے حجرہ کے باہر دروازہ سے پشت لگا کر ذکر و شغل میں مصروف ہو جاتے۔ اس وقت بھی پانی کا آفتابہ وغیرہ ساتھ رکھتے کہ جب مرشد صبح کی نماز کے لیے حجرہ سے باہر آئیں تو اس وقت وضو کے لیے سامان تیار ملے[1]

شفقتِ مرشد | پہلے ذکر آچکا ہے کہ ایک بار مرشد کی پالکی اور مریدوں کے ساتھ اٹھائی تو ان کے گیسو پالکی کے پایہ میں الجھ گئے لیکن تکلیف کے باوجود مرشد کے عشق و محبت میں خاموش رہے اور غایت تعظیم میں بال پالکی کے پایہ سے نکالنا پسند نہ کیا۔ جب مرشد کو اس کی خبر ہوئی تو مرید کی اس محبت و عقیدت سے بہت خوش ہوئے اور ایک شعر پڑھا جس میں ان کو گیسو دراز کے خطاب سے مخاطب فرمایا تھا۔

مرشد کو بھی اپنے مرید سے ہمیشہ بڑی محبت رہی۔ چنانچہ جب وہ اپنی وفات سے ایک سال پہلے باسور بادی کے مرض میں مبتلا ہوئے تو غایتِ تکلیف میں حضرت گیسو دراز ہی سے اپنی صحت کے لیے دعا کرائی اور ان ہی کی دعاؤں کی برکت سے شفا پائی[2]

Marfat.com

حضرت گیسو دراز اپنی عمر کے سینتیسویں سال خلط کے مرض میں مبتلا ہوئے اور خون تھوکنے لگے، اور اسی کے ساتھ ہچکیاں بھی آتی تھیں۔ مرشد نے ان کے لیے دوا، طبیب اور تیماردار بھیجے اور روزانہ ایک آدمی ان کی خیریت دریافت کرنے کے لیے روانہ فرماتے اور جب ان کو شفا ہوئی تو ان سے مل کر بے حد خوش ہوئے اور اپنا کمل عطا فرمایا۔ اس ملاقات کے بارہ میں سیر محمدی کے مؤلف رقمطراز ہیں:

"پیالہ کمل اپنے سامنے سے اٹھا کر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا اور حضرت مخدوم کے ہاتھ مضبوط پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کسی کے لیے محنت و مشقت کرتا ہے تو کسی چیز کے واسطے کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ سید محمد اس کام کو میری طرف سے قبول کرو یعنی لوگوں سے بیعت لیا کرو۔ حضرت مخدوم نے سر نیچا کر لیا اور خاموش رہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے قبول کر لیا؟ حضرت مخدوم نے عرض کیا۔ میں نے قبول کیا پھر ارشاد فرمایا قبول کر لیا؟ حضرت مخدوم نے عرض کیا قبول کیا۔ اس کے بعد آپ نے دو وصیتیں ارشاد فرمائیں، ایک تو یہ کہ اپنے ظاہری اور ادو ترک نہ کرنا، دوسرے یہ کہ میرے متعلقین کے ساتھ رعایت و مراعات کرنا۔"[۱]

سجادہ نشینی حضرت چراغ دہلیؒ کا وصال ہوا تو ان کی میت کو حضرت گیسو درازؒ ہی نے غسل دیا اور جس پلنگ پر غسل دیا تھا، اس کی ڈوریاں پلنگ سے جدا کر کے اپنی گردن میں ڈال لیں کہ یہ میرا خرقہ ہے۔[۲] حضرت چراغ دہلیؒ کے سوانح حیات کے سلسلے میں ذکر آچکا ہے کہ انھوں نے کسی کو اپنا جانشین مقرر کرنا پسند نہیں فرمایا۔ لیکن سیر محمدی کے مؤلف کا بیان ہے کہ انھوں نے رحلت کے وقت حضرت سید گیسو دراز کو اپنی جانشینی کے لیے منتخب کیا۔[۳] چنانچہ ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین ہو کر سجادۂ ولایت پر جلوہ افروز ہوئے۔ سیر محمدی میں ہے:

"بعد زیارت سیوم بندگی شیخ رضی اللہ عنہ (یعنی حضرت چراغ دہلیؒ) سجادۂ ولایت پر جلوہ افروز

۱۔ سیر محمدی ص ۲۲۔ ۲۔ سیر العارفین ص ۹۱۔ ۳۔ تفصیل کے لیے دیکھو سیر محمدی ص ۲۵-۲۴۔

Marfat.com

ہوئے اور اپنا ہاتھ بیعت کے لیے بڑھا دیا۔ طالبانِ حق کو تلقین وارشاد فرمانے لگے، جیسے
کہ حضرت بندگی شیخ نصیرالدین محمود رضی اللہ عنہ تلقین وارشاد فرمایا کرتے تھے۔
زمانۂ شیخوخت میں بہت سے علماء، صلحاء، سلاطین، خواتین اور قسم قسم کی مخلوق آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا کرتی تھی۔[1]

علماء اور حضرت گیسو درازؒ دہلی کے علماء میں جب مولانا حسین گیسو درازؒ کے حلقۂ بیعت میں داخل ہوئے تو مولانا حسین کی بہن کے ایک داماد نے حضرت گیسو درازؒ سے اپنی بدعقیدگی کا اظہار کیا اور مولانا حسین سے کہا کہ آپ سید محمد کے کیا دیکھ کر مرید ہوئے۔ انھوں نے جواب دیا تم نے سید محمد کو دیکھا ہی نہیں۔ اگر دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ وہ کیا چیز ہیں۔ دوسرے دن مولانا حسین بہن کے داماد کے ساتھ حضرت گیسو درازؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ ایک تخت پر تشریف فرما تھے۔ سر پر عمامہ تھا اور ہاتھ میں سرخ چمڑے کا پنکھا لیے ہوئے تھے۔ مولانا حسین کے داماد کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ صاحبِ نعمت ہوں گے تو پنکھا اور عمامہ مجھ کو عنایت فرمائیں گے۔ حضرت گیسو درازؒ کو کشف ہوگیا کہ مولانا حسین کے داماد کے دل میں کیا خیال پیدا ہو رہا ہے۔ اسی وقت ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ مولانا سنو! بغداد میں ایک بازیگر تھا۔ وہ مجمع میں ایک گدھے کو لا کر کھڑا کر دیتا اور اس کی دونوں آنکھیں کپڑے سے باندھ دیتا اور مجمع سے مخاطب ہو کر کہتا کہ تم میں سے کوئی کسی کی کوئی چیز چرا لے تو میں اس کو پکڑ لوں گا۔ اس تماشہ میں ایک شخص کسی کی کوئی چیز چرا لیتا اور وہ بازیگر گدھے کی آنکھ کھول کر اس سے کہتا کہ فلاں کی چیز کوئی چرا لے گیا ہے، تو اس کو پکڑ لا۔ گدھا سب کو سونگھتا پھرتا اور جب چور کے پاس پہنچتا تو چور کے کپڑے دانتوں سے پکڑ لیتا اور اس کو کھینچ کر بازیگر کے پاس لے آتا۔ اس قصہ کو بیان کر کے حضرت سید گیسو درازؒ نے فرمایا بڑی مشکل ہے۔ اگر کوئی اظہارِ کرامت کرے تو اس گدھے کے مانند ہے اور اگر اظہارِ کرامت نہ کرے تو لوگ اسے بے نعمت کہیں۔ یہ کہہ کر مولانا حسین کے داماد

[1] سیر محمدی ص ۲۶۔ ۲۵

Marfat.com

کو پنکھا اور عمامہ دیا اور فرمایا لیجئے اور لے جائیے۔ مولانا حسین کے داماد متحیر ہوئے اور اسی وقت بیعت میں داخل ہو کر ذکرِ حق میں مشغول رہنے لگے [1]

دہلی کے مولانا نصیر الدین قاسم اپنے علم اور تقویٰ میں بہت مشہور تھے۔ ان کے استاد مولانا معین الدین کو ان پر فخر تھا۔ حضرت سید گیسو دراز کے بچے ان سے درسی کتابیں پڑھتے تھے۔ کبھی وہ مولانا نصیر الدین قاسم ہی کے گھر پر چلے جاتے اور کبھی مولانا خود ہی خانقاہ میں آکر ان کو پڑھاتے۔ مولانا کو اپنی ابتدائی زندگی میں کسی سے اعتقاد نہ تھا۔ لیکن آخر میں حضرت گیسو دراز سے بیعت کرلی۔ مولانا معین الدین عمرانی کو بیعت کی خبر ہوئی تو مولانا نصیر الدین قاسم کو بلا کر کہا تم تو خود عالم تھے پھر سید محمد کے مرید کیوں ہوگئے۔ مولانا نصیر الدین نے عرض کیا کہ پہلے عالم تھا۔ اب حضرت مخدوم کے سامنے مسلمان ہوا ہوں [2]

ملک زادے بھی مذہبی اور روحانی استفادہ کے لیے برابر خدمت میں حاضر رہتے رہتے۔ ایک بار ایک ملک زادہ آیا تو حضرت گیسو دراز کے ہاتھوں میں ان ہی کا لکھا ہوا ایک رسالہ تھا۔ ملک زادہ نے اس کو مانگ کر دیکھا تو اس میں ایک جگہ لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے ساتھ معیتِ ذاتی ہے۔ ملک زادہ کو یہ بات کھٹکی۔ وہ دہلی کے مولانا قاضی عبدالمقتدر کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ حضرت گیسو دراز نے لکھا ہے کہ مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت ذاتی ہے، حالانکہ کتابوں میں ہے کہ مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت علمی ہے۔ مولانا قاضی عبدالمقتدر ملک زادہ کو کوئی تشفی بخش جواب نہ دے سکے تو اس نے یہ بات سلطان فیروز شاہ تغلق کے کان تک پہنچائی۔ سلطان فیروز شاہ نے ملک عماد الملک کو بلایا اور اس سے دریافت کرنے کو کہا کہ سید محمد جادۂ شریعت سے ہٹ تو نہیں گئے۔ عماد الملک نے عرض کیا کہ میں حضرت مخدوم کو جانتا ہوں۔ میرے دو بچے میاں جیون اور میاں شاہ ان سے مرید بھی ہیں۔ پھر بھی حکم ہو تو تحقیق کروں۔ سلطان نے کہا کہ علماء کو جمع کرو اور مذکورۂ بالا مسئلہ کی تحقیق کراؤ۔

---

[1] سیر محمدی ص ۶۱-۶۰۔ [2] سیر محمدی ص ۶۲-۶۱۔

Marfat.com

جمعہ کے روز عماد الملک پرانی دہلی کی اس مسجد میں علماء کے ساتھ گیا جہاں حضرت گیسو دراز؁ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے تشریف لاتے تھے۔ لیکن عماد الملک علماء کے ساتھ مسجد میں اس وقت پہنچا جب حضرت گیسو دراز نماز پڑھ کر واپس جا چکے تھے۔ عماد الملک نے دہلی کے مشہور عالم مولانا سید علاء الدین کو حضرت گیسو دراز؁ کی خانقاہ میں بھیجا کہ مسئلہ مذکورہ کے متعلق ردّ و قدح کر لیں۔ چنانچہ مولانا علاء الدین خانقاہ آئے اور حضرت گیسو دراز؁ سے بحث شروع کی کہ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ آپ نے معیّت سے معیّتِ ذاتی مراد لی ہے۔ حضرت گیسو دراز؁ نے فرمایا ہاں یہی مراد ہے۔ علماء نے معیّتِ صفتی کہا ہے۔ صفت ذات سے علیحدہ نہیں ہے اور نہ جدا ہو سکتی ہے تو اللہ کی جو معیّت از روئے صفت ہوئی وہ از روئے ذات بھی ہوئی۔ اس کے علاوہ یہ معیّت صفتی اعتباری ہے حقیقی نہیں۔ پس اعتبار ذات میں ہو یا صفات میں، اس میں کیا ہرج ہے۔ مولانا علاء الدین کو اس جواب سے تشفی ہو گئی اور ان کے ساتھی بھی اس دلیل کو ردّ نہ کر سکے[1]

فیروز تغلق اور حضرت گیسو دراز؁ کی مجلس سماع | سیر محمدی کے مؤلف کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے سلطان فیروز شاہ تغلق کو یہ بھی خبر پہنچائی کہ حضرت گیسو دراز؁ کی مجلس سماع میں مریدین اپنا سر زمین پر رکھا کرتے ہیں اور بڑا شور مچاتے ہیں۔ سلطان نے یہ سن کر حضرت گیسو دراز؁ کو یہ کہلا بھیجا کہ اپنی مجلسِ سماعت خلوت میں کیا کریں۔ اس کے بعد سے حضرت گیسو دراز؁ اپنے حجرہ میں یہ مجلس منعقد کرنے لگے۔ بیچ میں ایک پردہ ڈال دیتے۔ پردہ کی دوسری طرف مریدین صف باندھ کر بیٹھتے اور جب حضرت گیسو دراز؁ پر وجد طاری ہوتا تو خادم حجرے کا دروازہ بند کر دیتا۔[2]

سفر دکن | دہلی میں تقریباً چوالیس سال کے قیام کے بعد تیمور کے حملے کے زمانے یعنی ۸۰۱ھ میں گلبرگہ منتقل ہو گئے۔ دہلی سے گلبرگہ آتے ہوئے راستہ میں بہادر پور، گوالیار، بھاندیر، ایرچ، چندیری، کھنبایت، بڑودہ، سلطان پور، دولت آباد اور اُلندمیں قیام فرمایا۔ دوران سفر میں ہر جگہ لوگ جوق در جوق استقبال کے لیے آتے۔ بھاندیر، کھنبایت اور دولت آباد کے

---

[1] سیر محمدی ص ۶۲ - ۶۲ -

[2] سیر محمدی ص ۶۶ - ۶۱ -

Marfat.com

کے ضابطوں یعنی حاکموں نے بھی پیشوائی کی۔ جہاں ٹھہرتے وہاں خواص و عوام دونوں حلقۂ بیعت میں داخل ہوتے اور آپ حسب مراتب ان کو تلقین فرماتے۔ چندیری پہنچے تو وہاں کے مفتی کے صاحبزادے قاضی خواجگی نے بھی جو بڑے ذی علم بزرگ تھے، بیعت کی۔ بیعت کے بعد ذکر کی تلقین کی خواہش ظاہر کی تو حضرت گیسو درازؒ نے فرمایا۔ ذکر کی تلقین میں میری ایک خاص روش ہے اور وہ یہ کہ طالب ذکر اپنے سر پر جنگل سے لکڑی لائے تو اس وقت میں ذکر کی تلقین کرتا ہوں۔ تم خود شیخ ہو، شیخ زادہ ہو، یہاں کے صدر ہو، جنگل سے لکڑی نہ لا سکو گے۔ جس شغل میں ہو اسی میں مشغول رہو۔[1]

حضرت سید گیسو درازؒ اور فیروز شاہ بہمنی جب گلبرگہ کے قریب پہنچے تو سلطان فیروز اپنے خاندان، امراء اور دربار کے علماء و سادات اور شاہی لشکر کے ساتھ استقبال کے لیے آیا، اور ادب و احترام کے ساتھ گلبرگہ لایا۔ تاریخ فرشتہ میں ہے:

> • فیروز آباد میں سلطان (فیروز شاہ بہمنی) کو یہ خبر پہنچی کہ دہلی سے ایک سید عالی مقام عرش احترام میر سید محمد گیسو درازؒ دکن تشریف لائے ہیں اور حسن آباد گلبرگہ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔
>
> چراغش ز شمع نبی تافتہ — کہ خورشید و مہ نور از و یافتہ
>
> سلطان فیروز شاہ ہمیشہ ایسے بزرگوں کا خواہاں رہتا تھا۔ اس خبر سے خوش ہوا اور فیروز آباد سے حسن آباد گلبرگہ آیا۔ اپنے امراء، ارکان دولت اور لڑکوں کو استقبال کے لیے بھیجا اور بہت اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ شہر میں تشریف لائے۔ فیروز شاہ حکیمانہ مذاق رکھتا تھا، اس لیے جب سید محمد گیسو درازؒ کو علم ظاہری خصوصاً معقولات سے خالی پایا تو آپ کی طرف توجہ نہیں کی۔[2]

فرشتہ کا یہ بیان بالکل صحیح نہیں کہ حضرت گیسو درازؒ علوم ظاہری سے خالی تھے۔ کیونکہ ہم گزشتہ اوراق میں لکھ چکے ہیں کہ انھوں نے علم ظاہری میں بھی کمال حاصل کیا تھا۔ برہان مآثر میں

---

[1] سیر محمدی ص ۶۹۔ [2] تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ۳۱۶۔

Marfat.com

جو سلاطین بہمنی کے متعلق مستند اور اہم معلومات فراہم کرتی ہے، ایسے صاف اور واضح بیانات ہیں جن سے فرشتہ کے بیان کی مطلق تصدیق نہیں ہوتی۔ ملاحظہ ہو:

"اسی سال حضرت سید محمد گیسو درازؒ مریدوں اور باکمال درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ دہلی سے دکن تشریف لائے اور گلبرگہ کو بھی اپنے قدم مبارک سے سرفراز کیا۔ سلطان (فیروز شاہ) کو بھی اس کی خبر پہنچی۔ اس کو سادات عظام اور مشائخ عالی مقام کی صحبت سے بڑی رغبت تھی اور اہم معاملات میں اس گروہ کی رائے سے استفادہ کیا کرتا تھا۔ اسی اخلاص کی بنا پر وہ حضرت سید گیسو درازؒ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوا، اور فضلاء کی ایک جماعت کو ان کی خدمت میں بھیجا تاکہ ان کے حالات معلوم کر کے ان کی حقیقت سے اس کو مطلع کریں۔ وہ جماعت سلطان کی ہدایت کے مطابق ان کی خدمت میں گئی اور ان کو تمام علوم ظاہری و باطنی کشف و کرامات اور مقامات میں مرتبۂ کمال پر پایا اور جو کچھ دیکھا سلطان کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ اس کی وجہ سے سلطان کی عقیدت میں اور بھی اضافہ ہوا اور اس کو ان کی صحبت کی بہت زیادہ خواہش پیدا ہوئی اور تعظیم و تکریم میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی۔ چند آباد گاؤں ان کے آستانے کے خدام کے لیے عنایت کیے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلی ہی ملاقات میں سلطان کو حضرت سید محمد گیسو درازؒ سے ایسے تعلقات پیدا ہو گئے کہ روز بروز بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ سلطان گردش زمانہ سے تخت سے معزول ہو گیا اور ان کی عدم توجہ سے جو کچھ اس کو دیکھنا پڑا، اس کا ذکر آگے آئے گا۔"[1] (ملخصاً)

برہان مآثر کے مؤلف کا بیان ہے کہ حضرت سید گیسو درازؒ کو فیروز شاہ بہمنی سے "کلفت" ہوئی اور ان کی نظر توجہ اس کی طرف سے ہٹ گئی۔ چنانچہ جب وہ حصار پانگل کی تسخیر کے لیے گیا تو اس کو شکست ہوئی۔ عام لوگوں کا خیال تھا کہ سلطان کو یہ شکست محض اس لیے

---

[1] برہان مآثر مؤلفہ سید علی طباطبا، شائع کردہ مجلس مخطوطات فارسیہ حیدرآباد دکن ص ۴۲ - ۴۳۔

Marfat.com

ہوئی کہ حضرت سید گیسو دراز کی توجہ اس کی طرف نہیں رہی تھی۔ خود سلطان فیروز شاہ بہمنی کا بھی یہی خیال تھا، برہان ماثر میں ہے :

" مردم ایں شکست را از اثر کلفت سلطان الاولیاء والمحققین زبدۂ آل طٰہٰ ویٰسین شہباز بلند پرواز سید محمد گیسو دراز دانستند و بسبب ایں شکست ضعف قوائے سلطان مضاعف گشتہ۔ بارہا بزبان الہام بیان می گزرانید کہ موجب شکست لشکر تغیر خاطر آں فخر الاولاد سید البشر بود۔"[1]

سیر محمدی میں حضرت سید گیسو دراز اور فیروز شاہ بہمنی کے تعلقات کے سلسلہ میں صرف اتنا ذکر ہے کہ جب حضرت گیسو دراز گلبرگہ کی طرف روانہ ہوئے تو سلطان فیروز شاہ نے لشکر کے ساتھ شہر سے باہر آکر استقبال کیا۔ گلبرگہ پہنچ کر حضرت گیسو دراز نے اس کی درازی عمر کے لیے دعا کی حضرت سید گیسو دراز کے وصال اور اس کی موت میں صرف چند دن کا فرق تھا۔[2]

احمد شاہ بہمنی اور حضرت سید گیسو دراز سلطان فیروز شاہ بہمنی کا جانشین سلطان احمد شاہ حضرت سید گیسو دراز کا برابر معتقد رہا۔ اپنی تخت نشینی سے پہلے بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ ان کے لیے ایک خانقاہ بھی بنوائی تھی اور خانقاہ کے درویشوں پر طرح طرح کی نوازشیں کیا کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت گیسو دراز کی دعاؤں کی بدولت وہ تخت و تاج کا مالک ہوا تھا اس لیے تخت پر بیٹھنے کے بعد حضرت سید گیسو دراز کا ادنیٰ غلام بن گیا۔ تاریخ فرشتہ میں ہے :

" سلطان احمد شاہ بہمنی سادات علماء اور مشائخ کی تعظیم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتا تھا۔ اس کے حق میں حضرت سید گیسو دراز کی جو کرامت ظاہر ہوئی اس کی بنا پر وہ ان کی بہت عزت کرتا تھا۔ عوام اپنے بادشاہ ہی کے دین کی تقلید کرتے ہیں۔ دکن کے لوگ ان کی طرف متوجہ ہوتے اور تمام لوگ ان کے آستانے کا طواف کیا کرتے تھے سلطان نے اپنے اسلاف کی روش کے خلاف شیخ محمد سراج کے خاندان سے ترک ارادت

---

[1] برہان ماثر ص ۴۷۔ [2] سیر محمدی ص ۳۵ - ۳۴۔

Marfat.com

کیا اور حضرت سید محمد گیسو درازؒ کا مرید ہوا۔ حسن آباد گلبرگہ کی سرکار میں ان کے لیے چند گاؤں اور قصبے وقف کئے اور ان کے قیام کے لیے ایک عالی شان عمارت شہر کے متصل بنوائی۔ اس وقت بھی جب کہ حسن آباد گلبرگہ کی حکومت خاندانِ بہمینہ سے عادل شاہی خاندان میں منتقل ہو گئی ہے، احمد شاہ کے وقف کردہ قصبات حضرت سید گیسو درازؒ کی اولاد کے تصرف میں ہیں[1]

گو حضرت سید گیسو درازؒ کا وصال سلطان احمد شاہ بہمنی کی تخت نشینی کے پہلے ہی سال میں ہو گیا لیکن تخت نشین ہونے سے پہلے تقریباً اکیس بائیس برس تک وہ ان کی صحبت میں رہ چکا تھا۔ حضرت سید گیسو درازؒ کو شریعت کی پابندی کا بڑا خیال تھا۔ سیر محمدی کے مؤلف کا بیان ہے کہ اگر کبھی بمقتضائے بشریت آپ کے دل میں کسی نامشروع کام کے کرنے کا خطرہ پیدا ہوتا تو غیبی طاقت مانع ہو جاتی[2] احمد شاہ بہمنی کو بھی حضرت سید گیسو درازؒ کی صحبت میں شریعت کی پابندی کا خیال پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ اپنی بادشاہت کے زمانہ میں شریعت کی ترویج پر بڑا زور دیا۔ برہان مآثر میں ہے:

"ہمگی ہمت والا نہمت بر ترویج شرع سید المرسلین و اعلاء اعلام اسلام گماشتہ در لوازم احکام شرعیہ و امر و نواہی دین مبین مصطفویہ مبالغہ و احتیاط بے نہایت فرمودی و براسم امر معروف و نہی منکر بنوعی قیام و اقدام نمودی کہ در تمام ممالک دکن احدی ارتکاب منہیات بل تخیل آں نتوانستی نمود"[3]

مقبولیت دکن کے خواص و عوام دونوں حضرت سید گیسو درازؒ کے فیوض و برکات کے سرچشمہ سے سیراب ہوتے رہے اور ان کو اس دیار میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ تاریخ فرشتہ میں ہے:

"دکن کے باشندے حضرت سید گیسو درازؒ کے بہت زیادہ معتقد تھے۔ اس حد تک کہ

---

[1] تاریخ فرشتہ ج ا ص ۲۰ - ۳۱۹ - [2] سیر محمدی ص ۲۸ - ۲۷ - [3] برہان مآثر ص ۶۲ -

Marfat.com

[redacted] س سے حضرت سید کی ذات سے اہلِ دکن کے حسنِ عقیدت اور اخلاص کا قیاس کیا جاتا ہے[1]۔

اگرچہ نقلِ کفر کفر نہ باشد، لیکن یہ اقتباس اس لیے دیا گیا ہے کہ اس سے حضرت سید گیسو دراز کی غیر معمولی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا عبدالحق اخبار الاخیار میں حضرت سید گیسو دراز کے ذکر کے سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

"......... بدیارِ دکن رفت و قبولِ عظیم یافت۔ اہلِ ایں دیار ہمہ منقاد و مطیع او گشتند[2]۔"

خزینۃ الاصفیاء میں ہے:

"......... در دیارِ دکن تشریف برد و قبولِ عظیم یافت و اہلِ آں دیار از خورد و کبار ہمہ مطیع و منقاد وے گشتند؛ ہزار در ہزار طلبائے صداقت شعار بتوجہ موجہ آں سیدنا مدار بقربِ حق رسیدند و سلسلہ عالیہ وے در مقامِ دکن رائج و شائع شد[3]۔"

مرآۃ الاسرار کے مؤلف لکھتے ہیں:

"......... بدیارِ دکن تشریف برد، در شہر گلبرگہ سکونت اختیار نمود و آنجا قبولیتے عظیم یافت۔ جمیع اہلِ آں دیار از خاص و عام مطیع و منقاد او گشتند چنانکہ تا امرائے سلاطین آنجا دخترانِ خود بفرزندانِ میر سید محمد می دہند۔"

طریقۂ بیعت | حضرت گیسو دراز کے پاس جب کوئی مرید ہونے کے لیے آتا تو اس کے ہاتھ پر اپنا دستِ مبارک رکھ دیتے اور فرماتے تم نے اس ضعیف، اس ضعیف کے خواجہ اور اس ضعیف کے خواجہ کے خواجہ اور اسی سلسلہ کے دوسرے مشائخ کے ساتھ عہد کیا کہ اپنی نگاہ اور

---

[1] تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ۳۲۔ [2] اخبار الاخیار ص ۱۳۲۔ [3] خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۳۸۱۔

Marfat.com

اپنی زبان کی حفاظت کروگے اور جادۂ شریعت پر قائم رہوگے۔ کیا تم نے یہ قبول کیا؛ مرید عرض کرتا جی ہاں میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد ارشاد فرماتے " الحمد للہ ۔ پھر دستِ مبارک میں قینچی لیتے اور تکبیر کہتے ہوئے داہنی طرف سے کان کے قریب تھوڑے سے بال کاٹ لیتے۔ اسی طرح بائیں طرف کے چند بال کاٹتے پھر تکبیر کہتے ہوئے اس کو ایک ٹوپی پہناتے۔ اس کے بعد مرید کو دو رکعت نماز پڑھنے کے لیے کہتے اور جب نماز پڑھنے کے لیے جاتا تو فرماتے اگر اس شخص نے صدقِ دل سے توبہ کی ہوگی تو اس کا نام توبہ کرنے والوں کی فہرست میں لکھا جائے گا اور قیامت کے روز توبہ کرنے والوں کے ساتھ اس کو جزا ملے گی۔ اور جب مرید دو رکعت نماز پڑھ کر آتا تو اس کو پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید فرماتے۔ جمعہ کو غسل اور جمعہ کی نماز کی پابندی کی بھی سختی سے تلقین کرتے۔ پھر مختلف اوقات کے لیے نمازیں اور اوراد وظائف بتاتے۔ ہر مہینہ ایامِ بیض کے روزے رکھنے کے لیے بھی ہدایت کرتے۔ ان ہدایتوں کے دینے کے بعد فرماتے کہ جس طرح ایک سپاہی کے لیے کمان، تیغ و سپر وغیرہ ضروری ہے، اسی طرح ایک صوفی کے لیے ان باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے، ورنہ پھر اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے[1]

اگر کسی عورت کو مرید کرتے تو ایک بڑے پیالہ میں پانی لایا جاتا۔ اپنی شہادت کی انگلی پیالہ میں ڈالتے۔ عورت بھی انگشتِ شہادت پانی میں ڈالتی۔ اس کے بعد بیعت کرتے۔ وہ عورت پانی کے پیالے کو پی جاتی۔ پھر رومال یا دامن اس کے سر پر رکھ دیتے۔ اگر عورت پردہ والی ہوتی تو اس کے سامنے ایک چادر ڈال دی جاتی۔ پانی کا پیالہ درمیان میں رکھتے یا اس کے کسی محرم کو وکیل بناتے وہ بیعت کرا دیتا۔

لڑکے اور مریض کو مرید نہ کرتے۔

استفتاح اور عرفہ کے دن تمام مرید حاضر ہوتے۔ ان سے تجدید بیعت کرتے اور پہلی بیعت سے زیادہ عبادت و ریاضت کرنے کے لیے حکم دیتے اور زندگی بسر کرنے کے طریقے بتاتے[2]

---

[1] جوامع الکلم ص ۳۰-۳۶۔ [2] سیر محمدی ص ۴۲-۴۳۔

Marfat.com

معمولات | گلبرگہ شریف کے قیام کے زمانے میں حضرت سید گیسو دراز کے معمولات حسب ذیل تھے:

پانچوں وقت کی نماز باجماعت کے ساتھ ادا فرماتے۔ کسی وقت تنہا یا ایک آدمی کے ساتھ نماز ادا نہیں فرمائی۔ آخر عمر میں جب کھڑے ہونے کی قوت باقی نہیں رہ گئی تھی تو فرض، سُنّت اور نفل بیٹھے بیٹھے ادا فرماتے۔ ہر روز ان اوراد کو پڑھتے جو حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی پڑھا کرتے۔ مریدوں کو بھی ان کی مداومت کرنے کو ارشاد فرماتے۔ فجر کی نماز کے بعد تینتیس آیتیں اور چہل اسم پڑھا کرتے۔ آخر عمر میں ان کو اپنے ایک صاحبزادے سے باآواز بلند پڑھوا کر سُنتے۔ اشراق کی نماز کے بعد اپنے صاحبزادوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ جوانی میں ہمیشہ روزے رکھتے تھے لیکن آخر عمر میں صرف ایام بیض کے روزوں پر اکتفا کر لیا تھا۔ چاشت کی نماز کے بعد درس دیا کرتے۔ درس زیادہ تر تفسیر، حدیث اور سلوک کا ہوتا۔ کبھی کبھی علم کلام اور علم فقہ بھی پڑھاتے۔ درس میں علماء اور شاہی حکام کے لڑکے بھی شریک ہوتے۔ دوپہر کو قیلولہ کرتے اور فرماتے جو صوفی قیلولہ نہیں کرتا ہے وہ رات کو اُٹھنے کی نیت نہیں رکھتا ہے۔ ساری رات جاگتا ہے کہ پڑا سویا رہے۔ اگر کوئی کتاب یا رسالہ تصنیف فرماتے تو زوال کے بعد کسی سے لکھواتے۔ ظہر کی نماز کے بعد تلاوت کلام پاک کرتے۔ تلاوت کے ساتھ مراقبہ بھی کرتے جاتے۔ آخر عمر میں جب خود تلاوت نہیں کر سکتے تھے تو مولانا بہاء الدین امام سے پڑھوا کر سُنتے۔ تلاوت کے بعد پھر درس ہوتا۔ عصر کی نماز کے بعد بلاناغہ دعائے استفتاح پڑھتے۔ نماز مغرب کے بعد اوابین کی نماز ادا فرماتے۔ مغرب اور عشاء کے درمیان سالکوں کو خاص خاص تعلیم دیتے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھ کر مریدوں اور صوفیوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے۔ داہنے طرف رشتہ دار اور بائیں طرف دوسرے لوگ بیٹھتے اور شرکائے دسترخوان کے سامنے روٹیاں اور سالن ہوتا۔ لیکن خود آش کے ایک پیالہ پر اکتفا فرماتے۔ اس میں سے تھوڑا نوش فرما کر جس پر کچھ نظر عنایت ہوتی اس کو مرحمت کر دیتے۔ کھانے کے بعد مریدوں سے تھوڑی دیر گفتگو کرتے۔ اس کے بعد آرام کرتے۔ پھر تہجد کے لیے اُٹھتے۔ تہجد کے بعد ذکر و مراقبہ کرتے اور فرماتے

Marfat.com

کر ذکر و مراقبہ سے بہت سی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ بعض لوگ برسوں روزہ، نماز اور تلاوت میں گزار دیتے ہیں، لیکن پھر بھی ان کو کوئی راہ نہیں ملتی اور یہ اس لیے کہ وہ ذکر اور مراقبہ نہیں کرتے۔ تہجد ہی کے وقت اپنے مرشد کے خاص خاص اوراد و وظائف کی بھی مداومت کرتے تھے۔

جمعہ کے دن غسل فرماتے اور بلاناغہ جمعہ کی نماز کے لیے جامع مسجد تشریف لے جاتے۔ مسجد میں پہنچ کر تین سلام کے ساتھ چھ رکعتیں نماز ادا کرتے اور پھر بیٹھ کر مراقبہ فرماتے۔ ہمیشہ بنالچہ پر بیٹھا کرتے تھے۔ کسی کے لیے تعظیماً کھڑے نہ ہوتے لیکن بادشاہ یعنی سلطان فیروز بہمنی آتا تو کھڑے ہو جاتے اور اس کو مخاطب کر کے فرماتے تم اولی الامر ہو، اس لیے تمھارے واسطے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ جب بادشاہ آنا چاہتا تو ایک دن پہلے کہلا دیا کرتا۔ جواب جاتا کہ فلاں دن آؤ۔ اس کے آنے سے پہلے زیادہ کھانا پکانے کا حکم دیتے اور جب دسترخوان بچھا دیا جاتا، دسترخوان پر اور لوگ بھی شریک ہوتے۔ بادشاہ کھانا کھاتا اور کچھ تبرک بھی ساتھ لے جاتا۔ اس موقع پر دسترخوان پر ہر شخص کے سامنے چار روٹیاں رکھی جاتیں تھیں۔ ایک گہری رکابی میں سالن ہوتا۔ دو دو آدمی ساتھ کھاتے۔ ہر شخص کے سامنے آش کا بھی ایک ایک پیالہ ہوتا۔ کھانے کے درمیان پانی نہیں دیا جاتا۔ جب لوگ کھا کر فارغ ہو جاتے تو ہر شخص اپنا بچا ہوا حصہ اور آش کا پیالہ اٹھا کر ساتھ لے جاتا۔[1]

سماع خواجگان چشت کی طرح سماع سے غیر معمولی شغف رکھتے تھے۔ فرماتے:

"فتح کارِ من بیشتر در تلاوت و سماع بود۔"

راہ سلوک کے ابتدائی زمانے میں ایک بار اپنے خاص خاص یارانِ طریقت کے ساتھ ایک ایسی مجلس کرائی جس میں ہر قسم کے مزامیر تھے۔ تین دن تک یہ مجلس جاری رہی، گو مکان کا دروازہ بند رہتا تھا لیکن اس کے ارد گرد لوگ جمع رہتے تھے۔ مجلس کے بعد اپنے مرشد حضرت چراغ دہلیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا سید محمد اس طرح کا سماع نہ سنا کرو۔ حضرت سید گیسو درازؒ کا بیان ہے کہ

---

[1] سیر محمدی ص ۶۲ - ۶۳۔

Marfat.com

"من ازآں وقت باز مزامیر نشنیدم"

"مجلس سماع میں عود بہت جلایا جاتا تھا۔ اگر رات ہوتی تو بکثرت روشنی کی جاتی۔ دورانِ سماع میں وجد کی حالت میں کوئی گر پڑتا تو مجلس روک دی جاتی۔ اکثر فارسی کی غزلیں گائی جاتیں۔ فرماتے ہندی کی چیزیں نرم، لوچ دار اور دل کو رقیق کرنے والی ضرور ہوتی ہیں اور اس کا راگ بھی نرم ہوتا ہے اور عاجزی و انکساری کی طرف مائل کرتا ہے۔ عام طور سے صوفیہ ہندی راگ ہی کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن سرود کے ہنر اور موسیقار کے جذبات کا اظہار فارسی ہی میں بہتر طریقہ پر ہوتا ہے، اس میں کچھ اور ہی ذوق اور لذت ملتی ہے[1]

سماع کے وقت مریدوں کو غیر معمولی کیفیت کے اظہار سے منع فرماتے لیکن خود بعض اوقات بے حد مضطرب اور بے چین ہوجاتے اور غایتِ اضطراب میں رقص کرنے لگتے[2]

ازدواجی زندگی چالیس سال کی عمر میں سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربیؒ کی صاحبزادی بی بی رضا خاتون حبالۂ عقد میں آئیں۔ ان کے بطن سے دو صاحبزادے حضرت سید حسین عرف سید محمد اکبر حسینی اور حضرت سید یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ دونوں صاحبزادے جید عالم تھے۔ معقولات و منقولات کی تعلیم دہلی کے اساتذہ قاضی عبدالمقتدر، مولانا خواجگی نحوی، مولانا محمد لغزا اور مولانا نصیر الدین قاسم سے پائی۔ سید حضرت گیسو درازؒ اپنے بڑے صاحبزادے کے ظاہری و روحانی کمالات سے متاثر تھے۔ چنانچہ فرماتے کہ اگر محمد اکبر میرا لڑکا نہ ہوتا تو میں اس کے لیے لوٹے میں پانی بھر کر لاتا۔

حضرت سید محمد اکبر نے بہت سی کتابیں عربی اور فارسی زبان میں لکھیں مثلاً (۱) معارف: علم نحو پر عربی زبان میں ایک رسالہ ہے۔ (۲) شرح ملتقط: اس میں اپنے والد بزرگوار کی تفسیر کلام پاک کی شرح لکھی ہے۔ (۳) عقیدہ (بہ زبان فارسی) (۴) اباحت سماع۔ (۵) رسالہ اباحت پوشیدن کفش در مسجد فارسی۔ (۶) مقامات صوفیان (عربی)۔ (۷) تعریف مالکی۔

---

[1] سیر محمدی ص ۱۷۰-۱۷۱۔ [2] جوامع الکلم ص ۱۰۹۔

Marfat.com

(۸) شرح سوانح۔ (۹) رسالہ مسئلہ فارسی زبان۔ (۱۰) رسالہ علم صرف۔ اپنے والد بزرگوار کے ملفوظات کے دو مجموعے بھی مرتب کئے جن میں جوامع الکلم زیادہ مقبول و مشہور ہوا۔ ۸۱۱ھ میں والد بزرگوار سے خلافت پائی لیکن سات مہینے کے بعد ہی رحلت فرما گئے۔ حضرت سید گیسو دراز نے محبوب فرزند کی میت کو اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔ ان کا مزار ایک علیحدہ گنبد میں گلبرگہ شریف میں ہے۔

حضرت سید گیسو دراز نے اپنے دوسرے صاحبزادے سید یوسف کو بھی خلافت دی تھی اور وہ اپنے والد کے جانشین ہو کر سجادۂ ارشاد پر متمکن ہوئے اور بعد وفات اپنے والد بزرگوار کے مزار شریف کے پائیں میں دفن ہوئے۔[1]

وصال گلبرگہ شریف میں بائیس[2] سال تک رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب عمر شریف ایک سو چار سال کی ہوئی تو فیوض و برکات کا یہ سرچشمہ بند ہو گیا۔ وصال ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ میں اشراق و چاشت کے درمیان ہوا۔ وفات کے موقع پر ان کے خلیفہ حضرت شیخ ابوالفتح نے فرمایا:

"ایں معیبت دین است"

"مخدوم دین و دنیا" سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔

ذکر آچکا ہے کہ سلطان فیروز بہمنی کے جانشین سلطان احمد شاہ بہمنی کو حضرت سید گیسو دراز سے بڑی عقیدت تھی۔ اس نے گلبرگہ شریف میں ان کے مزار مبارک پر نہایت عالی شان گنبد تعمیر کرایا اور اس کو طلائی نقش و نگار سے آراستہ کیا۔ دیواروں پر طلائی حروف میں کلام پاک کی آیتیں بھی لکھوائیں۔[3]

رتبۂ بلند صوفیۂ کرام میں قطب الاقطاب عالم، قامع بیخ کفر و بدعت، مقتب بخلعت عالم[4]

[1] حضرت سید گیسو دراز کی اولاد کی مزید تفصیلات کے لیے دیکھو سیر محمدی ص ۱۳۰-۱۱۹۔ [2] سیر محمدی: دیباچہ۔

[3] مراۃ الاسرار قلمی نسخہ دار المصنفین ذکر حضرت گیسو دراز۔

Marfat.com

معدنِ عشق، ہمدمِ وصال، کلیدِ مخازنِ حضرت ذوالجلال، مستِ الستِ نغمات بے ساز، محبوب حق وغیرہ کے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

حضرت سید گیسو درازؒ کے عظیم المرتبت بزرگ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ جیسے جلیل القدر بزرگ بھی ان کی خدمت میں روحانی استفادہ کے لیے تشریف لائے۔ وہ ان کی ملاقات کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"چوں بشرفِ ملازمت حضرت میر سید محمد گیسو درازؒ مشرف شدم آں مقدار حقائق و معارف کہ از خدمت وے بحصول پیوست اندر ہیچ مشائخ دیگر نبود۔ سبحان اللہ چہ جذبۂ قوی داشتہ اند۔"

حضرت سید اشرف جہانگیرؒ اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"در سیر نخستیں کہ بجانب دیارِ دکن واقع شد ملازمت حضرت میر سید محمد گیسو درازؒ کردیم بغایت عالی شان یافتم و تصنیفاتِ بسیار از آنحضرت سر بر زدہ در آخر مصنفات حضرت میراست کہ در وحدت وجود مطلق ایمائے نسبت صاحب نصوص کردہ اند۔ ایں فقیر تغیر مزاج کردہ بانواع دلائل عقلی و نقلی نشانِ خاطر آنحضرت نمودہ اما فرجہ نیافت کہ در تصنیف اصلاح کردہ آید۔"[1]

برہان مآثر کے مؤلف نے حضرت سید گیسو درازؒ کو قدوۂ ارباب حال، سرِ دفتر اصحاب کمال، قطب سپہر سیادت و معرفت، مرکز دائرۂ حقیقت و طریقت، شاہباز بلند پرواز لکھا ہے[2]۔

مولانا عبدالحق اخبار الاخیار میں حضرت سید گیسو درازؒ کے ذکر میں لکھتے ہیں:

"جامع است میان سیادت و علم و ولایت شانے رفیع و درجہ منیع و کلام عالی وارد اورا درمیان مشائخ چشت مشربے خاص و در بیان اسرار حقیقت طریقے مخصوص است۔"[3]

خزینۃ الاصفیاء کے مؤلف رقمطراز ہیں:

"از عظمائی اولیائی حق بیں و کبرائے مشائخ متقدمین و خلیفۂ راستین شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی است۔"[4]

---

[1] بحوالہ مرآۃ الاسرار ذکر حضرت سید گیسو درازؒ۔ [2] برہان مآثر ص ۴۴۔ [3] اخبار الاخیار ص ۱۲۳۔ [4] خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۳۸۱۔

Marfat.com

مرآۃ الاسرار میں ہے:

"مقبول عالم و عالمیان گشت و عالمے از حسنِ معاملات وے فیض گرید۔ وصیت کمالاتش از شرق تا غرب فرا رسید"

تصنیف | پہلے ذکر آچکا ہے کہ جب حضرت سید گیسو درازؒ علم باطن کی طرف مائل ہوئے تو علوم ظاہری کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن ان کے مرشد حضرت چراغ دہلیؒ نے ان کو اس ارادے سے باز رکھا۔ مرشد کی جوہر شناس نگاہوں نے یہ اندازہ کرلیا تھا کہ حضرت سید گیسو درازؒ اپنی تصنیف و تالیف کے ذریعے سے بھی منبع فیوض و برکات بن سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سید گیسو درازؒ نے عربی اور فارسی میں چھوٹی بڑی کتابیں بکثرت لکھیں۔ سیر محمدی کے مؤلف نے حسب ذیل تصانیف کے نام لکھے ہیں:

۱۔ ملتقط: یہ صوفیانہ رنگ میں کلام پاک کی تفسیر ہے۔

۲۔ تفسیر کلام پاک: یہ تفسیر کشاف کے طرز پر لکھنی شروع کی تھی لیکن صرف پانچ پاروں تک ہی تحریر فرما سکے۔

۳۔ حواشی کشاف: تفسیر کشاف پر حواشی ہیں۔

۴۔ شرح مشارق: حدیث کی مشہور کتاب مشارق الانوار کی شرح ہے۔

۵۔ ترجمۂ مشارق: یہ مشارق الانوار کا فارسی ترجمہ ہے۔

۶۔ معارف: یہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی مشہور کتاب عوارف المعارف کی شرح ہے۔ عربی میں لکھی گئی۔

۷۔ ترجمۂ عوارف: یہ عوارف کی فارسی شرح ہے لیکن ترجمۂ عوارف کے نام سے مشہور ہے۔

۸۔ شرح تعرف: یہ شیخ ابوبکر محمد بن ابراہیم بخاری کی کتاب تعرف کی شرح ہے۔

۹۔ شرح آداب المریدین (عربی): یہ حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردیؒ کی مشہور تصنیف آداب المریدین کی عربی شرح ہے۔

۱۰۔ شرح آداب المریدین (فارسی) آداب المریدین کی ایک فارسی شرح بھی لکھی تھی جس

Marfat.com

کو مولوی سید حافظ عطا حسین نے ایڈٹ کر کے حیدرآباد سے شائع کیا ہے۔

۱۱۔ شرح فصوص الحکم: یہ شیخ محی الدین بن عربی کی مشہور تصنیف کی شرح ہے۔

۱۲۔ شرح تمہیدات عین القضاۃ ہمدانی: یہ حضرت ابو المعالی عبداللہ المعروف بہ عین القضاۃؒ کی مشہور صوفیانہ تصنیف تمہیدات کی شرح ہے۔

۱۳۔ ترجمہ رسالہ قشیریہ: یہ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری کے رسالہ کا فارسی ترجمہ ہے۔

۱۴۔ حظائر القدس: اس کو عشق نامہ بھی کہتے ہیں۔ اس کا ایک نسخہ بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں بھی ہے۔ (دیکھو فہرست مخطوطات فارسی مرتبہ ڈبلو ایوانوف ۴۶۶)

۱۵۔ رسالہ استقامۃ الشریعت بطریقہ الحقیقت: اس میں شریعت، طریقت اور حقیقت کی بحث ہے۔ اس کا ذکر انڈیا آفس کے فارسی مخطوطات کی فہرست میں بھی ہے۔ (دیکھو ص ۲۲۴)

۱۶۔ ترجمہ رسالہ شیخ محی الدین ابن عربی۔

۱۷۔ رسالہ سیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۸۔ شرح فقہ اکبر: عربی و فارسی دونوں میں ہے۔

۱۹۔ حواشی قوت القلوب: یہ حضرت طالب محمد بن ابی الحسن بن علیؒ کی مشہور کتاب قوت القلوب پر حواشی ہیں۔

۲۰۔ اسمار الاسرار: اس کتاب کو جناب مولوی سید عطا حسین صاحب نے حیدرآباد سے شائع کیا ہے۔ اس کے متعلق خود حضرت سید گیسو درازؒ تحریر فرماتے ہیں:

"میری کتاب اسمار الاسرار میں باطل کو کوئی گھسنے کا موقع ہے نہ پیچھے سے۔ کوئی اس سے اختلاف نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں توحید کی تجرید اور تفرید کے افراد کے سوا کچھ نہیں۔"

مولانا عبدالحق اپنی کتاب اخبار الاخیار میں رقمطراز ہیں:

"یکے از تصنیفات مشہور میر سید گیسو درازؒ کتاب اسمار است کہ حقایق و معارف

Marfat.com

بزبان برمز و ایما و الفاظ و اشارات بیان کردہ"۔[1]

اس کے بارے میں مولوی سید عطا حسین لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے متعلق بعض بزرگوں کا خیال بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کہ فن تصوف و سلوک و معارف میں ہندوستان میں اس سے بہتر اور اعلیٰ تر کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ مبتدی، متوسط اور منتہی سب کے لیے مفید ہے۔ اس میں ذکر ہے، شغل ہے، مراقبہ ہے، مراتب سلوک کا بیان ہے، عشق ہے، توحید ہے، حقائق ہیں، معارف ہیں، غرض سب ہی کچھ ہے[2]

۲۱۔ حدائق الانس: اس میں معرفت کے کچھ اسرار بیان کیے گئے ہیں۔

حسب ذیل کتابوں کے موضوع ان کے نام سے ظاہر ہیں:۔

(۲۲) ضرب الامثال (۲۳) شرح قصیدہ امالی (۲۴) شرح عقیدہ حافظیہ۔ (۲۵) عقیدۂ چند ورق۔ (۲۶) رسالہ در بیان آداب سلوک۔ (۲۷) رسالہ در بیان اشارت محبان۔ (۲۸) رسالہ بیان ذکر۔ (۲۹) رسالہ بیان رؤیت ربی فی احسن صورۃ " (۳۰) رسالہ در بیان معرفت۔ (۳۱) رسالہ در بیان بود و ہست و باشد۔

سیر محمدی کے مؤلف نے ان خلافت ناموں کو بھی تصانیف میں شمار کیا ہے جو حضرت سید گیسو دراز نے اپنے خلفاء کو لکھ کر دیتے تھے۔ ان تحریری خلافت ناموں کی تعداد چار ہے[3]

بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے مخطوطات میں حضرت سید گیسو دراز کے کچھ رسائل کے یہ بھی نام ہیں: رسالہ در تصوف، شرح بیت امیر خسرو دہلوی، رسالہ اذکار خانوادہ چشتیہ، وجود العاشقین[4]

بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے مخطوطات میں حضرت سید گیسو دراز کی ایک تصنیف "خاتمہ" کا بھی ذکر ہے۔ یہ بظاہر تو شرح آداب المریدین کا تکملہ یا ضمیمہ ہے لیکن اب خود ایک مستقل

---

[1] اخبار الاخیار ص ۱۲۷۔ [2] اسماء الاسرار دیباچہ ص ۲۔ [3] سیر محمدی باب پنجم۔

[4] فہرست مخطوطات فارسی، بنگال ایشیاٹک سوسائٹی ص ۸۵ - ۵۸۲۔ وجود العاشقین کا ذکر انڈیا آفس کے فارسی مخطوطات کی فہرست میں بھی ہے۔ دیکھو ص ۱۰۲۶۔

Marfat.com

کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں حضرت گیسو درازؒ نے اپنے زمانے کے حالات کے مطابق ایک سالک کے عبادات و معاملات کا لائحۂ عمل پیش کیا ہے جو آج بھی ذوق و شوق کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہے۔ اس کو بھی حافظ سید عطا حسین صاحب نے بڑی محنت سے ایڈٹ کر کے ایک پُر مغز مقدمہ کے ساتھ حیدر آباد سے شائع کیا ہے۔

مکتوبات حضرت سید گیسو درازؒ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ بھی بنگال ایشیاٹک سوسائٹی میں ہے جس میں ان کے اکسٹھ مکتوبات ہیں۔ ان کے خلیفہ شیخ ابو الفتح علاء الدین نے اس کو مرتب کیا ہے۔

ملفوظات تذکروں میں حضرت سید گیسو درازؒ کے ملفوظات کے چار مجموعوں کا ذکر آتا ہے۔ سیر محمدی میں ہے کہ حضرت سید گیسو درازؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید محمد اکبرؒ نے دو مجموعے مرتب کئے تھے۔ ایک دہلی میں اور ایک سفر گجرات میں۔ اخبار الاخیار میں ہے:

"خدمت میر را ملفوظات است مسمی بجوامع الکلم کہ بعضے از مریدان او کہ نیز محمد نام دارد جمع کردہ"[1]

بنگال ایشیاٹک سوسائٹی (ص ۷۰۵) انڈیا آفس (ص ۱۰۲۵) اور برٹش میوزیم (ص ۲۲) کے فارسی مخطوطات کی فہرستوں میں جوامع الکلم کے مرتب کا نام محمد اکبر حسینی بتایا گیا ہے جو فہرست نگاروں کی رائے کے مطابق حضرت گیسو درازؒ کے مرید تھے۔ لیکن جوامع الکلم کا جو مطبوعہ اڈیشن حیدر آباد سے شائع ہوا ہے اس میں حافظ محمد حامد صدیقی صاحب نے مرتب کا نام حضرت گیسو درازؒ کے بڑے صاحبزادے سید حسین المعروف بہ سید محمد اکبر حسینیؒ نے لکھا ہے۔ جوامع الکلم کے اس مطبوعہ اڈیشن کے مقدمہ میں ایک جگہ یہ لکھا ہے:

"مؤلف آں جواہر ثمین و در خوش آب بندہ بندگان حضرت علیا محمد اکبر حسینیؒ"[2]

بہر حال جوامع الکلم نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ اس کے متعلق خود حضرت سید گیسو درازؒ نے فرمایا:

---

[1] اخبار الاخیار ص ۱۳۳۔ [2] جوامع الکلم مقدمہ ص ۵۔

Marfat.com

"کار ایں ملفوظ بجائے است از جہت تحقیق و تدقیق گویا کہ گفتار خود را خود می نویسم و ملفوظ خود را خود جمع کنم" [1]

اس میں ۱۸ رجب ۸۰۲ھ سے ۲۳ ربیع الثانی ۸۰۲ھ تک کے ملفوظات ہیں۔

حافظ مولوی سید عطا حسین نے خاتمہ کے دیباچہ (ص ۱۸) میں لکھا ہے کہ حضرت سید گیسو درازؒ کے مرید قاضی علم الدین بہروچی نے بھی گلبرگہ میں ۸۱۱ھ کے بعد ملفوظات کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔

دیوان کبھی کبھی بے ساختہ غزلیں اور رباعیاں بھی کہہ دیتے تھے۔ ان کی غزلوں اور رباعیوں کو ان کے پوتے سید یداللہؒ عرف سید قبول اللہ نے ایک دیوان کی شکل میں مرتب کیا تھا۔ [2]

تعلیمات حضرت سید گیسو درازؒ کی تصنیف اسمار الاسرار اور ان کے ملفوظات جوامع الکلم میں تصوف کے بعض دقائق اور غوامض پر مبسوط اور مفصل عالمانہ بحثیں ہیں لیکن ان مباحث کا اجمالی ذکر خواجگان چشت اور دوسرے صوفیہ کرام کی تعلیمات کے سلسلہ میں ہو چکا ہے۔ اس لیے ان کے اعادہ کے بجائے حضرت سید گیسو درازؒ کی تصنیف چاہیئے ان ضوابط و قوانین کو پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن کو حضرت سید گیسو دراز کے نزدیک سالکوں کی زندگی کا لائحہ عمل ہونا چاہیئے۔ خاتمہ ایک سو پچانوے ۱۹۵ صفحوں پر مشتمل ہے اور اس کی ہر سطر لائق مطالعہ ہے۔ لیکن ان اوراق میں ان سب کو نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لیے صرف اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

وضو سالکوں کو ہمیشہ با وضو رہنا چاہیئے۔ ہر فرض نماز کے لیے تازہ وضو کرنا بہتر ہے۔ وضو کے بعد تحیۃ الوضو ادا کریں۔ بے وضو نہ سوئیں۔ اگر رات کے وقت بیدار ہو جائیں تو وضو کر لیں اور دوگانہ ادا کریں۔ وضو کرنے میں کسی سے بات چیت نہ کریں اور اس کا خیال رکھیں کہ ان کا ہر عضو

---

[1] جوامع الکلم ص ۶۔ [2] حضرت سید گیسو درازؒ نے اپنی تعلیمات کو عام لوگوں کے سمجھانے کے لیے بعض رسالے دکھنی اردو میں بھی تصنیف کئے۔ ان میں سے ایک رسالہ معراج العاشقین کو بابائے اردو مولوی عبدالحق صاحب سکریٹری انجمن ترقی اردو نے ۱۹۴۳ء میں اورنگ آباد سے شائع کیا تھا۔

Marfat.com

دوسرے سے علیحدہ بھی ہے اور ملا ہوا بھی۔[1]

نمازِ فجر | صبح ہونے سے پہلے اگر رات کی تاریکی باقی ہے تو رات کی باقی ماندہ نفلوں کو پورا کریں۔ فجر کی نماز اوّل وقت ادا کریں۔ فجر، عشا اور مغرب کی نمازوں میں قرأت لمبی نہ ہو۔ نماز میں حضورِ قلب مقدم ہے[2]۔ فجر کی سنت پڑھنے کے وقت سے اشراق کی نماز پڑھنے تک حتی الوسع کسی سے نہ بولیں[3]۔

اشراق | اشراق سے ہلکی سی نیند لے کر آرام کریں تاکہ بیداریٔ شب کی تکان دور ہو جائے اور دوسرے وقت اوراد وظائف میں گرانی پیدا نہ ہو اور مضمحل نہ رہیں۔ کچھ آرام کے بعد اشراق کی نماز ادا کریں۔

چاشت | اشراق کے بعد چاشت سے پہلے اوراد و وظائف میں مشغول رہیں۔ تلاوتِ کلام پاک بھی کریں۔ تلاوت کے بعد سلوک کی کتابیں پڑھیں۔ پھر چاشت کی نمازیں اس طرح ادا کریں کہ چار رکعتیں تو اشراق سے متصل پڑھی جائیں۔ چار چاشت پر وقت گزر جانے کے بعد اور چار چاشت کے زوال پر ادا کی جائیں[4]۔

قیلولہ | زوال کے وقت قیلولہ کریں تاکہ شب بیداری میں سہولت ہو[5]۔

نمازِ فی زوال | زوال کے وقت دو رکعتیں ادا کر کے اوراد میں مشغول ہوں۔ اس کے بعد تلاوت یا مراقبہ کریں۔ مراقبہ بہتر ہے[6]۔

ظہر، عصر، مغرب | ان میں سے ہر نماز اوّل وقت ادا کریں۔ طلوعِ آفتاب سے پہلے اور غروبِ آفتاب کے بعد مخصوص وظائف پڑھیں[7]۔ عصر کی نماز سے اوابین کے ادا کرنے تک کسی سے نہ بولنا بہتر ہے[8]۔

عشاء | مغرب کی نماز کے بعد اور نمازوں کے پڑھنے سے اگر طبیعت میں کچھ گرانی محسوس ہو تو تھوڑی

---

[1] خاتمہ ص ۲،۳،۴۔ [2] خاتمہ ص ۳۔ [3] خاتمہ ص ۱۲۔ [4] خاتمہ ص ۹۔ [5] خاتمہ ص ۷۔ [6] خاتمہ ص ۹۔ [7] خاتمہ ص ۹۔ [8] خاتمہ ص ۱۱۳۔

Marfat.com

دیر آرام کرلیں۔ پھر عشار کی نماز پڑھیں۔ بعض صوفیہ کے نزدیک عشار کی نماز کے لیے آدھی رات مستحب وقت ہے۔ آرام کے بعد عشار کی نماز پڑھنے میں نشاط پیدا ہوتا ہے اور بقیہ تمام رات نفل پڑھنے، ذکر اور فکر کرنے میں ذوق حاصل ہوتا ہے [۱]

معمولاتِ شب رات کو تین حصوں میں تقسیم کریں۔ پہلے حصہ میں اوراد و وظائف میں مشغول رہیں۔ دوسرے حصہ میں سوئیں۔ تیسرے حصہ میں ذکر اور مراقبہ کریں [۲]

بعض صوفیہ مغرب کے وقت صرف پانی سے روزہ کھول لیتے ہیں۔ پھر عشار تک نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ عشار کے بعد کچھ کھاتے ہیں پھر سو رہتے ہیں [۳]

سالکوں کی نیند بھی ایک خاص قسم کی ہوتی ہے۔ وہ سوئیں تو اپنے وجود سے باخبر رہیں اور سوتے وقت یہ سوچیں کہ نیند اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے، اور اللہ ہی کی جانب سے ہے۔ جو نیند اللہ کو بھلا دے وہ قابلِ مذمت ہے۔ بعض صوفیہ کو نیند میں ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں جن سے وہ بیداری میں مطلع نہیں ہوتے [۴]

کم سونے کے لیے کھانے اور پینے میں تقلیل ضروری ہے [۵]

رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر تہجد پڑھیں۔ تہجد کے بعد اوراد و وظائف اور تلاوت کلام پاک، ذکر اور مراقبہ میں مشغول رہیں۔ لیکن ان میں مراقبہ عزیز ترین مشغلہ ہے [۶]

اگر کوئی سالک شہرت کی خاطر عبادت و ریاضت کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اور اگر شہرت کے ڈر سے عبادت و ریاضت کو ترک کرتا ہے تو وہ ریاکار اور منافق ہے [۷]

اگر ایک سالک کمالات کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ جائے تو بھی اپنے اوراد و وظائف کے معمولات کو ترک نہ کرے [۸]

روزے روزہ ارکانِ تصوف میں ہے۔ اس لیے صوفی کے لیے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ روزے

---

[۱] خاتمہ ص ۸ ۔ [۲] خاتمہ ص ۵ ۔ [۳] خاتمہ ص ۸ ۔ [۴] خاتمہ ص ۱۰-۱۲ ۔ [۵] خاتمہ ص ۱۲ ۔ [۶] خاتمہ ص ۹-۸ ۔
[۷] خاتمہ ص ۸ ۔ [۸] خاتمہ ص ۱۹ ۔

Marfat.com

سے نفس مغلوب رہتا ہے اور اس میں غرور اور عُجب پیدا نہیں ہوتا۔ صوم دوام بہترین قسم کا روزہ ہے۔ حضرت داؤد علیہ السّلام ایک روز کے وقفہ سے روزے رکھا کرتے تھے کیونکہ صوم دوام ایک عادت بن جاتی ہے جس سے پھر کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ بعض ہفتے میں تین روز یعنی دوشنبہ، پنجشنبہ اور جمعہ اور بعض صرف دو روز یعنی پنجشنبہ اور جمعہ، بعض مہینے کے شروع اور آخر میں بعض مہینے کی بیسویں تاریخ اور بعض سال میں تین مہینے۔ بعض شوال کے پہلے چھ[۶] روز اور بعض ایام بیض یعنی مہینے کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ میں روزے رکھتے ہیں[1]

طے کے روزے | جب ایک طالب حقیقی پر عشق الٰہی کا غلبہ ہوتا ہے، تو وہ طے کے روزے رکھتا ہے۔ اس میں وہ انطار کے وقت پانی تو پی لیتا ہے لیکن کبھی متواتر تین[۳] دن، کبھی دس[۱۰] دن، کبھی ایک مہینہ، کبھی چھ مہینے اور کبھی ایک سال تک کچھ نہیں کھاتا[2]

اعتکاف | اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتا ہے لیکن صوفیہ کبھی چالیس[۴۰] دن، کبھی اسّی[۸۰] دن اور کبھی ایک سو بیس[۱۲۰] دن اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ چالیس[۴۰] دن کا اعتکاف شعبان کی آخری دسویں تاریخ اور پورے رمضان پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کو اربعین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں۔ اسّی دن کا اعتکاف رجب سے شروع کیا جاتا ہے اس کو اربعین عیسٰی علیہ السّلام کہتے ہیں۔ اسی طرح ایک سو بیس[۱۲۰] دن کا اعتکاف اور بھی پہلے سے شروع ہوتا ہے۔ اعتکاف میں ذکر اور مراقبہ برابر کرتے رہنا چاہیئے۔

آداب طعام | سالکوں کے لیے تقلیل طعام ضروری ہے اور جب وہ کھائیں تو ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ کہیں، بلکہ سورہ فاتحہ پڑھیں[3]۔ جو چیز کھائیں وہ بالکل حلال ہو۔ اپنی روزی کو حلال ثابت کرنے کے لیے کوئی تاویل نہ کریں[4]۔ اگر کسی جگہ دعوت ہو اور اس میں وہ شرکت کریں، لیکن کھانے کا ارادہ نہ رکھتے ہوں یا تھوڑا ہی کھانا چاہتے ہوں تو اس کو اپنے بیٹھنے کے انداز سے ظاہر نہ ہونے دیں۔ اس سے تکبّر کا اظہار ہوتا ہے۔ کھانے کے وقت بائیں پاؤں پر بیٹھیں اور دائیں پاؤں کو

---

[1] خاتمہ ص ۱۵۔ [2] خاتمہ ص ۱۳۔ [3] خاتمہ ص ۹۔ [4] خاتمہ ص ۵۲۔

Marfat.com

اٹھائے رکھیں۔ یہ مسنون طریقہ ہے۔ کھانا شروع ہو تو پہلے خود لقمہ نہ اٹھائیں۔ بڑے لقمے سے پرہیز کریں۔ لقمے کو تین انگلیوں سے اٹھائیں اور جب تک دوسرے لوگ بھی کھانے سے فارغ نہ ہو جائیں اپنے ہاتھ اور منہ کو حرکت دیتے رہیں۔ ہاتھ کی انگلیوں اور منہ کو کھانے کی چیزوں سے آلودہ نہ کریں۔ پہلے روٹی اور گوشت کھائیں۔ اس کے ساتھ ترشی ملا لیں۔ پھر میٹھی چیز کھائیں۔ آشں ہو تو شروع یا آخر میں پئیں۔ روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دسترخوان پر نہ چھوڑیں یا تو پوری کھائیں یا آدھی۔ زیادہ سیر ہو کر کھانے کی بجائے کچھ بھوک باقی رہے تو کھانا چھوڑ دیں۔ دعوت کے کھانے کی نہ زیادہ تعریف کریں اور نہ برائی بیان کریں۔ کھانے کے بعد مسلسل پانی نہ پئیں۔ لوگوں کے سامنے کھانے کے درمیان یا کھانے کے بعد ڈکار نہ لیں۔ مجلس میں خلال نہ کریں [1]

میزبانوں کو اپنے مہمانوں کے سامنے زود ہضم کھانے پیش کرنے چاہئیں لیکن مہمانوں کے سامنے جیسا بھی کھانا آئے اس کو دیکھ کر خوش ہوں۔ اگر میزبان صاحب احتیاج ہو تو مہمان اس کی خدمت میں کچھ زرِ نقد پیش کریں [2]

آدابِ سماع مجلسِ سماع کے لیے ایک علیحدہ مکان ہو۔ اربابِ دنیا، امرار کے لڑکے اور بچے اور عورتیں اس میں شریک نہ ہوں۔ اس میں سالکوں اور مریدوں کو غسل کر کے طاہر اور باوضو ہو کر اور سفید کپڑے پہن کر شریک ہونا چاہیے۔ وقار کے ساتھ بیٹھیں اور مراقبہ میں رہیں۔ گانے والوں پر نظر نہ رکھیں اور نہ ان کی موسیقی پر دھیان دیں۔ اشعار کی ترکیب کو بھی خیال میں نہ لائیں۔ نہ ہر لمحہ واہ واہ کریں اور نہ آہ آہ۔ گریہ طاری ہو تو ضبط کریں۔ زبان سے کچھ کہنا چاہیں تو اس سے پرہیز کریں۔ اضطراب میں پیاس معلوم ہو تو پانی نہ پئیں۔ حتی الوسع اپنے اعضا میں جنبش پیدا نہ ہونے دیں۔

مزامیر کے متعلق فرمایا کہ فقہا کے نزدیک یہ حرام ہیں۔ اس لیے ان سے سختی کے ساتھ احتراز کرنا چاہیے [3]

---

[1] خاتمہ ص ۵۱-۴۸۔ [2] خاتمہ ص ۵۲۔ [3] خاتمہ ص ۲۲۔

Marfat.com

سماع کو پیشہ نہیں بنانا چاہیئے۔ سماع کے بعد دل کو سماع کے مقصد کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے۔ اسی کے بعد بہت سے راز معلوم ہوتے ہیں۔[1]

احترام شیخ ایک مرید جب اپنے پیر کی مجلس میں حاضر ہو تو اس کو اس طرح دیکھے جیسے کوئی اپنے محبوب کو دیکھتا ہو۔ پیر کے سامنے کسی قسم کی بے ادبی نہ کرے۔ پشت اس کی طرف نہ ہونے دے۔ اس کے روبرو کھڑا ہو تو نظریں اپنے پاؤں پر رکھے۔ بیٹھا ہو تو دائیں بائیں نہ دیکھے۔ زور سے نہ بولے اور نہ کسی کو زور سے پکارے۔ پان نہ کھائے ہاں اگر پیر کی طرف سے عطا ہو تو کھالے۔ اگر کھانا کھانے کا اتفاق ہو تو لقمہ چھوٹا اٹھائے اور کھاتے وقت ایک دانہ بھی نیچے نہ گرنے دے۔ اپنی انگلیوں کو کھانے سے آلودہ نہ کرے۔

ایک مرید دنیاوی کاموں میں اپنے پیر کو اپنی ہی طرح یا اپنے سے بھی کمتر سمجھے لیکن امورِ الٰہی میں اس کو پیغمبروں اور احمد خاتم رسل صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام سمجھنا چاہیئے۔

پیر کی مجلس کو مجلس حق تصور کرنا چاہیئے۔ ایک مرید اپنے پیر کی باتوں کو شریعت کی میزان پر تولے۔ اگر اس کے مطابق ہوں تو ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور اگر کوئی بات بظاہر شرع کے خلاف ہو تو اس پر غور و تامل کرے اور اگر اس میں کوئی خاص عذر یا راز معلوم ہو تو اس پر عمل کرے کیونکہ پیر بعض ایسے حقائق سے واقف ہوتا ہے جن سے ایک مرید بالکل ناواقف ہوتا ہے۔

ایک مرید پیر کے سامنے مراقبہ یا ذکر میں مشغول نہ ہو لیکن کسی حال میں بھی پیر سے غافل نہ رہے۔ پیر سے غافل رہنا بڑی محرومی ہے۔ ایک مرید جہاں بھی ہو اس کا دل پیر کے تصور سے خالی نہ ہو۔ پیر کا نام ہر وقت زبان پر ہو اور رفتار، گفتار، وضع قطع میں اس کا اتباع ضروری ہے۔ اس کا ایک حکم بجالانے سے مرید ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ سو سال کی عبادت سے نہیں پہنچ سکتا ہے۔ پیر جس کام کا حکم دے مرید سمجھے کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی اجازت سے صادر کیا گیا ہے۔

اگر کوئی شخص اپنی گفتگو میں اشارۃً و کنایۃً بھی کسی کے پیر کی اہانت کرتا ہو تو اس سے

---

[1] خاتمہ ص ۴۸-۴۰۔ حضرت سید گیسو دراز نے صوفیہ کرام کے خاص قسم کے رقص کی بھی کچھ تفصیل بتائی ہے۔

Marfat.com

مرید اسی طرح دور رہے جس طرح کہ ایک زاہد شیطان سے دور رہتا ہے۔

اگر پیر کی طرف سے کوئی لباس یا کپڑا ملے تو اس کو بڑے احترام سے رکھے۔ پیر کے بیٹھنے کی جگہ کا بھی پورا احترام کرے۔

پیر کی زندگی میں کوئی مرید کسی دوسرے پیر کی تلاش نہ کرے۔ اگر پیر مرید کو نامشروع کاموں کی دعوت دیتا ہو تو مرید ایسے پیر کو چھوڑ دے لیکن اس طرح کہ پیر کو معلوم نہ ہو کہ اس نے بداعتقادی کی وجہ سے علیحدگی اختیار کی ہے [1]

احترام شریعت | ایک مرید حقیقت و طریقت کو شریعت کی ضد نہ سمجھے بلکہ ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کا خلاصہ تصور کرے۔ جس طرح اخروٹ کا مغز اخروٹ کے چھلکے سے بظاہر مختلف معلوم ہوتا ہے۔ پھر بھی مغز کا جز چھلکے میں اس طرح ملا ہوتا ہے کہ اس سے بھی تیل نکالا جاتا ہے۔ اسی طرح حقیقت، طریقت اور شریعت تینوں ایک ہی ہیں [2]

تزکیۂ اخلاق | جب تک ایک شخص تمام دنیاوی چیزوں سے فارغ نہ ہو جائے راہ سلوک میں گامزن نہ ہو [3]

جب وہ کسی کا مرید ہو کر خلوت میں بیٹھے تو اپنے اور دوسروں کے تمام حقوق ادا کرے۔ اس کے پاس عورتیں اور بیویاں اور کنیزیں زیادہ نہ ہوں۔ اس میں مطلق ریا اور غصہ نہ ہو۔ دنیاداروں کی مجلسوں اور محفلوں سے دور رہے۔ وراثت میں جو مال اور دولت ملنے والی ہو اس سے بھی باز آئے۔ اگر کوئی اس کا مال بھی لے لے تو اس کے لیے شور و غوغا نہ کرے [4]

وہ کسی دوسرے کے خیر و شر سے واسطہ نہ رکھے [5]

اس کے دل میں جتنی ہوس ہو اس کو دور کر دے۔ اگر دور نہ ہو تو مجاہدہ و ریاضت کرتا رہے [6]

---

[1] خاتمہ ص ۸۹ - ۵۶۔ اسی طرح پیر اور مرید کے تعلقات کے سلسلہ میں اور بھی ہدایات ہیں جن کو ہم اختصار کی خاطر لکھنے سے قاصر ہو رہے ہیں۔ [2] خاتمہ ص ۸۴ ۔ [3] خاتمہ ص ۹۶۔ [4] خاتمہ ص ۱۱۰۔ [5] خاتمہ ص ۱۰۳۔

Marfat.com

اس کو ہمیشہ اپنی موت کا منتظر رہنا چاہیے[1]

ایسی تفریح سے جو جائز بھی ہو پرہیز کرے[2]

آج کا کام کل پر نہ اٹھائے رکھے[3]

کسی حال میں اپنے نام کی شہرت نہ دے[4]

بازار صرف شدید ضرورت کے وقت جائے[5]

فقہار نے طہارت و نظافت کی جو باتیں بتائی ہیں اُن پر عمل کرے۔ ان سے زیادہ پر عمل کرنا بے کار ہے[6]

گرسنگی، تشنگی اور شب بیداری کو دوست رکھے۔ غلاموں اور کنیزوں سے سختی سے پیش نہ آئے[7]

لوگوں کی آمد و رفت اپنے یہاں زیادہ نہ ہونے دے[8]

امیروں کی صحبت سے گریز کرے[9]

اگر کوئی دو وقت مسلسل اس کو کھانا لا کر دے تو تیسرے وقت اس کی صحبت سے احتراز کرے کیونکہ فاقہ نفس کی شکستگی کے لیے ضروری ہے[10]

مصیبت کے وقت مضطر اور مضطرب نہ ہو۔ کسی حال میں نہ روئے۔ روئے تو اس کے لیے کہ کہیں منزلِ مقصود تک پہنچنے سے پہلے اس کو موت نہ آجائے[11]

اپنی درازی عمر کے لیے خداوند تعالیٰ سے دعا کرے تاکہ راہِ سلوک میں اس کو ترقی درجات حاصل ہو[12]

سخت ضرورت کے وقت مثلاً مہمان کے آنے یا حقوق ادا کرنے یا صلۂ رحمی کے لیے یا غایت گرسنگی کی حالت میں قرض لے سکتا ہے لیکن قرض ادا کرنے کی کوشش میں لگا رہے[13]

پند و نصائح کا فرض انجام نہ دے کیونکہ یہ کام کاملوں کا ہے۔ سلوک پر کوئی کتاب لکھنے

---

[1] خاتمہ ص ۱۱۱۔ [2] خاتمہ ص ۱۱۵۔ [3] خاتمہ ص ۱۱۶۔ [4] خاتمہ ص ۱۲۱۔ [5] خاتمہ ص ۱۲۴۔ [6] خاتمہ ص ۱۲۴۔ [7] خاتمہ ص ۱۲۶۔

[8] خاتمہ ص ۱۲۷۔ [9] خاتمہ ص ۱۲۹۔ [10] خاتمہ ص ۱۳۵۔ [11] خاتمہ ص ۱۳۶۔ [12] خاتمہ ص ۱۴۳۔

Marfat.com

کی بھی کوشش نہ کرے کیونکہ یہ کام عارفوں کا ہے[1]

زیادہ تر خاموش رہے[2]

شرکت جہاد ضرورت کے وقت ایک سالک جہاد میں بھی شرکت کر سکتا ہے لیکن اس نیت سے شریک نہ ہو کہ اس کو درجۂ شہادت ملے گا اور زندہ رہ گیا تو ثواب ملے گا۔ یہ نیت مستحسن ضرور ہے لیکن ایک سالک کی نیت اس سے ماورا ہونی چاہیئے۔ وہ جہاد میں صرف خداوند تعالیٰ کی خاطر شریک ہو۔ وہ جہاد میں اپنی تلوار کو سیف اللہ، اپنے سہم کو سہم اللہ اور اپنے سنان کو سنان اللہ سمجھے[3]

شاہی ملازموں کا اخلاق اگر کوئی سالک بادشاہ کا ملازم ہے اور اس کو کوئی نا مشروع کام کرنے کو کہا جائے تو ایسی ملازمت اس کے لیے حرام ہے۔ سالک اگر ملازمت میں رہے تو رعایا کے ساتھ معاملات میں اسی طرح پیش آئے جیسے ماں باپ کے ساتھ پیش آتا ہو۔ رات کو ذکر و فکر میں مشغول رہے لیکن دن کو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا کوئی کام نہ چھوڑے۔ اپنی ملازمت کو اس لیے برقرار رکھے کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں خصوصاً کمزوروں اور عاجزوں کو نجات دلا سکے گا۔ مال و دولت کی ہوس نہ کرے۔ نا مشروع کپڑے مثلاً ریشمی قبا، ریشمی موبند، زر کلاہ زر نہ پہنے۔ اگر بادشاہ نامشروع کپڑے عطا کرے تو اس کے سامنے پہن لے پھر باہر آکر اتار دے۔ اگر تیسرے روز بادشاہ کے سامنے ایسے کپڑے پہن کر جانے کی رسم ہو تو پہن لے لیکن فقہا کے نزدیک یہ بھی مجروح ہے[4]

بادشاہ کا اخلاق اگر کوئی بادشاہ راہ سلوک میں گامزن ہو تو وہ سلطان ابراہیم ادہم، معاویہ ثانیؓ اور عبداللہ ابن زبیرؓ بن سکتا ہے لیکن اگر وہ بادشاہی کے لیے موزوں ہو تو پھر اسی فرض کو انجام دے۔ سلوک کی طرف مائل نہ ہو۔ اور حکومت میں ایسے متدین اور صالح لوگوں کو عہدہ دار مقرر کرے جو شرعی احکام کو نافذ کرا سکیں اور اس کو باخبر رکھیں کہ احکام شرعی پر عمل ہو رہا ہے اگر اس کی حکومت میں کوئی مسلمان زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو سختی سے وصول کرے اگر زکوٰۃ دینے میں حیلہ کرتا ہو تو چند تازیانے بھی لگائے۔ وہ اس پر نظر رکھے کہ اس کی سلطنت میں کوئی شراب یا دوسری

---

[1] خاتمہ ص ۱۴۹-۱۴۸۔ [2] خاتمہ ص ۱۵۱۔ [3] خاتمہ ص ۱۸۲-۱۸۱۔ [4] خاتمہ ص ۱۸۶-۱۸۵۔

Marfat.com

نشہ آور چیزیں نہ پی سکے۔ اگر کوئی پیتا ہو تو اس کو اسّی کوڑے لگائے۔ فقیروں، کمزوروں، یتیموں اور عاجزوں، لنگڑوں، گونگوں اور بیواؤں کی پوری خبر گیری کرے۔ ان کو برباد ہونے سے بچا لینے سے زیادہ کوئی مشکل کام نہیں۔

بادشاہ اگر راہِ سلوک میں گامزن ہے تو اپنے نفس اور جسم کو اعلائے کلمۃ الدین کے لیے وقف کر دے اور دل کو خداوند تعالیٰ کے جلال و عظمت اور قہر کے تصوّر میں مشغول رکھے۔ وہ اپنے کو جتنا ہی زیادہ ذلیل سمجھے گا اتنا ہی زیادہ خداوند تعالیٰ سے قریب تر رہے گا۔[1]

خلفاء حضرت گیسو درازؒ کے بعض خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ مولانا علاء الدین گوالیری (ابتداء میں سلطان محمد تغلق کو پڑھایا کرتے تھے، گوالیر میں فتویٰ نویس کے عہدہ پر مامور تھے، آخر میں کالپی چلے آئے تھے اور یہیں رحلت فرمائی) شیخ صدر الدین خوندمیرؒ (ان کے والد بزرگوار اور دادا ایرچ کے شیخ الاسلام تھے)، قاضی اسحٰق محمدؒ (چھترہ کے مفتی تھے)، قاضی محمد سلیمان، قاضی علیم الدین بن شرفؒ (مزار پاک پٹن میں ہے)، حضرت سید محمد اکبرؒ (حضرت سید گیسو درازؒ کے بڑے صاحبزادے)، حضرت ابو المعالی بن سید احمدؒ (حضرت سید گیسو درازؒ کے سالے اور خادم تھے) (مزار گلبرگہ شریف میں ہے)، خواجہ احمد دبیرؒ (سلطان فیروز بہمنی کے دبیر تھے)، مولانا ابو الفتح بن مولانا علاء الدین گوالیریؒ خزینۃ الاصفیا میں ہے کہ صاحب تصنیف تھے۔ ان کی کتابوں کے نام یہ ہیں؛ عوارف المعارف، تکملہ در نحو، مشاہدہ در تصوّف[2] (مزار کالپی میں ہے)، حضرت سید یوسفؒ (حضرت سید گیسو درازؒ کے صاحبزادے تھے)، حضرت سید سید اللہؒ (حضرت سید گیسو درازؒ کے پوتے تھے) قاضی ماجاؒ (گلبرگہ کے صدر جہاں تھے)، شیخ زادہ شہاب الدینؒ، مولانا بہاء الدین دہلویؒ (حضرت سید گیسو درازؒ کی نمازوں کی امامت کرتے تھے)، ملک زادہ عز الدینؒ اور ملک شہاب الدین[3]

---

[1] خاتمہ ص ۱۹۰-۱۸۷۔ [2] خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۹۷۔ [3] ان خلفاء کے حالات کی تفصیل کے لیے دیکھو سیر محمدی باب ساتواں۔

Marfat.com

خاتمہ

ترجمہ آداب المریدین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاتمہ شریفہ

سالکان طریقت کے لئے مسائل تقویٰ وطہارت

سالک راہ حق کو جن شرعی امور کا ہمیشہ پابند رہنا چاہئے' ان میں سے ایک دوام وضو ہے۔ صوفیاء کرام میں خاص و عام کوئی بھی کسی وقت بغیر وضو کے نہیں رہتے مگر جب کہ مجبوراً کسی عذر سے پانی کا استعمال نہ کر سکیں (پھر اس وقت بھی تیمم ضرور کر لیتے ہیں)

صوفیوں کے نزدیک ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا چاہئے بلکہ نماز چاشت کے لئے بھی تجدید وضو کر لیں تو بہتر ہے' صوفی اس بات کا خاص اہتمام کرتے ہیں کہ آب رواں کے کنارے اپنا مسکن یا مقام بنائیں یا بڑے حوض و تالاب پر قیام کریں۔

اگر کسی وقت کنوئیں ہی کے پانی کو استعمال کرنے پر مجبور ہوں تو اس کنوئیں کے لئے بڑی احتیاط ملحوظ رکھتے ہیں مثلاً جوتی پہنے ہوئے کوئی شخص کنوئیں کے پارچہ پر نہ چڑھے' جو لوگ ننگے پاؤں پھرا کرتے ہیں وہ بغیر پاؤں دھوئے اس کنوئیں پر نہ جائیں۔ ڈول کنوئیں پر یونہی پیروں میں نہ پڑا ہو بلکہ کسی بلند جگہ لٹکایا یا رکھ دیا جائے۔ پانی بھرنے کے بعد کنوئیں کا منہ بند کر دیں تاکہ چیل کوے وغیرہ جانوروں کی غلاظت سے محفوظ رہے۔ خود وضو کرنے کی بہ نسبت دوسرے سے وضو کرانے میں پانی کم خرچ ہوتا ہے اور پاکیزگی زیادہ حاصل ہوتی ہے اگرچہ دوسرے سے وضو کرانا اشتراک فی العمل کا موجب ہے مگر صوفی اس بات کو بہت پسند کرتے ہیں کہ اپنے ساتھ کسی اور کو ثواب میں شریک کر لیں۔

جب نازک مزاج نحیف البدن لوگ صوم دوام اور تقلیل غذا اختیار کرتے ہیں

Marfat.com

تو بعض اوقات ان سے پانی کا بھرا ہوا آفتابہ لے کر چلنا مشکل ہوتا ہے ایسے موقعہ پر کچھ حرج نہیں ہے کہ دوسرے شخص سے مدد لے کر بخوبی طہارت حاصل کریں کبھی بغیر مسواک کے وضو نہ کرنا چاہئے' نہ وضو میں دل وزبان کو ذکر الٰہی سے غافل رکھیں اگر کسی وقت صوفی ذکر سے غافل ہو جائے تو اس کو بلاء ناگہانی تصور کرتے ہیں۔

وضو کے اندر حضوری یہ ہے کہ ہر ایک عضو کے دھونے میں اتصال وانفصال کا خیال رکھیں ممکن ہو تو ہر فرض نماز کے لئے غسل کرنا بہت بہتر ہے جیسا کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ کرتے تھے۔ جب وضو کرنے بیٹھے تو آستین چڑھا کر دامن سمیٹ لے اور سینہ کے نیچے دبا لے' ازار کو اونچا کر لے تا کہ وضو کا پانی کپڑوں پر نہ ٹپکے' وضو کے مستعمل پانی میں علماء کا اختلاف ہے۔امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عضو پر سے گذرتے ہی پانی نجس ہو جاتا ہے' وضو سے فارغ ہونے کے بعد فوراً رومال سے اعضا کو خشک کر لے اور ہر وضو کے بعد تحیۃ الوضو کا دوگانہ ادا کرنا ضروری سمجھے۔ وضو کرنے کے بعد سواء تحیۃ الوضو یا سنتوں کے پڑھنے کے فرضوں سے پہلے اور کوئی کام نہ کرے' نیز وضو کرتے ہوئے بلا ضرورت کسی سے بات نہ کرے۔

استنجا کرنے کے وقت دستار و ٹوپی اتار کر دوسرا کپڑا سر پر باندھ لے اور اس حالت میں بھی حضوری سے خالی نہ رہے۔ اگر حضوری اس شخص پر ایسی غالب اور مستولی ہو گئی ہے کہ کسی وقت بھی اس سے خالی نہیں رہتا تب کچھ حرج نہیں کہ اسی میں مشغول رہے ورنہ جو تصور بھی اس کی حالت کے مناسب ہو اس کو اختیار کرے' کم سے کم یہ تو ضرور کرے کہ اس حالت میں اپنے آپ کو سب سے بدتر اور ذلیل وخوار تصور کیا کرے۔

بے وضو ہرگز نہ سویا کرے اگر سوتے سوتے آنکھ کھل جائے تو اٹھ کر وضو کر لے اور تحیۃ الوضو پڑھ کر سو رہے' وضو کرنے سے دل کو شفا حاصل ہو کر طبیعت کا ملال دور ہوتا ہے۔ ہمیشہ باوضو رہنا چہرہ پر نور پیدا کرتا ہے۔

Marfat.com

فرائض ونوافل

بڑے اہتمام کے ساتھ تمام فرائض اول وقت ادا کرنے لازم ہیں خصوصاً نماز فجر وعصر کیونکہ ان دونوں نمازوں کے بعد ایسے مخصوص وظائف ہیں جن کو قبل از طلوع و غروب پڑھ لینا ضروری ہے۔

صبح کے فرض ادا کرنے کے بعد جو اور ادو وظائف پڑھنے ہوں ان سے فارغ ہو کر اشراق کی نماز ادا کرے پھر تلاوت میں مشغول ہو۔ اگر ملفوظات بزرگان دین یا کتب سلوک و تصوف کا مطالعہ کرے تو یہ بھی بہتر ہے' پھر چاشت کی نماز سے فارغ ہو۔ بعض بزرگوں کے چاشت ادا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ چار رکعتیں اشراق کے ساتھ ہی ادا کرتے ہیں اور چار اس وقت جب دھوپ خوب پھیل کر ہوا گرم ہو جاتی ہے (یعنی پہر دن چڑھے) اور چار رکعتیں زوال کے قریب پھر قیلولہ میں مشغول ہو جائے تاکہ رات کے قیام میں بہ اعانت ہو' صبح کی نماز کے بعد سے ادائے اشراق تک اور عصر کے بعد سے مغرب کے بعد تک بغیر کسی سخت ضرورت کے بات نہ کرے' مشائخین اس پابندی سے مستثنیٰ ہیں۔

عصر کی سنتیں ایسے ہی احتیاط سے پڑھے جیسے موکدہ سنتیں پڑھتا ہے اگر کسی وقت جماعت کے سبب فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے تو فرضوں کے بعد خلوت میں جا کر پڑھ لے۔ اگر چار نہ پڑھ سکے تو دو ہی پڑھ لے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ کے مریدان و خلفاء جو اکابرین علماء اور فاضلاں وقت تھے' طلوع صبح صادق کے بعد ان نوافل کو جو رات کو پڑھنے سے رہ جاتے بلا کراہت ادا کرتے تھے' لہٰذا طلوع صبح صادق کے بعد جب تک رات کی سیاہی باقی رہے رات کے فوت شدہ نوافل ادا کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

نماز فجر میں ایسی ہی مختصر قرأت بہتر ہے جیسے کہ مغرب میں پڑھتے ہیں' فقہاء

Marfat.com

نے جو طوال مفصل اوساط مفصل اور قصار مفصل کو بیان کیا ہے ان کے واسطے حضوری کا قائم رہنا ضروری ہے اور جب یہ احتمال ہو کہ خیالات پریشان نہ ہو جائیں یا کوئی ضرورت بشری نہ پیش آ جائے تو مختصر قرأت پڑھنی ہی بہتر ہے۔

نماز میں معانی قرآن کا خیال کرنا صوفیوں کے نزدیک دل کی پریشانی اور تفرقہ ہے اس واسطے دل کو ایک ہی خیال پر قائم رکھے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے[1] وَاعْبُدْ رَبَّکَ کَأَنَّکَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ یَرَاکَ۔ سب سے ضروری اور بہتر کام یہی ہے۔ کہ دل یکسو ہے نوافل کے ادا کرنے سے بہتر ہے کہ مراقبہ میں وقت صرف کیا جائے باقی جس عبادت میں جس شخص کو ذوق حاصل ہو وہی اس کے لئے افضل ہے۔

جماعت کی پابندی

سالک شہر میں ہو یا جنگل میں ہر ایک فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کیا کرے جو بزرگان صحرا نشین تھے ان کی جماعت مردان غیب کے ساتھ ہوتی تھی۔ اگر دوسرے کا ملنا ممکن نہ ہو تو خیر مجبوری ہے یہ کہنا کہ کراماً کاتبین کے ساتھ جماعت ہو جاتی ہے بیہودہ گوئی کے سوا کچھ نہیں۔ ہر شخص میں یہ لیاقت کہاں کہ فرشتے اس کی اقتدا کریں اگر بالفرض فرشتے یا ارواح بزرگان نماز میں اس کے ساتھ شریک بھی ہو جائیں تو جماعت کی فضیلت حاصل نہ ہو گی ہاں اگر مردان غیب شریک ہوں گے تب جماعت ہو جائے گی۔

وقت مقبول

جہاں تک ہو سکے ہرگز کسی ایسے وقت کو ضائع نہ کرے جس میں دعا مقبول

---

[1] اپنے رب کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو پھر اگر یہ بات میسر نہ ہو کہ تم اس کو دیکھتے ہو تو یوں سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

Marfat.com

ہوتی ہے بعض بزرگان طلوع صبح صادق کا وقت بتلاتے ہیں اور بعض کے نزدیک فجر کے سنت و فرض کا درمیانی وقت ہے اور بعض فجر کے فرضوں کے بعد سے طلوع آفتاب تک بتاتے ہیں' بعض نے چاشت کا وقت بیان کیا ہے اور بعض کے نزدیک وقت زوال اور بعض کے نزدیک عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک کا وقت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وقت مقبول مغرب کے بعد سے عشاء تک اور بعض کے نزدیک نصف شب اور بعض کے نزدیک آخر شب قریب صبح کا وقت ہے۔ مرید صادق اور طالب راسخ ان تمام اوقات کو ذکر شغل' مراقبہ' تلاوت یا نوافل میں صرف کرے' شب قدر کی تلاش میں جو لوگ سرگرداں رہتے ہیں یہ نہیں' جانتے کہ ہر شبانہ روز میں وہ وقت موجود ہے وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جس کو یہ وقت نصیب ہو۔

اوقات مکروہہ اور عبادت

اکثر صوفی اوقات مکروہہ میں بھی نماز و مراقبہ بجالاتے ہیں' فقہاء کہتے ہیں مکروہ وقت میں غضب الٰہی جوش کرتا ہے دوستان خدا جواب دیتے ہیں کہ اس جوش غضب ہی کو فرد کرنے کے لئے طاعت و عبادت بجالانی ضروری ہے کیونکہ بندہ و غلام کا منصب یہی ہے کہ جب اپنے آقا میں غیظ و غضب کے آثار دیکھے تو خوشامد و تضرع میں مشغول ہوتا کہ وہ غصہ بخیر و خوبی رفع ہو جائے۔ نیز عاشق صادق کو محل و غیر محل سے غرض نہیں وہ اپنی جستجو میں لگا رہتا ہے۔ پھر مہربانی کی حالت میں محبوب کا کچھ اور جمال ہوتا ہے اور غضب کی حالت میں کچھ اور ہوتا ہے' اگر معشوق بہزار ناز و انداز گھوڑے پر سوار نیزہ تانے چلا آتا ہو بجز اس کے کہ تم اپنے سینہ کو اس کا نشانہ بناؤ اور کچھ نہ کرو گے اور اس شان قہر سے تم کو جو لذت حاصل ہوگی وہ اندازہ سے خارج ہے۔ فقہاء یہ بھی کہتے ہیں کہ اوقات مکروہہ میں مشرکین شیطان کی پرستش کرتے ہیں۔ صوفی کہتے ہیں لہٰذا ضروری ہوا کہ ہم ان کی ضد و مخالفت کر کے وحدہ لاشریک کے حضور میں سرنگوں کریں۔

Marfat.com

بعض صوفی اول شب میں سو رہتے ہیں اور نصف شب کے وقت اٹھ کر وضو کر کے نماز عشا ادا کرتے ہیں کیونکہ اس نماز کا مستحب وقت یہی ہے پھر اس کے بعد ذکر و مراقبہ میں مشغول ہو جاتے ہیں اس تدبیر سے دن کی سستی و کاہلی دور ہو کر عبادت میں خوب دل لگتا ہے۔

بعض بزرگوں نے یہ قاعدہ اختیار کیا ہے کہ عصر کی نماز سے عشاء کے بعد تک بجز عبادت کے اور کوئی کام نہیں کرتے یہاں تک کہ کسی سے بولتے بھی نہیں اور روزہ بھی صرف چند قطرہ آب ہی سے افطار کر لیتے ہیں جب عشا کی نماز سے فارغ ہوتے ہیں تب کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ بعض حضرات دونوں وقت کھانے کے بدلے صرف سحری پر اکتفا کرتے ہیں اور نوافل میں اتنا وقت نہیں گذارتے جس سے ذکر و مراقبہ میں کمی ہو جائے۔ بعض لوگ تمام شب قرآن خوانی کرتے ہیں یہ کام تو اچھا ہے مگر اپنے حصہ کے موافق کرنا چاہئے کیونکہ صوفی کے لئے سب سے بڑا مشغلہ مراقبہ ہے۔

نماز تہجد

تہجد کی نسبت کہا گیا ہے کہ یَقْظَةٌ "بَعْدَ نَوْمَةٍ اَوْنَوْمَةٌ" بَیْنَ الْیَقْظَتَیْنِ اَوْیَقْظَةٌ "بَیْنَ النَّوْمَتَیْنِ یعنی تہجد بیداری ہے نیند کے بعد نیند ہے دو بیداریوں کے درمیان میں یا ایک بیداری ہے دو نیندوں کے درمیان میں۔

پہلی تعریف کی تفسیر یہ ہے کہ اول شب میں سو رہے اور نصف شب کے قریب بیدار ہو کر باقی تمام شب عبادت میں بسر کرے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ دوسری تعریف کی تفصیل یہ ہے کہ اول کی تہائی اور آخر کی تہائی میں بیدار رہے اور درمیانی تہائی میں آرام کرے۔ تیسری تعریف کی تشریح یہ ہے کہ اول شب میں کچھ دیر سو کر بیدار ہو جائے پھر صبح کے قریب کچھ دیر سو رہے۔

طالب کو غافل سونا نہ چاہئے بلکہ اس کو ان لوگوں کی سی حالت بنانی چاہئے

Marfat.com

جن کی نسبت کہا گیا ہے کہ اَکْلُھُمْ کَاَکْلِ الْمَرِضِ وَنَوْمُھُمْ کَنَوْمِ الْغَرِیْقِ یعنی ان کا کھانا مریض کے کھانے جیسا اور ان کی نیند ڈوبنے والی کی نیند جیسی ہوتی ہے۔

میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق نے چند آدمیوں کے پیروں میں شگاف دے کر ان کو الٹا درخت سے لٹکایا اور اس حالت میں بھی نیند ان پر غالب ہو گئی تھی صوفی کی نیند بھی ایسی ہی ہونی چاہئے۔ ایک غریب صوفی کو بے دینی و زندقہ کی تہمت لگا کر گرفتار کیا اور ہاتھ پیر کاٹ کر ڈال دیا صوفی سو گئے اور احتلام ہو گیا' جب بیدار ہوئے تو لوگوں سے کہا کہ میرے اوپر پانی بہا دو مجھ کو احتلام ہو گیا ہے۔ ظالم حاکم یہ بات سن کر اپنے ظلم سے پشیمان ہوا اور کہنے لگا یہ شخص اگر بے دین ہوتا تو غسل کے لئے اتنا اہتمام نہ کرتا۔

سونے کے آداب اور قلت منام

صوفی کی نیند ایسی ہونی چاہئے کہ جس کی نسبت وارد ہے کہ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔ ایسی نیند نہ سوئے کہ جس میں اپنے وجود سے بے خبر ہو جائے' کہتے ہیں دو آدمیوں کو نیند نہیں ایک مبتلائے درد فراق کو رنج و غم کے سبب دوسرے واصل کامل کو لطف و لذت کے سبب سے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اہل یقین کو نیند بہت آتی ہے کیونکہ ان کے دل میں رنج و تشویش نہیں رہتی اطمینان کے سبب خوب سوتے ہیں مگر جب کہ تمام عمر ان کی بیداری میں گذری ہے ان کی طبیعت جاگنے ہی کی عادی ہو جاتی ہے۔ نیند کی یہ تین اقسام عمدہ محمودہ ہیں بِاللّٰہِ' لِلّٰہِ مِنَ اللّٰہِ' اور عَنِ اللّٰہِ یعنی وہ نیند جس میں خدا سے غفلت ہو بہت بُری ہے' مرد بیدار باکار ہے اور مرد خفتہ بیکار ہے' مرد باکار کو اس کے کام کی داد ملتی ہے اور بیکار داد و درد سے غافل ہوتا ہے۔ کہتے ہیں ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں چلنے والے سے کھڑا رہنے والا اور کھڑا رہنے والے سے بیٹھنے والا اور بیٹھے

Marfat.com

والے سے لیٹنے والا بہتر ہوگا' اس بات سے ثابت ہوا کہ نیند افضل ہے بشرطیکہ اوپر کی تینوں اقسام میں سے ہو۔

شیطانی نیند اہل وساوس اور گرفتاران حرص و ہوا ہی کو آتی ہے۔ اگر عارف کو احتلام ہو نہایت افضل ہے اگر عوام کو ہو تو محض تکلیف ہے۔

مرید بیدار رہنے کی بہت کوشش کرے کھانا پینا بھی کم کر دے۔ جب تک دل صاف نہ ہو شب بیداری مشکل ہے اور دل کے صاف کرنے کی چار باتیں ہیں پھر جب دل صاف و زندہ ہو گیا اس کا جمال تم پر تجلی کرے گا اور تمہاری تعریف تقریر و تحریر سے باہر ہو گی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں فرماتے تھے کہ سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دنیا میں صائم آئے اور صائم ہی گئے مگر دل نہ رکھتے تھے حالانکہ سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ شخص تھے جن کا قول ہے کہ روز ازل میں خداوند تعالیٰ کا روحوں سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرمانا اور ان کا بَلیٰ کے ساتھ جواب دینا مجھ کو یاد ہے۔ صوفی چشم ظاہر سے جو کچھ دیکھتا ہے اس میں غلطی نہیں ہوتی بعض بزرگان قصداً اس غرض سے سوتے ہیں کہ جو بات ان کو معلوم کرنی ہے خواب میں معلوم ہو جائے اور شاید اسی سبب سے یہ لوگ بیداری پر خواب کو ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں خواب خدا کا فعل ہے اور خدا کے فعل میں تمہارا کچھ اختیار نہیں ہے لہٰذا خواب بیداری سے افضل ہوئی۔

ایک دفعہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بی بی خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوتے تھے اور جو کپڑا اوڑھے ہوئے تھے وہ ان کے سینہ سے نیچے اتر گیا تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بیدار کرنے تشریف لائے اور دروازہ ہی میں سے آنکھیں بند کر کے فرمایا اَلصَّلٰوۃ اَلصَّلٰوۃ یعنی نماز کے لئے اٹھو۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہو کر حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے سوتے ہو کہ نماز کا وقت آخر ہو گیا عرض کیا کہ سلانے والے نے سلا دیا ہم سو گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترشرو ہو کر یہ آیت پڑھی وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلاً بات یہ

Marfat.com

ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس وقت اور کوئی جواب نہ تھا اس لئے یہی عرض کیا کاہل و غافل جن کو رات بھر سونے کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے وہ یہ جواب نہیں دے سکتے کیونکہ یہ جواب ان لوگوں کا ہے جن کی تمام عمر شب بیداری میں گذرتی ہے اگر کبھی اتفاقاً بتقاضائے بشریت سو رہے تو یہ بات کہہ سکتے ہیں۔

اس بات میں اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خضر علیہ السلام نے ملاقات کی ہے یا نہیں۔ ملاقات ہونے سے حضرت خضر علیہ السلام کے نبی ہونے کا اور نہ ہونے سے ولی ہونے کا ثبوت ہے۔ حضرت ابراہیم تیمیؒ نے جو مسبعات عشر حضرت خضر علیہ السلام سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روحانی ملاقات ہوئی تھی۔ نیز ایک حدیث میں آیا ہے کہ لَوْ کَانَ الْخِضْرُ حَیًّ لَزَارَنِیْ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اگر خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو مجھ سے ملاقات کرتے اس حدیث میں بھی اختلاف ہے۔ ایک روایت ہے کہ جب ذوالقرنین نے سد یاجوج و ماجوج بنائی تو حضرت خضر علیہ السلام کو اس کا محافظ مقرر کیا جب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ قریب آیا تو حضرت خضر علیہ السلام سو گئے اور سو برس تک سوتے رہے جب بیدار ہوئے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نبی آخر الزماں پیدا ہو کر وصال بھی فرما گئے۔

اس روایت سے حدیث کا مضمون درست ہو گیا اور اس روایت کے نقل کرنے سے میرا مقصود یہ ہے کہ نیند منجانب اللہ آتی ہے مگر خاص خاص لوگوں کے پاس۔ نیند ہی کے متعلق اصحاب کہف کا قصہ قرآن شریف میں مذکور ہے جو تین سو نو سال کے بعد بیدار ہوئے اور خیال کیا کہ پورے دن بھر بھی نہیں سوئے۔ جب سونے کو لیٹے آنکھیں بند کر کے مراقبہ میں مشغول ہو جائے تاکہ جو وہم و خیال خواب میں نظر آئے وہ خلل سے محفوظ رہے۔ اگر کوئی بات معلوم کرنی ہو تو قصداً سو رہے خواب میں جو کامیابی ہے وہ بیداری میں نہیں اور بیداری میں جو لطف ہے وہ خواب میں نہیں ہر ایک

Marfat.com

کا مزہ چکھنا چاہئے۔ خواب میں مقصود خوب حاصل ہوتا ہے اور بہت سے بزرگان دیدار پروردگار سے مشرف ہوئے ہیں۔ حضور زیادہ ہونے کی خاطر اپنی حالتوں میں تفرقہ نہ کرے اور موت کے لئے ہر وقت تیار رہے۔

قیلولہ

دوپہر کو سونا بہت مفید ہے اگر نیند نہ آئے تو لیٹا ہی رہے' ہمارے خواجہ کا ارشاد ہے جو صوفی قیلولہ نہ کرتا ہو تم جان لو کہ وہ تمام رات سوتا ہے یعنی بغیر قیلولہ کئے شب بیداری کرنا نیند ہی کے شمار میں ہے۔ جو لوگ تمام شب بیدار رہتے ہیں وہ بھی قبل از اشراق تھوڑی دیر ارام کرتے ہیں تاکہ ادائیگی نوافل اوراد میں کسل نہ ہو' بعض لوگ طلوع صبح صادق کے وقت ذرا آرام کر لیتے ہیں مگر وہ لوگ جن کو فرض فجر کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ بعض لوگ تمام شب بیدار رہیں اور صبح کو بھی نہ سوئیں ان کے رخساروں پر زردی چھا جاتی ہے اور پیشانی پر ایک قسم کا نور ہوتا ہے اور آنکھیں غلطاں رہتی ہیں جن کو دیکھنے سے لوگ ان کو شب بیدار جان لیتے ہیں' صوفی ایسی باتوں سے بہت پرہیز کرے تاکہ اس میں کوئی ایسی علامت پیدا نہ ہو اور اس لئے اس کو رات کے تین حصے کرنے لازم ہیں ایک حصہ نیند کا دوسرا اور اد وظائف کا تیسرا ذکر و مراقبہ کا اور ان دونوں میں سے جس میں زیادہ دل بستگی ہو اس میں زیادہ وقت صرف کرے۔

خواب اور اس کی تعبیر

خواب دن کو دیکھے یا رات کو اپنے مرشد کے سوا کسی سے بیان نہ کرے اور جب بیان کرے تو اس کی تعبیر نہ پوچھے اگر مرشد بیان کر دیں فھو المراد ورنہ خاموش ہو جائے۔

سالک ابتدا میں جو واقعات دیکھا کرتا ہے وہ بعد میں رفتہ رفتہ کم ہو جاتے

Marfat.com

ہیں مثلاً جب کوئی شخص کسی شہر کو جارہا ہو تو راستہ میں اس کو درخت و پہاڑ اور طرح طرح کی چیزیں نظر آتی ہیں اس طرح اثناء سلوک میں بھی آفتاب و ستارے اور صور مشائخ وغیرہ اشیاء سالک کی نظر میں آتی ہیں اور کبھی کبھی ہاتف کی آواز بھی سنتا ہے مگر بعد میں مفقود ہو جاتی ہیں۔

اگر مرید خواب میں دیکھے کہ ایک بکری کا بچہ اس پر حملہ کرتا ہے تو پیر کو اس کی یہ تعبیر دینی چاہئے کہ مرید پر شہوت غالب ہے اور اس کا علاج کرے۔ جس حیوان کی جو عادت و خصلت مشہور ہے مثلاً کتے و چیونٹی کا حرص و بخل اور سانپ بچھو کی ایذا رسانی تو ان کی یہی تعبیر ہے اور اس کے موافق علاج و اصلاح کرنی چاہئے۔

خواب میں ہر ایک قسم کے نور کا مشاہدہ کرنے کی بھی جداگانہ تعبیر ہے۔ اگر خواب یا بیدار میں کسی شخص کے حال سے مطلع ہو تو کسی پر اس کو ظاہر نہ کرے اگر اس کے خلاف کرے گا تو غیب سے کوئی شخص پیدا ہو کر اس کا راستہ بند کر دے گا۔

روزہ

روزہ کی بہت اقسام ہیں جن میں سے ایک صوم دوام ہے۔ یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا یہ طریقہ سلوک میں بہت عمدہ ہے۔ بعض صوفیہ روزہ داؤدی یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا بہتر بتاتے ہیں کیونکہ ہر روزہ روز رکھنے میں روزہ کی عادت ہو جاتی ہے۔ میرے نزدیک عادت کے اعتبار سے دونوں باتیں یکساں ہیں بعض لوگ ہفتہ میں تین دن دوشنبہ پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھتے ہیں بعض صرف پنجشنبہ و جمعہ کو ہی اور بعض بزرگان نے سال میں تین مہینے کے اندر ان روزوں کو پسند کیا ہے۔ نو روزے ماہ ذالحج میں دس محرم میں اور چھ شوال میں۔

سالک کے لئے ایام بیض یعنی ہر مہینہ کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں کے روزے رکھنے لازمی ہیں مگر جب کہ ضعف پیری یا بیماری کے سبب مجبور ہو۔ غرض کہ

Marfat.com

روزہ سالک کے لئے نہایت ضروری اور ارکان سلوک الٰہی میں سے ایک بڑا رکن ہے۔
بعض لوگ دن بھر کچھ نہیں کھاتے صرف غروب آفتاب سے پہلے کچھ کھا لیا کرتے ہیں روزہ کی نیت اس لئے نہیں کرتے کہ دل میں خودستائی کا خطرہ پیدا ہوگا میرے نزدیک بھی ایسا کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ کھانے سے مقصد قلب کی صفائی ہے۔ چاہئے روزہ ہو یا فاقہ پھر جس خطرہ کا احتمال روزہ میں ہے فاقہ بھی اس سے خالی نہیں ہے۔ نیز روزہ دین کا ایک رکن ہے اس کی شرائط کی پوری پابندی بجا لانی چاہئے۔ میرے نزدیک صوم دوام ہی بہتر ہے مگر اس طرح کہ جو کچھ غیب سے فتوحات ہو اس کے ساتھ افطار کرے کچھ تیاری نہ کیا کرے اور اگر دفع تشویش کے پیش نظر افطاری کے لئے کچھ رکھ چھوڑے تو حرج نہیں۔ اگر سالک طے کا روزہ نہ رکھ سکے تو صوم دوام ضرور رکھے۔ روزہ سے اعلیٰ درجہ کی صفائی اور جلا ہوتی ہے اور اس کا ثواب بھی بہت ہے۔ خدا فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کے بدلہ میں ہوں۔ روزہ میں بہت سے فائدے ہیں ایک تو دن بھر کھانے پینے کا خیال نہیں آتا دوسرا بدگوئی و فضولیات سے پرہیز ہوتا ہے تیسرا آخرت کا اکثر خیال رہتا ہے چوتھا شہوت بھی کچھ کم ہو جاتی ہے۔ طالب کے لئے شہوت نہایت مضر ہے اس کے لئے ضرور روزہ رکھے۔ روزہ سے جو سستی و کاہلی پیدا ہو وہ بھی نہایت مفید ہے اگر بیہوش ہو جائے تو اس میں خاص حضوری ہوگی' اس کے روزہ کو دیکھ کر اس کے بال بچوں کو بھی شوق ہوگا روزہ افطاری کے بعد کم کھانے سے نیند بھی کم آتی ہے۔

طے کا روزہ

طے کا روزہ رکھنے کے لئے صوم دوام اختیار کرے اور عشا کے بعد کھانا کھانے کی عادت ڈالے اور بتدریج کھانے میں دیر کرتا جائے یہاں تک کہ طے کا روزہ حاصل ہو۔ دو روز اور ایک شب کے روزہ کو طے کہتے ہیں جب یہ روزہ حاصل ہو تو پھر

Marfat.com

تین روز ہی بغیر کھائے رہ سکتا ہے اور جب اس کی یہی عادت ہو گئی تب دس روز بغیر کھائے گذر سکتے ہیں اس کے بعد ایک مہینہ کے روزہ کی نوبت پہنچ جاتی ہے پھر اسی طرح چھ ماہ اور ایک سال تک بغیر کھائے صبر کر سکتا ہے اور جب یہاں پہنچا تو پھر عمر بھر کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہتی مگر یہ تمام تدابیر اس وقت مفید ہیں جب کہ ان روزوں سے چلنے پھرنے وغیرہ ضروری امور میں حرج نہ واقع ہو اور اگر حرج پیدا ہو تو ان کو ترک کرنا بہتر ہے۔

یا دل از خانماں خود بر کن
یا تمنائے عشق کمتر کن
تو نہ مرد عشق بازی ما
برو اے خواجہ کار دیگر کن

بعض لوگ گرم اور پیاس لگانے والی چیزیں کھاتے ہیں اور پانی نہیں پیتے' چند روز پانی نہ پینے سے اس کی بھی عادت ہو جاتی ہے جو شخص کھانا پینا کم کرے گا اس کو نیند بھی کم آنے گی۔

جن چار چیزوں کا سلوک میں حکم کیا گیا ہے۔ یعنی قلت طعام' قلت کلام' قلت منام اور قلت صحبت مع الانام ان میں سے ہر ایک دوسرے کی معاون ہے۔

اگر طالب عشق وشوق میں راسخ ہے مہینوں پر مہینے گذر جائیں گے اور اس ولھ ۔ پٹ کی خبر نہ ہوگی نہ اس کی قوت وطاقت میں فرق آئے گا جیسا کہ ارشاد ہے۔[1]

اَبِیتُ عِندَ رَبِّی یُطعِمُنِی وَ یَسقِینِی ھُوَ۔

تقلیل آب وطعام کے دیگر طریقے

کم کھانے کی عادت ڈالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک خوراک کھاتا ہو تو وہ ایک سیر چنے تول کر رکھ لے پھر ہر روز ان چنوں میں سے ایک چنا کم کر کے ان

---

[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب کے پاس سے کھاتا ہوں وہ مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔

Marfat.com

کے ساتھ اپنی خوراک کا آٹا یا چاول وزن کر لیا کرے اس تدبیر سے سال بھر میں تین سو ساٹھ چنوں کے برابر خوراک کم ہو جائے گی اور کسی قسم کا ضعف پیدا نہ ہوگا۔ بعض لوگوں نے ایسا کیا کہ اپنی خوراک کے ہموزن ایک ہری لکڑی لے کر رکھ لی پھر روز اسی کے ساتھ خوراک تول کر کھاتے رہے اور جوں جوں لکڑی سوکھتی گئی خوراک بھی کم ہوتی گئی اس تدبیر میں خرابی یہ ہے کہ بہت ہی تھوڑے دنوں میں لکڑی کا وزن نصف رہ کر خوراک میں کمی ہونے سے ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ خوراک میں سے ایک نوالا روز کم کھانے سے بھی ضعف ولاغری پیدا ہوتی ہے لہٰذا چنے والی تدبیر سب سے بہتر ہے۔

تقلیل غذا میں جوگیوں کا طریق یہ ہے کہ وہ ایک کاسۂ چوبیں میں غذا بھر کر کھاتے اور روز اس کاسۂ کو پتھر پر رگڑا کرتے ہیں جس قدر وہ گھستا ہے غذا کم ہوتی ہے۔

اعتکاف

صوفیاء کرام اعتکات کی بڑی رعایت فرماتے ہیں بعض نے چالیس روز کا اور بعض نے تین چلوں کا اعتکاف اختیار کیا ہے۔ خاندان کبرویہ کے بزرگان دس دن آخر شعبان کے اور پورا مہینہ رمضان کا اعتکاف کرتے ہیں اس چلہ کا نام انہوں نے اربعین محمدی رکھا ہے۔ اس کے علاوہ پورا مہینہ ذیعقدہ کا اور دس روز ذلحجہ کے اعتکاف کرتے اور اس کو اربعین موسوئی کہتے ہیں اور پورا مہینہ رجب کا اور دس روز شعبان کے چلہ کو اربعین عیسوئی کہتے اور ان تینوں اعتکافوں کو نہایت ضروری جانتے ہیں۔ ان چلوں میں ذکر ومراقبہ بکثرت اور دیگر نوافل وتلاوت بہت کم بجالاتے ہیں۔ سنن مؤکدہ اور تحیۃ الوضو کے علاوہ کچھ نہیں پڑھتے۔

بعض لوگوں نے رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہی کافی سمجھا ہے۔ کتاب ہدایہ میں اس اعتکاف کو سنت مؤکدہ لکھا ہے اور بعض فقہاء کا بھی یہی قول ہے مگر میں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کوئی روایت ایسی نہیں سنی کہ وہ اس سنت کی

Marfat.com

حمایت و حفاظت کرتے ہوں' اسی سبب سے بعض مشائخ اعتکاف نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اس میں شہرت ہوتی ہے ہم ہر وقت معتکف ہیں' اعتکاف کے لئے کوئی وقت معین کرنا زیادتی ہے۔ یہ بھی ان لوگوں کا بیان ہے کہ ہماری سکونت مسجدوں اور خانقاہوں ہی میں ہے جہاں نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے اور تمام شرائط اعتکاف کے ہم پابند رہتے ہیں' پس اعتکاف ہی میں ہیں اگرچہ اس کا نام اعتکاف نہیں ہے۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ ایک اعتکاف معین جو سب کو معلوم ہے اور عام لوگ اعتکاف کرتے ہیں۔ دوسرا اعتکاف دوام جس کا بیان ابھی اوپر گذر چکا ہے۔ تیسرا اعتکاف دل یعنی اہل دل اپنے خانہ دل کے اندر اعتکاف کرتے ہیں یا یوں کہیے کہ یہ جو دل ہمارے پاس ہے ہم اپنے دل سے اس دل پر اعتکاف کرتے ہیں۔

منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز ماہ رمضان کے اور کسی مہینہ میں پورے روزے نہیں رکھے نہ پورے مہینہ بھر افطار کیا نہ کوئی دن روزہ کے لئے مخصوص فرمایا تھا' صوفیوں نے ایام بیض کے روزوں کی پابندی میں سنت کا اتباع بھی پیش نظر رکھا ہے اور اپنے اوروظائف کی رعایت بھی۔

نکاح و نوافل

حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ خلوت میں نوافل ادا کرنے سے نکاح کرنا بہتر ہے اور امام شافعیؒ کا قول اس کے برعکس ہے۔ امام اعظمؒ نے انتہا کی بات فرمائی ہے اور امام شافعیؒ ابتدا کی خبر دیتے ہیں۔ منتہی جس لذت کے اندر مشغول ہو گا اسی میں تجلی پائے گا لہٰذا اس کو لذت سے باز رہنا بہتر نہیں اور محرومی کے ساتھ راضی ہونا مشکل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَکْثَرُهُمْ نِسَاءً یعنی اس امت میں بہتر شخص وہ ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں وارد ہے کہ کَانَ اَزْهَدَ النَّاسِ وَلَهٗ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَ تسعان

Marfat.com

عَشَـــرُ سَـــرِیَّۃ یعنی آپ سب سے بڑے زاہد تھے مگر آپ کی چار بیویاں اور اٹھارہ لونڈیاں تھیں۔ پس معلوم ہوا کہ شادی کرنا دنیا داری میں داخل نہیں ہے کیونکہ حضرت امیر المومنین سب سے بڑے زاہد تھے نیز حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ نے اسی برس کی عمر میں چار شادیاں کی تھیں مگر محمد حسینی اپنے تجربہ کے موافق یہ کہتا ہے کہ جس نے ایک عورت بھی کی وہ تمام دنیا کی طرف محتاج ہو گیا۔ تم بھی تجربہ کر کے دیکھ لو پہلے تم کو صرف اپنی ہی ضروریات کی فکر تھی اب دوسرے کا بھی ہو گیا اگر چہ ہم نے مانا کہ تم کو لذت و خواہش کی پروا نہیں مگر دوسرے کو تو ہے۔ دن بدن تمہاری قوت زائل ہو کر تمہارا جمال زوال سے مبدل ہو گا اگر تم مر گئے تو وہ بیچاری بیوہ کیسی کسمپرسی کی حالت میں رو رو کر واویلا مچائے گی۔

اے عزیز! اس خیال سے درگذر کر اگر چہ خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے مگر تم یہ تو غور کرو کہ فرائض تم کس قدر انجام دے رہے ہو جو اس مباح کے پیچھے پڑے ہو' اگر تم عارف ہو اور تجلیات کا مشاہدہ کر چکے ہو تو خود جانتے ہو کہ بہت سی باتوں کو وہ فرماتے ہیں مگر تم نہیں کرتے' میرا یہ بیان بہت لوگوں کے خلاف مرضی ہو گا۔

ایں نیز بنہ بر آن دگراں

خداوند تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تعریف میں فرماتا ہے کہ وہ حضور تھے یعنی انہوں نے شادی نہ کی تھی۔ مدعی کہتا ہے کہ ان میں قوت باہ نہ تھی میں کہتا ہوں تم بھی مرد صوفی ہو قلت طعام تمہارے لئے لازمی ہے پس تمہارے اندر قوت باہ کہاں سے آئی لہٰذا تم بھی انہیں کے حکم میں ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ میری عمر کے دس پندرہ روز ہی باقی ہیں تب بھی میں شادی کروں کیونکہ میں تجرد کی حالت میں خدا سے ملنا نہیں چاہتا۔

یہ بات بہت اچھی ہے اور تمہاری بھی خواہش ہونی چاہئے کہ تم سنت نبوی پر

Marfat.com

جان دو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے بیویاں چھوڑی تھیں تم بھی چھوڑو مگر یہ دیکھ لو کہ تمہارے بعد بیوہ پر کیا مشکل بنے گی۔ میرے عزیز جہاں تک ہو سکے اس کام سے باز رہو اور اپنے آپ کو عورت کے حوالہ کر کے دین سے الگ نہ ہو جاؤ' میری بات سنو میں خود نامردی کی وجہ سے اس کام سے باز نہیں رہا باوجود اس قوت وشوکت کے جو مجھ کو حاصل ہے۔ تم کو تنبیہ کرتا اور بتلائے دیتا ہوں کہ جو سالک اس فعل کا مرتکب ہوا وہ منزل مقصود سے رہ گیا ذوق وطلب فنا ہوئے۔ اگر تم عارف ہو تو قسم ہے خدا کی اس کام سے تمہاری تجلیات میں فرق آ جائے گا اور تم شہود غائب سے شاہد موجود کے ساتھ راضی ہو گئے۔ اس مقام پر شیخ ابن عربی علیہ الرحمتہ نے ایسی گفتگو فرمائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم غیب کو چھوڑ کر عالم شہادت ہی سے راضی تھے اور ان موجودات کے علاوہ کسی اور موجود کا وجود نہ سمجھتے تھے۔ ان تمام صور و اشکال کو وہ اسی کی صورہ اشکال کہتے ہیں اور وراء الوراء سے شعور بھی نہیں رکھتے۔ وَالْحَقُّ وَرَاءُ الْوَرَءِ فَهُمْ وَاغْتَنِمْ اِنْ اَنْتَ مِنْ هٰؤُلَاءِ یعنی خداوند تعالیٰ سب سے وراء الوراء ہے۔ پس خوب سمجھو اور غنیمت جانو اگر تم ان لوگوں میں سے ہو۔ اگر ابن عربیؒ میرے زمانہ میں ہوتے میں ان کو شواہد سے چھڑا کے بالاتر لے جاتا اور وراء الوراء کا نظارہ دکھاتا اس وقت وہ نئے سرے سے مسلمان ہوتے اگر یہ میرا بیان خلافِ حق وحقیقت ہے تو دوستان خدا کا ہاتھ اور میرا دامن۔

ابن عربیؒ فرماتے ہیں۔ اِلٰهِ مُطْلَقٌ وَاِلٰهِ مُقَيَّدٌ سبحان اللہ اگر اس کے فیض نے رنگ آمیزی اور کیمیا گری کی تو اس صبغۃ اللہ کا نام تم نے اِلٰهِ مُقَيَّدٌ رکھ دیا یہ کیا بات ہے۔ اچھا وہ ازل الازال میں بالقوۃِ اِلٰه تھا تو جب قوت سے فعل میں آ گیا تب تم کیا کہتے ہو۔ اس مقام پر میں طویل شرح وبسط کرتا مگر اَلْوَقْتُ عَزِيْزٌ وَالْعُمْرُ قَصِيْرٌ افسوس میں کہاں سے کہاں آ گیا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

صوفی کو لازم ہے کہ تمام اوصاف کمال حاصل کرنے کے بعد بھی اپنے اوراد میں سے کسی ورد کا ناغہ نہ کرے۔ حضرت جنید اپنے انتقال کے وقت تسبیح پھیر رہے تھے

Marfat.com

کسی نے سبب پوچھا فرمایا کہ اس وقت میرا نامہ اعمال لپیٹا جارہا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اسی کام کے ساتھ ختم ہو۔ ہمارے مشائخ رضی اللہ عنہم باوجود اس کمال کے جوان کو حاصل تھا کبھی ان سے ذراسا وظیفہ بھی فوت نہیں ہوا۔

اگر بلند نظر سے دیکھو تو مرد عارف ہر چیز میں اسی کو دیکھتا ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ بزرگان کے طریق معبود سے روگردانی کر کے امتیازی صورت حاصل کرے۔

آداب طعام

کھانے کے وقت لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کا ذکر یا اور کوئی ذکر کرتا رہے تاکہ وَنُبُوْ اَطْعَامَکُمْ بِالذِّکْرِ کا مصداق بنے۔ کھانے کے ہر لقمہ اور پانی کے ہر گھونٹ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا جائے بعض بزرگان ہر لقمہ و ہر گھونٹ پر بسم اللہ مع فاتحہ کے پڑھتے تھے یہ تعجب کی بات نہیں ہے۔ جتنی دیر میں لقمہ اٹھایا اور چبایا و نگلا جاتا ہے اتنی دیر میں سورہ فاتحہ پڑھ سکتے ہیں۔ ہاں جو بزرگان ہر لقمہ پر ختم قرآن شریف کرتے ہیں یہ ان کی کرامت میں داخل ہے ہر شخص ایسا نہیں کر سکتا۔

سالک کو بھوک بڑھانے کے لئے چورن وغیرہ کا استعمال کرنا نہ چاہئے اگر کئی اقسام کے کھانے ہوں تو سب میں سے اس قدر کھائے جتنا کہ ایک میں سے کھاتا ہے۔ مزے مزے کے کھانے دیکھ کر زیادہ نہ کھا جائے۔

اگر کھانے میں دوسرا شخص بھی شریک ہو تو اس طرح کھائے کہ وہ خوش رہے۔

میزبان کو لازم ہے کہ سریع الہضم کھانا مہمان کو کھلائے ثقیل اور ریاح پیدا کرنے والا نہ کھلائے اور مہمانی اپنی حیثیت کے موافق کرے۔

مہمان کو چاہئے کہ جو کچھ اس کے آگے آئے بخوشی قبول فرمائے اور ایسی فرمائش نہ کرے جس کے پورا کرنے میں میزبان کو دقت ہو۔ جب میزبان کے ہاں جائے تو خالی ہاتھ نہ جائے کچھ نہ کچھ لے کر جائے اگر نقد پیش کرے سب سے بہتر ہے

Marfat.com

اور اگر کوئی چیز ہو تو میزبان کے کام کی ہو اگر پھول ہوں تو ان کو صاف کر لے اور پژمردہ وکم خوشبو کے نہ ہوں' مزاروں پر چڑھانے کے پھولوں میں بھی یہی احتیاط لازم ہے۔ اگر چھری یا چاقو وقینچی کا تحفہ دے تو اس کے ساتھ سوئی دھاگا بھی ہونا ضروری ہے کیونکہ چھری چاقو قطع کرنے کا آلہ ہے اور سوئی دھاگہ جوڑنے کا محض چاقو کا پیش کرنا بدفالی ہے اور سوئی دھاگا ساتھ ہونے سے یہ بات نہیں رہتی۔

اگر کسی برتن کا تحفہ ہو تو خالی نہ ہونا چاہئے بلکہ اس کے مناسب چیز بھی اس کے اندر ہونی ضروری ہے۔ سیاہی' پھٹا ہوا کپڑا' قبر کی خاک اگرچہ کسی بزرگ ہی کی کیوں نہ ہو' فاتحہ کا کھانا علی الصباح کسی کے گھر نہ بھجیں۔ کھانے کے وقت روٹی کے ٹکڑے کر کے نہ ڈال دے جب ایک روٹی کھا چکے تب دوسری توڑے اگر سالن میں ٹکڑے ڈال کر کھائے بہتر ہے۔

اگر کھانے کا حصہ بھیجے تو اس قدر کہ بخوبی کافی ہو' درویشوں کا قاعدہ ہے کہ جب باہم کھانے بیٹھتے ہیں تو روٹیوں کے ٹکڑے کر لیتے ہیں یہ بہت اچھی اور پردہ پوشی کی بات ہے یعنی معلوم نہیں ہوتا کہ کس نے کتنی روٹیاں کھائیں نیز اس میں اپنی شکستہ اور پارہ پارہ حالت کا اشارہ ہے۔

ابدالوں کا قاعدہ ہے کہ نوالہ چبا کر تھوک دیتے اور پانی کا گھونٹ پی لیتے ہیں' پانی کے ساتھ جس قدر کھانے کے ریزے پیٹ میں چلے گئے وہی ان کو کافی ہیں۔

مجلس طعام یعنی دعوت کے آداب

جب کسی دعوت میں جانے کا اتفاق ہو تو کسی دوسرے شخص کو اپنے ساتھ نہ لے جائے اگر مصلیٰ اٹھانے والا خادم ساتھ ہو تو اس کو مجلس میں اپنے برابر نہ بٹھائے مگر جب کہ میزبان ناراض نہ ہو۔ اگرچہ لوگ راستہ میں باتیں کرتے ہوئے ساتھ ہو لیں تو مکان دعوت کے دروازہ پر ان سب کو رخصت کرے اگر کسی کو اپنے ساتھ اندر لے جا

Marfat.com

جائے تو میزبان کو اطلاع کر دے کہ ایک شخص کو میں خود لایا ہوں یا وہ خود آیا ہے اگر آپ کی اجازت ہو تو شریک طعام کیا جائے پھر جب میزبان اجازت نہ دے تو برا نہ مانے اس اجازت میں کئی فائدے ہیں۔ اول یہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص بغیر بلائے ضیافت میں گیا اس کا جانا چوری کے ساتھ اور واپس آنا غارتگری کے ساتھ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میزبان نے چند گنتی کے آدمیوں کی دعوت کی ہے اب یہ جو مفت کے مہمان لے جائے گا تو اس غریب کو ناحق شرمندگی ہوگی۔ تیسری یہ کہ میزبان نے اپنے ہم مشرب و ہم مذاق لوگوں کو مدعو کیا ہے اس اجنبی کی شرکت سے ان کے ذوق میں فرق پڑے گا۔

اب گفتگو یہ ہے کہ جو شخص بغیر بلائے کھانے میں شریک ہو گیا اس کو وہ کھانا مباح ہے یا نہیں اگرچہ میزبان بامروت اور کشادہ دل ہو مگر کھانے والا ضرور بے حمیت و بے غیرت اور بدتمیز و بے شرم کہلائے گا۔

مجلس میں صدر جگہ بیٹھنے کا قصد نہ کرے اگر قصد کرے بھی تو صَفِ نِـعَال کا۔ اگر لوگ باصرار اس کو صدر جگہ بٹھائیں تو اس طرح نہ بیٹھے جیسے انگشتری میں نگینہ یعنی تمام جگہ کو گھیرے بلکہ نہایت فروتنی کے ساتھ بیٹھے۔ نیز صدر جگہ بیٹھنے میں زیادہ انکار بھی نہ کرے جہاں اس کو بٹھائیں بیٹھ جائے کیونکہ اَلضَّیْفُ کَالْجَمَلِ یَجْلِسُ حَیْثُ یُجْلَسُ یعنی مہمان مثل شتر کے ہے جہاں اس کو بٹھایا جاتا ہے بیٹھ جاتا ہے۔ اس کو یہ خیال بھی نہ کرنا چاہئے کہ پہلے اسی کے ہاتھ دھلائے جائیں اور اس کے آگے کھانا رکھا جائے، اگر مجلس میں سب سے یہی بزرگ ہے تو بلاتکلف صدر جگہ بیٹھے جب تک اور لوگ نہ کھانے لگیں خود لقمہ اٹھانے میں سبقت نہ کرے۔ اگرچہ مجلس میں چھوٹا نوالہ لینا چاہئے مگر نشست ایسی بیٹھے جس سے لوگ سمجھیں کہ خوب کھائے گا' کھانے سے بے رغبتی کا اظہار نہ کرے کیونکہ یہ متکبروں کی عادت ہے۔ بڑے بڑے لقمے نہ کھائے متوسط درجہ کے خوب چبا کر نگلے بڑا لقمہ کھانا حریصوں کا کام ہے۔ جب تک اور لوگ کھانے سے دست کش نہ ہوں خود بھی شریک رہے بلکہ ان سے پیچھے فارغ ہوتا کہ حیا

Marfat.com

والا بھوکا نہ رہ جائے' اپنے آگے سے کھانا چاہئے ادھر ادھر ہاتھ نہ دوڑائے نہ دور سے اٹھائے کیونکہ باعزت لوگوں کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ کھانے کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے روٹی سالن اور ترشی وغیرہ جو اس کے ساتھ ہو وہ کھائے بعدازاں چاول و بریانی پھر مٹھائی کھائے' میٹھے اور نمکین کھانے کو ایک ساتھ نہ ملائے اگر دلیا ہو تو اس کو کھانے سے پہلے ہی پی لے تاکہ زیادہ نہ کھایا جائے اگر کھانے کے بعد پیئے تب بھی مفید ہے۔ اگر کھانے کے حصے لگائے گئے ہیں تو اپنے حصہ میں سے دوسرے کو بھی دے اگر شیرینی رکھی گئی ہے اور سب لوگ اس میں سے اپنا اپنا حصہ لیتے ہیں تو یہ بھی لے لے تکبر نہ کرے' شیرینی رکھنے کے لئے ایک روٹی کافی ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ یک نان خلا است دوئی خلاف مہمان' شیرینی وغیرہ تقسیم نہ کرے مگر جب کہ اس کو اختیار دیا گیا ہو جو جی چاہے کرے جو لوگ مجلس کی خدمت کرتے ہیں مثلاً مکھیاں اڑانے والے یا پنکھا جھیلنے والے ان کو بھی ہر چیز کا حصہ دینا چاہئے۔

مجلس میں خود کوئی خاص کھانا نہ کھائے مگر پرہیز کی مجبوری سے' پھر اپنے کھانے میں سے بھی دوسروں کو کچھ تقسیم کرے تاکہ شَرُّ النَّاسِ مَنْ اَکَلَ وَحْدَهٗ میں داخل نہ ہو۔

صَفِّ نِعَال اور صدر جگہ کا کھانا ایک ہی ہونا چاہئے اگر مختلف کھانے ہوں تو مختلف لوگوں کے لئے۔ کھانا اس طرح نہ کھائے کہ ہاتھ اور ہونٹ آلودہ ہو جائیں تین انگلیوں سے نوالہ بنا کر کھانا چاہئے مگر جس کھانے کا نوالہ نہ بن سکتا ہو جیسے شیر برنج' خوب سیر ہو کر نہ کھائے' نہ کھانے کی زیادہ تعریف کرے کہ نہایت لذیذ ہے اور خوب پکا ہے اور مذمت تو بالکل ہی نہ کرے اگر پسند ہو کھا لے ورنہ دست کشی کرے برا نہ کہے۔

اگر میزبان کی مرضی کا کھانا نہ ہو تب بھی اس کو مہمانوں کی خاطر سے شریک طعام ہونا چاہئے۔ کھانے کا عیب و ہنر باورچی سے ضرور بیان کرے تاکہ اس کو تنبیہ ہو اور آئندہ خراب کھانا پکا کر مال ضائع نہ کرے۔

کھانے کی بیٹھک یہ ہے کہ دایاں پیر کھڑا رکھے اور بائیں پیر کو بچھا کر اس

Marfat.com

کے اوپر بیٹھے یہی نشست سنت ہے مگر مشائخ و بزرگان کے سامنے باادب بیٹھنا چاہئے۔

کھانے کے بعد اگر خلال کرنے کی تھوڑی ضرورت ہو تو وہیں کرلے اور اگر زیادہ ہو تب کسی گوشہ میں چلا جائے۔ لوگوں کے سامنے طشت میں کلی نہ کرے مگر بضرورت کھانے میں پانی اس طرح پیئے کہ آبخورہ آلودہ نہ ہو اور لوگوں کو گھن نہ آئے کھانے کے بعد پانی پینا نہ چاہئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پینے سے کھانا جلد ہضم ہوتا ہے مگر جب کہ خشکی کے سبب بغیر پانی کے کھانا نگلا نہ جائے۔ اگر کھانے کے حصے تقسیم ہو رہے ہوں تو اختیار ہے کہ چاہے وہیں کھالے چاہے اپنے گھر لے آئے یا کسی کو دے دیا یا وہیں چھوڑ دے۔ کھانے کے بعد زور سے ڈکار نہ لے کہ یہ متکبروں کی عادت ہے۔

صوفیوں کے کھانے کا وقت بعد نماز عشاء اور قریب زوال کے مناسب اور حکیمانہ کام ہے۔ دو وقت سے تیسرے وقت کھانا نہ چاہئے اور کھائے اتنا جتنا کہ لوگ تیسرے وقت کھاتے ہیں۔ (یعنی مختصر طور سے)

کھانے کا شکریہ

مجلس طعام سے رخصت ہونے کے وقت میزبان سے مصافحہ کر کے مختصر الفاظ میں کھانے کا شکریہ ادا کرے' کھانے کے شکریہ کو صوفی حرددندان کہتے ہیں یعنی کسی کا کھانا مفت نہیں کھاتے بلکہ اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں' آدمی میں ایسی ہی غیرت ہونی چاہئے۔

دعوت کا قبول وانکار

جواں مرد اور کشادہ دل آدمی کی دعوت قبول کرے بخیل کی دعوت ہرگز قبول نہیں کرنی چاہئے کسی حیلہ بہانے سے ٹال دے۔ خودنما اور تکلف والے کے کھانے سے بھی پرہیز کرے۔ اجنبی فقیروں کو کھلانے سے اپنے یاران طریقت کی دعوت کرنی بدرجہا

Marfat.com

بہتر ہے اگر ان میں کوئی اپنا رشتہ دار ہے تو اس کو مقدم سمجھے اور جو کچھ اس کے ساتھ سلوک کرے بجز خدا کے کسی کو اس کی خبر نہ ہو اور جو کچھ وہ لوگوں کو علانیہ دیا کرتا ہے اس کو بھی پوشیدہ ہی دیا اختیار کرے۔

صوفی کسی شخص سے کوئی معین چیز مثلاً یہ جامہ یا یہ دستار کہہ کر سوال نہ کرے مرید ٹوپی کے علاوہ ہر ایک کپڑا اپنے پیر کی نذر کر سکتا ہے اگر ٹوپی بالکل نئی ہو تو اسکے پیش کرنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

اِرادت کی شرائط اور مبتدی کے فرائض

مبتدی کے لئے مقدم یہ ہے کہ مرشد ہادی کی تلاش و جستجو کرے، مرشد دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ہادی اور ایک منذر، ان دونوں میں تمیز کرنی بہت مشکل ہے کیونکہ دونوں نصیحت کرتے ہیں اور نصیحت میں ہدایت بھی ہے اور انذار بھی ایسا جیسے واعظ اپنے وعظ میں جنت کا شوق بھی دلاتے ہیں اور دوزخ کے عذاب سے بھی ڈراتے ہیں۔ اسی طرح مرشد قرب حق کی طرف بلاتا اور غیر حق سے بچاتا ہے۔ جو غریب مرشدوں کے ان اوصاف میں تمیز نہیں کر سکتا وہ توکل بخدا ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ان کے دامن سے اپنی جان و جہان کو وابستہ کر دیتا ہے۔ اگر مرشد ہادی ہوئے فہو المراد اور اگر منذر ہوئے تب ان کو اس جہان کی خبر ہی نہ ہو گی اور شاید کہ وہ مرید ہی نہ کریں۔ میں نے بہت لوگ ایسے دیکھے ہیں جو دعوت تو کرنے لگے مگر ہدایت و ارشاد کی ان کو خبر تک نہیں بعض لوگ ایسے بھی دیکھے ہیں جنہوں نے عام لوگوں کے اغراض و مقاصد کو معلوم کر کے دعوت شروع کر دی اور لوگ ان کو مرشد ہادی سمجھنے لگے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ طالب جواں مرد اور ہمت والا ہونا چاہئے جو اپنے دل سے گھر بار اور مال و اسباب اور بیوی و بچوں کا تعلق منقطع کرے۔

تیسری شرط تزکیۂ نفس یعنی نفس کو پاک بنانا ہے اس کی حد نہیں جہاں تک

Marfat.com

ہو سکے کرتا جائے اخلاق ذمیمہ مثلاً حرص' حسد' غضب' شہوت' کذب و غیبت وغیرہ سے باز رہے اور تمام محرمات و مکروہات شرعی کو چھوڑ دے دنیا کی لذتوں اور تمام محسوسات و معقولات سے جدا ہو جائے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ اپنی ریاضت و مجاہد کو شمار میں نہ لائے اور یہ سمجھے کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ خلوت و تنہائی اختیار کرلے اگر صحراء میں غار مل جائے تو بہت عمدہ ہے۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ عورت سے الگ رہے اگر بیوی ہو تو اشد ضرورت کے علاوہ اس کے پاس نہ جائے۔

ساتویں شرط یہ ہے کہ اکل حلال کا انتظام کرے اور جہاں تک ممکن ہو احتیاط سے کام لے غذا اتنی کھائے کہ جس سے جسمانی کاروبار چلتا رہے طے کا روزہ بہت بہتر ہے اور بعض لوگ صوم دوام کو بھی اسی کے قریب سمجھتے ہیں۔ پانی کم پینے میں بھی بہت کوشش کرے۔

آٹھویں شرط یہ ہے کہ پیر کا حکم بجالانے میں بڑی مستعدی سے کام لے اور خفیف باتوں پر توجہ نہ کرے۔

نویں شرط تھوڑا سوئے اور غافل نہ سوئے خواب و بیداری کے درمیان سونا چاہئے۔

دسویں شرط جب دو کام سامنے آئیں تو ان میں جو بہتر ہو اس کو اختیار کرے مگر طالب کے نزدیک وہی کام بہتر ہوتا ہے جو سخت و دشوار ہو۔

گیارہویں شرط نفس کی خواہش پر ہرگز عمل نہ کرے اگر نفس کی خاطر کسی حظ نفسانی کا مرتکب ہو جائے تو پھر نفس پر اس کا سخت جرمانہ ڈالے (یعنی کسی سخت مجاہدہ میں مبتلا کرے)

بارہویں شرط یہ ہے کہ آباؤ اجداد اور علم و عقل پر فخر نہ کرے اپنے آپ کو

Marfat.com

سب سے بدتر اور ذلیل و خوار سمجھے کیونکہ جو شخص ایسا سمجھتا ہے خدا سے بہت نزدیک ہوتا ہے۔

تیرہویں شرط دین و ملت کی ترجیح اور مباحث علمی میں اتنا مشغول نہ ہو کہ وہی اس کا مقصود معلوم ہوں۔

چودہویں شرط وضو و طہارت میں اتنا وہم نہ کرے کہ نماز و اوراد کا وقت فوت ہو جائے میں بارہا کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ طالب کو سب سے زیادہ دو باتوں کا اہتمام کرنا چاہئے ایک تزکیہ نفس دوسرے توجہ تام یعنی نفس کا پاک کرنا اور خدا کی طرف پورے طور سے متوجہ ہونا انہیں دو باتوں کے لئے انبیا مبعوث ہوئے اور ان ہی کی انہوں نے تعلیم دی۔

پندرہویں شرط اپنے لئے کوئی خاص لباس و ہیئت اختیار نہ کرے۔

سولہویں شرط فارغ وقت میں کوشش کرے ہم نے فرض کیا کہ وضو نہیں ہے نہ ہو مراقبہ اور حضوری سے دل کو خالی نہ رکھے تزکیہ نفس یہی ہے کہ نفسانی خواہشات روک لے اور توجہ تام یہ ہے کہ تمام خطرات دل سے دفع کر دے غیر مذاہب کے ریاضت کش بھی انہیں دو چیزوں کی پابندی کرتے ہیں اور سب کا ان پر اتفاق ہے لہٰذا تم بھی ان کو غنیمت سمجھو۔ صحابہ کرام باوجود اس قدر جہاد اور محنت و مشقت کے ان دو باتوں پر سخت کوشش کرتے تھے اور انہیں کے سبب سے ان کے مراتب و مدراج بلند تھے۔ طالب کے لئے ضروری نہیں کہ سلامتی ایمان کی دعا کرے اپنے مقصود کو پیش نظر رکھے پھر جو ہو ہوا کرے کسی جگہ میں نے یہ رباعی لکھی دیکھی ہے۔

در ہر دو جہاں ہرچہ شود گو شو گو
وز در زماں ہرچہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش مبرا زد و کون
وز سود و زیاں ہرچہ شود گو شو گو

طالب کے نزدیک درد و درماں برابر ہو درماں کی حالت میں ایسا ہو جو حرماں

Marfat.com

کی حالت میں بھی نہ ہو اور حرماں کی حالت میں ایسا ہو کہ جو درماں کی حالت میں بھی نہ ہو۔

طالب ہر وقت اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ کا نعرہ لگائے اور ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کا غلغلہ بلند کرے۔ کہتے ہیں کہ تمام طالب واصلوں کے مقام کی تمنا کرتے ہیں اور تمام واصل طالبوں کے مقام کے طالب ہیں۔ ابو الحسن نوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں دردما ابدی است بغیر دیدار و معرفت کے محبت فضول ہے۔ اصل محبت وہی ہے جو معرفت و دیدار کے بعد پیدا ہو۔ پیروں کا ارشاد ہے کہ اندیشہ نہ کر طلب و تقلید سے باہر نکل طلب و تقلید میں سوز و راحت اور درد و درماں اکثر بزرگوں نے تقلید سے نکل کر افسوس کیا ہے۔ کہ کاش ہمیشہ تقلید ہی میں رہتے' سماع میں گریہ وزاری تقلید کی علامت ہے۔ رسالہ قشیریہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بہت سے بزرگ کشف حقیقت سے بیزار ہوئے اور چاہا کہ مقام تفرقہ کی طرف رجوع کریں کیونکہ ذوق و شوق اسی مقام میں ہوتا ہے۔ بعض بزرگان نے مقام حقیقت میں گھبرا کر یہ کہہ دیا کہ اگر ہم تقلید و حجاب ہی میں رہتے تو بہت اچھا ہوتا کیونکہ اس حقیقت سے تو وحشت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔

طالب ہر ایک راستہ سے مطلوب کو تلاش کرے کیونکہ اس کو معلوم نہیں کدھر سے جلد پہنچے گا لَا تَدْخُلُوْا مِنْ م بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَۃٍ ط (یوسف:۶۶) ترجمہ: ''ہر ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا۔ یوسف کو ہر ایک دروازہ سے تلاش کرنا چاہئے' طالب ہر قسم کی نیکیاں بجالائے بعض طالب قلندر اور دیوانے ہو گئے ہیں بعض برہمن اور جوگی ہیں۔ ان باتوں سے کچھ نہیں ہوتا مطلوب حجاب عزت و تتق غیرت میں پوشیدہ ہے۔ اس تک پہنچنے کا سیدھا راستہ وہی ہے جو مرشد بتائے اور جس کی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے۔

طالب وہی راستہ تلاش کرے یہ کوشش نہ کرے کہ اس کے اندر کشف و کرامت پیدا ہو کیونکہ یہ چیزیں حجاب عظیم ہیں لوگ انہیں کو بڑا سمجھتے ہیں اور انبیاء کے معجزات دیکھ کر ان پر ایمان لاتے اور اولیا کی کرامات سے ان کے معتقد ہوتے ہیں۔ طالب اپنا اصلی مقصد پیش نظر رکھے اس کے سوا جو کچھ ہے' وہی اس کیلئے کفر و جہنم ہے۔

Marfat.com

طالبوں کی اقسام

ایک طالب وہ شخص ہے جو اپنے عقل وفہم سے خدا کی طلب اختیار کرے اور جان لے کہ خدا سب سے بڑا بزرگ قدیم اور واجب الوجود ہے۔ یہ شخص حکمت کی راہ سے طالب ہوا ہے۔ عاشق نہیں ہے عاشق کے اندر جو طلب ہوتی ہے وہ خدا ہی کی طرف سے اس میں ڈالی جاتی ہے وہاں گفت وشنید کی گنجائش نہیں جس پر گزرتی ہے وہ خوب جانتا ہے۔ حکیم سنائی اسی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

مرا بارے بحمد اللہ رراہ ہمت وحکمت

بسوئے وحدت برد عقل از خطۂ اشیاء

اگر عاشق سے دریافت کیا جائے کہ معشوق پر کیوں عاشق ہے اگر وہ عشق میں سرشار ہے تو کچھ جواب نہ دے سکے گا اگر جواب بھی دے گا تو یہی کہ میں نہیں جانتا۔

طالب تنگی یا کشادگی کا طلب گار نہیں ہوتا بلکہ کشادگی میں شاید اس کا وقت زیادہ ضائع ہوتا ہو مگر تنگی میں بھی پریشان خاطری سے نقصان پہنچتا ہے۔ حد بلوغ سے چالیس سال کی عمر تک مرید ہونے کا اچھا وقت ہے اگر ان ایام میں اچھی طرح مجاہدہ کرے گا جلد کامیاب ہوگا' پیرانہ سالی میں اگر اس طرف متوجہ ہوا تو ایسے قریب المرگ کو کیا حضور حاصل ہوسکتا ہے مگر پھر بھی نیکیوں کے سبب سے جنت میں درجے بلند ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ جوانی کی عمر میں یہ کام بڑی خوبی سے انجام پاتا ہے خدا توفیق دے تو پوری ہمت سے اس طرف متوجہ ہو جائے اگر نفس اچھے کھانے کپڑے کی خواہش کرے تو لعنت وملامت سے اس کو عاجز کردے۔

یہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جب کوئی شخص عورت یا مرد پر عاشق ہو تو ہر وقت ہر

Marfat.com

طرح سے اس کے وصل کی جستجو میں لگا رہتا ہے۔ جان و مال سے دریغ نہیں کرتا تعویذ گنڈے کے لئے عاملوں و ساحروں کی خوشامد کرتا ہے۔ لہٰذا طالب کو بھی لازم ہے کہ مسجد یا صحرا میں خلوت اختیار کرے، کبھی کبھی نیک اور بزرگ لوگوں کی صحبت میں جایا کرے جو کچھ اس کے پاس ہو ان کی خدمت میں خرچ کرے اور ان سے راستہ سیکھے نیکیوں کے کسی راستہ کو نہ چھوڑے، نماز روزہ، ورد وظیفہ ذکر و مراقبہ سب کو بجالائے۔

بعض طالب ایسے بھی ہیں جن کو مرشد کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ مرشد کا یہی کام ہے کہ وہ طالب کو ایک چیز کا پابند نہیں رکھتا مرید جس مقام میں پہنچتا ہے مرشد اس کو وہاں سے آگے بڑھاتا ہے۔ انّ اللّٰہ یحبُّ معالی الھمم و یکرہ سفسافھا یعنی خداوند تعالیٰ بلند ہمتی کو پسند اور پست ہمتی کو ناپسند فرماتا

طالب کے لئے چند مفید نصیحتیں

اگر ارادت میں کچھ لغزش ہو جائے تو ارادت کو ترک نہ کر بیٹھے امید ہے کہ اگر یہ ارادت پر قائم رہے گا تو چند روز میں لغزش کا اثر جاتا رہے گا۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ (الزمر ۵۳) ترجمہ: ''خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو''۔

اپنی خطا پر شرمندہ بھی رہو اور اس کی رحمت سے امید بھی رکھو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ارادت و طلب کے لئے جوانی کے ایام بہت خوب ہیں مگر جب کوئی شخص ستر اسی برس کی عمر رکھتا ہو اور خداوند تعالیٰ اس کو توفیق نیک عنایت کرے تو اس کے لئے کیا تدبیر کرنی چاہئے نہ یہ طے کے روزے رکھ سکے گا نہ سخت مجاہدے کرے گا بلکہ اس کو یہ ضرورت ہے۔ کوئی اور شخص اس کی خدمت کیا کرے، لہٰذا اس کے لئے یہی کافی ہے کہ پانچوں وقت نماز باجماعت ادا کرے ورد وظیفہ پڑھے اور خلوت میں بیٹھ کر آنکھیں اور منہ بند کرے اور مراقبہ میں مشغول ہو جائے، مشغولی کا جو طریقہ وہ بتائے اس پر عمل کرے اگر اس کے دل میں ان کی محبت ہے تو ضرور کچھ نہ کچھ حاصل ہو جائے گا۔

Marfat.com

اس بوڑھے کے لئے یہ بات بہت عمدہ ہے کہ دنیا کی خواہشات سے سیر ہو کر گور کے کنارے آ بیٹھا ہے۔ مال و اولاد کی محبت اس کے دل میں نہیں رہی اب اس کو موت اور خدا کے سوا اور کیا چاہئے۔ ان وجوہات سے یہ بمقابلہ جوان آدمی کے خدا سے زیادہ نزدیک ہے۔ البتہ جوان کا دل اگرچہ ان پھندوں سے چھٹنا مشکل ہے مگر اس کے دل میں جو حرارت ہوتی ہے وہ بڑھاپے میں نہیں رہتی' نیز بوڑھے کے دل میں خشکی نہ ہونے کے سبب مراقبہ کا نقش نقش برآب ہوتا ہے۔ بوڑھے کو ہاتھ پیر توڑنے اور شکستگی اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بڑھاپے نے پہلے ہی اس کے دانت توڑ کر اس کی بینائی وشنوائی میں فرق ڈال دیا۔

میرے خیال میں بوڑھا آدمی اپنی طویل عمر کے سبب دنیا بھر کے تجربے کر چکا زمانہ کے گرم و سرد سے واقف ہو گیا اب ہر وقت موت پیش نظر دیکھتا ہے۔ خوشیوں اور آرزوؤں کی حد سے گذر گیا رنج وغم سے اس کا دل بھر گیا ہے' لہٰذا ضرور یہ دردمند ہے اور امید ہے کہ اس کا درد اس کی طلب کو ترقی دے کر حضوری کے مقام میں اس کو پہنچا دے۔ اس کو چاہئے کہ نار و نور اور کشف و ظہور کا طالب نہ بنے اپنے مقصود اصلی پر نظر رکھے اس تدبیر سے امید ہے کہ جن چیزوں کا مشاہدہ مجاہدہ کرنے والے کرتے ہیں یہ بھی کرے گا۔ اس بوڑھے کو لازم ہے کہ سب چیزیں اپنے مقصود پر فدا کرے اگر اس کا مال یا اولاد تلف ہو گئی ہو تو ٹھنڈے سانس نہ بھرے کسی کے سامنے شرمندگی اور لاچارگی کا اظہار نہ کرے' دنیاوی کاروبار سے ہاتھ کھینچے' بستر مرگ پر پاؤں پھیلا دے ایسا کرے گا تو انیس بسوہ کشف و کرامت سے بھی مشرف ہو گا۔ ایک بسوہ کی کسر میں نے اس لئے رکھی ہے کہ بوڑھے کا کام اختیاری نہیں بلکہ اضطراری ہے۔ اگر جوان کی طرح اس کا کام بھی اختیاری ہوتا تو بیسوں بسوے ٹھیک ہو جاتا۔

شدہ پیر و عاجز و فرتوت
ماندہ در کار خویشتن مبہوت
تو بتر تو متردد میان جبر و قدر
غافل از عین عزت جبروت

Marfat.com

آنکھیں بند کر کے دھیان جمائے کہ میرا محبوب نہایت حسن و جمال اور لطف و کمال کے ساتھ مجھ پر جلوہ گر ہے۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (یعنی خدا فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا وہ میرے ساتھ رکھے) یہاں محقق ہوگا اس بیت کو غور سے سمجھو۔

از بعد مکن شکایت اے خستہ جگر

کز غایت قرب سے نہ بیند مارا

اے پیر نابالغ بچوں کی طرح اپنی ضد پر اڑ جا بجز خدا کے اور کسی چیز سے راضی نہ ہو۔ میں نے تیرے لئے یہ ایسی تدبیریں بیان کی ہیں کہ ان سے ضرور تیرا دل روشن ہو جائے گا۔ بوڑھا آدمی اپنے بڑھاپے اور عمر کا زیادہ حصہ گذر جانے کے سبب اپنے آپ کو نیست و نابود سمجھنے لگتا ہے کیونکہ قُرْبُ الشَّیْءِ یَاخُذُ حُکْمَهٗ (یعنی کسی چیز کے قریب ہونے سے بھی اسی چیز کا حکم ہو جاتا ہے) اگرچہ یہ فنا' فناء تصوری ہے۔ مگر اس تصور کا منبع تحقیق ہے۔ صوفیوں میں ایک مشہور فنا یہ بھی ہے اور اس کے حصول کا یہی طریق ہے' تفصیل اس کی بہت طویل ہے مگر ہم نے کافی طور سے بیان کر دی ہے۔

میں کہتا ہوں یہ دروازہ سب کے لئے کشادہ ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس دروازہ کی طرف کون آتا ہے۔ ندا آتی ہے کہ تعجب کی بات دیکھو بوڑھے نے تمام عمر حرص و ہوا میں برباد کی اب آخری وقت صوفیوں کی طرف متوجہ ہوا ہے تو اس ایک سانس میں کون سا مقام طے کرے گا۔

اس بوڑھے کی حالت نہایت ہی قابل افسوس ہے جو آخر عمر میں بھی عورتوں سے پرہیز نہیں کرتا۔ عورت کی صحبت جب جوان کو ناتواں بنا دیتی ہے تو اس بوڑھے کا کیا کہنا ہے' بس یہی ہوگا کہ اپنے آپ کو بہت جلد ضائع کر دے گا۔ نیز اس کو ہر ایک ایسی چیز سے پرہیز کرنا چاہئے جو اس عمر میں نقصان کرتی ہے' اگر بڑھاپے میں سخت بیمار ہو گیا تو مر ہی جائے گا تصوف کا کیا کام کر سکے گا۔

Marfat.com

بوڑھے آدمی کے اندر ان دو باتوں میں سے ایک نہ ایک بات ضرور پیدا ہو جاتی ہے یا تو ہر وقت اونگھے جاتا ہے۔ اور یا کسی وقت نیند نہیں آتی اگر اس بیداری سے تکلیف نہ ہو تو بہت اچھی چیز ہے۔ اگر تھوڑی سے کسی وقت نیند آ جائے تو اس کو غنیمت سمجھے ورنہ بیداری سے خوب کام لے اگر غنودگی کے غلبہ میں مراقبہ کا لحاظ رکھے گا تو وہ بھی مضر نہیں ہے۔ خواب میں جو کچھ دیکھے گا صحیح ہو گا' مراقبہ کرنے والے اس بات کی تمنا کرتے ہیں کہ مراقبہ میں ان کی نیند آ جائے۔

بڑھاپے میں آدمی اکثر روتا دھوتا اور تنگ مزاج ہوتا ہے' پیر طالب کو ان باتوں سے پرہیز چاہئے' ہاں اگر اپنی گذشتہ عمر کی بربادی پر افسوس کرے اور روئے دھوئے تو کچھ حرج نہیں' اگر یہ بوڑھا سچی طلب رکھتا ہے تو ہرگز محروم نہ رہے گا بلکہ وہ چیز ہاتھ آئے گی جس پر بہت لوگ رشک کریں گے' اگر اس شیخ فانی کے دل میں زندگی کی ہوس ہو گی تو کوئی کام نہ بنے گا اس خواہش سے خدا کی پناہ مانگے اور پیر کی طرف رجوع کرے کیونکہ اس خواہش کا پیدا ہونا محرومی کی نشانی ہے۔

میں نے بوڑھے طالب کی تعلیم کے لئے بہت کچھ بیان کر دیا ہے۔ ورنہ بہت سے مرشدوں نے تو ان کو محض ورد و وظائف ہی میں پھنسا رکھا تھا اور کہہ دیا کہ تمہارے لئے کسی ریاضت و مجاہدہ کی ضرورت نہیں مگر میں نے ان کی امید قائم رکھی ہے اور مقصود کا پتہ بتا دیا ہے۔

اگر بوڑھا ہے کہ نماز بھی بیٹھ کر پڑھتا ہے اور ہر وقت اونگھتا ہی رہتا ہے تو اس کے لئے مراقبہ سب سے بہتر ہے۔ اَبْنَاءُ الثَّمَانِيْنَ عُتَقَاءُ اللّٰهِ یعنی اسی برس کی عمر والے خدا کے آزاد کردہ ہیں۔ بعض لوگ اس قول کو حدیث نبوی کہتے ہیں یہ قول کئی معنوں کا احتمال رکھتا ہے۔ ایک یہ کہ جب غلام بہت بوڑھا ہو جاتا ہے تو آقا اس پر رحم کھا کر اسے آزاد کر دیتا ہے اور اپنے کاروبار کی تکلیف نہیں دیتا اس طرح خداوند تعالیٰ بھی اسی برس کے بوڑھے کو اپنے قہر سے آزاد کر دیتا ہے' شیخ لقمان کی حکایت اس مضمون سے بہت مناسبت رکھتی ہے' نیز جب انسان اسی برس کی عمر کو پہنچتا ہے دل اس کا

Marfat.com

ست ہو جاتا ہے' جوڑوں میں درد رہتا ہے' طبیعت نہایت کمزور و ناتواں ہوتی ہے غرض کہ جو جو تکالیف اس کو پہنچتی ہیں وہ سب اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں اور یہ شخص عذاب الٰہی سے آزاد ہو جاتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس عمر میں بوڑھے نے کسی مغفور کی صورت دیکھی ہو اور اس کے پاس بیٹھا ہو' حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی مغفور سے ملا اور مصافحہ کیا تو یہ بھی مغفور ہے۔ پس یہ بوڑھا طالب گناہوں سے پاک ہو کر آزاد ہو گیا اب راستہ اس پر آسان ہے' چند جوان میری صحبت میں تھے مجاہدہ و ریاضت اور روزہ وغیرہ سے ان کو کچھ کام نہ تھا مگر بات یہ تھی کہ وہ اعلیٰ درجہ کے پاکیزہ نفس تھے اسی سبب سے ان کا کام اس درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ تم میری نسبت بھی اس کا گمان نہیں کر سکتے۔

نابالغ بچہ کو مجاہدہ کی تعلیم کرنا بے سود ہے کیونکہ اس کا ان آتش فشاں پہاڑوں اور پر خار صحراؤں سے گذرنا بہت مشکل ہے' جنیدؒ و سریؒ کی حکایتیں نادرات زمانہ سے ہیں۔

اگر طالب کسی پر عاشق ہو جائے تو اس کی خلاصی کی یہی تدبیر ہے کہ معشوق کو بھی اسی راستہ پر لگائے ورنہ خیالات فاسدہ دور کرنے کے لئے سفر میں چلا جائے اور صبر سے کام لے کیونکہ یہ معاملہ بہت خوفناک ہے۔

پیر طالب اگر اس خیال سے کچھ عمر کی تمنا کرے کہ مقصود کو پہنچوں کہ نہ پہنچوں مگر ورد و طلب کا ذوق تو حاصل کر لوں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ مجالس و محافل میں اس کے شریک ہونے کی صورت نہیں گوشہ نشین ہو کر سانس شماری کرے اور سوچے کہ کیا اس وقت بھی عمر کو ضائع کئے جائے گا۔

اگر کسی بادشاہ یا نواب کے دل میں شوق طلب پیدا ہوا ہو اپنی سلطنت و ریاست کو چھوڑ کر خلوت اختیار کرے۔ اگر شاہی ملازم میدان طلب میں قدم رکھے اور شاہی خدمات اس کے اوراد و وظائف کی مانع نہیں ہیں تو بہت اچھا ہے۔ اگر شاہ کی حضوری میں حاضر رہتا ہو اور اس کے ہونٹ ہلانے اس کو ناگوار ہوں تو دل ہی دل میں

Marfat.com

اپنا کام کرے اس طرح پڑھنا نہایت مفید ہے' دل کو گرمی پہنچتی ہے اور حروف و آواز کا پورا اثر دل میں جذب ہو کر جلد کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔

بادشاہ یا نواب کے لئے بھی یہ کام بہتر ہے کہ اپنی رعایا پر احسان کرے اور سب کو اپنی اولاد کی طرح سمجھے ہر وقت ذکر الٰہی کرتا رہے۔ رات کو عبادت و مراقبہ کے لئے مخصوص رکھے اور دن کو مسلمانوں کے کام انجام دے اگر سالک شاہی ملازم ہے اور بادشاہ نے کسی کو قتل کرنے یا سزا دینے کا حکم دیا تو یہ مناسب جواب دے دے کہ مجھ کو معاف رکھا جائے مجھ سے ایسے کام نہ ہوں گے میرا استعفا قبول ہو۔

بادشاہ سلطنت کے خزانہ کو اپنا نہ سمجھے وہ مسلمانوں کا بیت المال ہے۔ ہاں بادشاہ یا نواب اپنی ضرورت کے موافق خرچ کر سکتا ہے' جو نامشروع باتیں لوازمات شاہی میں داخل ہو گئی ہیں ان سے پرہیز کرے۔ ریشمی اور زری لباس' سونے چاندی کے زیورات وظروف کا استعمال نہ کرے اگر کوئی ملازم اس قسم کا لباس پہننے کے لئے مجبور ہو تو بس حاضری کے وقت باکراہ پہن کر اتار دیا کرے ایسے مواقع میں تصور شیخ بہت مفید ہوتا ہے۔

ملازمانِ شاہی میں سے وزیروں اور مشیروں کو جب شوق دامن گیر ہو تو بجز ترک ملازمت کے چارہ نہیں مگر جب صاف نیت سے نوکری کرے کہ ماتحت اہلکاروں کی نگرانی کروں گا' سرکاری ملازموں کے ظلم و تعدی اور رشوت ستانی سے بندگان خدا کو بچاؤں گا' قیدیوں کی مظلوموں کی خبر گیری اور فریادیوں کی فریاد رسی کروں گا تو کچھ حرج نہیں ہے' اگر یہ کام اس شخص سے انجام پائیں تو ان کو خدا کی طرف سے سمجھ کر ان پر خوش نہ ہو ایسا کرنے سے وہ بہت سے شہسوار ان سلوک سے آگے بڑھ جائے گا اور ثواب عظیم کا مستحق ہو گا۔ ایک شخص آزادی سے ایک کام کرتا ہے اور دوسرا بدقت و دشواری تو دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں یہ آیت ایسے ہی لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (الزمر۔۹) ''یعنی صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا۔''

Marfat.com

اگر بادشاہ کو یہی طلب پیدا ہوئی ہے وہی کام کرے جو حضرت ابراہیم بن ادہم اور معاویہ بن یزید اور عبد اللہ نے کیا (یعنی سلطنت چھوڑ کر خلوت اختیار کرے) اگر ایسا نہ ہو سکے اور سلطنت کا سنبھالنے والا نہ ملے تب بادشاہ خود ہی امور سلطنت انجام دے اور امور شرعی انجام دینے کے لئے کسی ایسے عالم باعمل امانت دار و متدین کو مقرر کرے جس کی صورت و سیرت سے ہویدا ہو کہ وہ خواہشات نفسانی کا پیرو نہ ہو گا پھر اسی پر اکتفا نہ کرے مخبروں کے ذریعہ سے بھی اس کے حالات معلوم کرتا رہے۔ امور شرعی کے فیصلہ کرنے میں فقہاء کی ان روایات پر عمل کرے جو مستند اور زیادہ احتیاط والی ہیں' حیلہ بازوں اور مکاروں کو سزا دے یعنی جو لوگ زکوۃ دینے میں حیلے بہانے کرتے ہیں' ان سے جبراً لے اور جس نے لونڈی کے استبراء کرنے میں حیلہ کیا ہو کم سے کم دس بیس کوڑے تو اس کو ضرور مار دے' جس نے گیہوں یا جو وغیرہ کی شراب پی ہو اس کو پورے اسی کوڑے لگائے' منشیات و مسکرات کی خرید و فروخت بند کرے محض حنفی مذہب کے موافق ہی فیصلہ نہ کرے بلکہ جس مذہب کی روایت احوط و اسلم ہو اسی پر فیصلہ کرنا چاہئے۔

فقرا و ضعفا اور یتامیٰ و بیوگان کی خبر گیری فرض جانے کیونکہ بیت المال انہیں لوگوں کا ہے۔ دیانتدار اور خدا ترس اہلکار ان کی تفتیش پر مقرر کرے اگر پھر بھی کوئی ضعیف و مسکین باقی رہ جائے اور اس کو خبر نہ ہو تو یہ معذور ہے' اس کی یہی کوشش ہو کہ اس کی رعایا میں سے اندھے اور لنگڑے لولے اپاہج لوگ ضائع نہ ہو جائیں انہیں کاموں کے بجالانے سے بادشاہ کی فضیلت اور بارگاہ خداوندی میں اس کا تقرب ہے۔

اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے اور ہمیشہ قہر و جلال خداوندی کو پیش نظر رکھے کیونکہ اس کے نفسانی حملوں کو قہر خدا کے خیال کے سوا اور کوئی چیز دفع نہیں کر سکتی اس آیہ شریفہ کا اکثر ورد رکھے اور اس کے معانی میں غور و فکر کیا کرے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ وَ ثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ وَ فِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ الَّذِيْنَ

Marfat.com

طَغَوْا فِی الْبِلَادِ فَاَکْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ (الفجر ۶ تا ۱۴)

ترجمہ: ''کیا تم نے نہ دیکھا۔ تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا۔ وہ ارم حد سے زیادہ طول والے کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا اور ثمود جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں اور فرعون کہ چومیخا کرتا (سخت سزائیں دیتا) جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی پھر ان میں بہت فساد پھیلایا تو ان پر تمہارے رب نے عذاب کا کوڑا بقوت مارا بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔''

بادشاہ کے دل میں جس قدر خواری و شکستگی ہو گی اسی قدر خدا سے اس کا قرب زیادہ ہو گا' کہتے ہیں اگر کسی سال بارش نہ ہونے سے قحط کے آثار نمایاں ہوں بادشاہ نہایت خستہ و شکستہ لباس پہن کر کدال ہاتھ میں لے اور تھوڑی سی زمین کھود کر جو اس کے اندر بو دے پھر قبلہ رو کھڑے ہو کر سچے دل سے عجز و زاری کے ساتھ بارش کی دعا کرے' فوراً قبول ہو۔ غرور و تکبر سے کبھی مقصود کو نہیں پہنچے گا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم نے اسی وجہ سے تمام صوفیوں میں اپنے آپ کو حقیر و ذلیل بنا رکھا تھا اگرچہ ترک سلطنت کے بعد اس شراب کا نشہ نہیں رہتا مگر اثر و خمار کچھ باقی رہ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کو بھی دور کر دینا چاہئے۔

طالب و نازک کے لئے یہ خطرہ بھی بہت بری انا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو طالب و تارک سمجھے اس میدان سے صاف گذرنا بغیر خدا اور اس کے خاصان کی امداد کے ممکن نہیں۔

اگر بادشاہ کسی مجرم کو سزا دے تو یہی نیت رکھے کہ اس کا شر و فساد رفع ہو جائے' یہاں ان باتوں کو بیان کیا گیا ہے جن کی تعلیم کے لئے بادشاہ حکما کو اپنے ساتھ رکھتے تھے' اگر خدا و تعالیٰ کی محبت و طلب عورت کے دل میں پیدا ہو تو ہو سکتی ہے کیونکہ اس راہ میں عورت و مرد یکساں ہیں' اگر عورت جوان ہے گوشہ نشینی فرض سمجھے بغیر ضرورت شرعی کے آفتاب و آسمان کی بھی صورت نہ دیکھے اس عورت کا مرشد نہایت بوڑھا اور

Marfat.com

بزرگ ہونا لازم ہے' وہی اس کو خلوت و مراقبہ کی تعلیم دے۔ یہ عورت گوشت بالکل نہ کھائے' خشک روٹی و چاول سے روزہ افطار کرے' صوم دوام اس کے لئے ضروری ہے نیز کسی کی شادی غمی میں شریک نہ ہو۔ اکثر عورتیں اپنے گور و کفن کے خیال سے کچھ زرنقد پاس رکھتی ہیں یہ ہرگز ایسا نہ کرے نہ ایسی عورتوں سے صحبت رکھے جو رسوم و عادات کی پابند ہیں۔

مرشد کو چاہئے کہ عورت کو اپنا مراقبہ و تصور تعلیم نہ کرے' عورت کو عبادت ظاہری سے زیادہ حصہ لینا اور زینت و آرائش کو بالکل ترک کرنا لازم ہے۔ اگر عورت خاوند رکھتی ہے اور خاوند اس کا محبوب بھی ہے تب بھی اس کو ترک زینت کرنا اور دیگر عورتوں سے علیحدہ رہنا ضروری ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورت کا پیر ہی اس کا خاوند ہے' جیسے کہ فاطمہ اور احمد خضرویہ تھے' میں کہتا ہوں یہ افسانہ جس رات کا ہے اسی میں ختم ہو گیا اب میں اپنے زمانے کا قصہ کہہ رہا ہوں۔

خلوت میں جو معاملات خیر و شر عورت کو نظر آئیں ان کی طرف متوجہ نہ ہو اور بہ نسبت اوراد کے نوافل زیادہ پڑھا کرے' کسی کو دینی باپ یا بھائی نہ بنائے جیسے کہ اکثر عورتوں کی عادت ہوتی

اگر عورت کی اس مشغولی سے اس کا خاوند خوش نہ ہو تو علاوہ ضروریات خانگی کے عورت اس کی اطاعت نہ کرے' اگر خاوند کسی دوسری بیوی یا لونڈی کے ساتھ مشغول ہو یہ اس کو غنیمت سمجھے' شہوت پرستوں کا قاعدہ ہے کہ نبی سنوری عورت پر زیادہ مائل ہوتے ہیں' جب یہ عورت ایسا نہ کرے گی تو اس کا خاوند بھی اس کی طرف زیادہ متوجہ نہ ہو گا اور اس عورت کے دل میں صوم دوام و قلت طعام کی وجہ سے خاوند کی خواہش نہ ہو گی۔ اگر مولوی صاحب اعتراض کریں کہ عورت کا خاوند کی خاطر زیب و زینت کرنا خاوند کے حقوق میں داخل ہے تو اس واسطے ضرور کرنا چاہئے۔ ہم کہتے ہیں یہاں محبان و عاشقان کا ذکر ہے اگر کوئی شخص عشق مجازی میں گرفتار ہو جاتا ہے تو خویش و اقارب کے

Marfat.com

حقوق اس پر نہیں رہتے کیونکہ وہ اپنی از خود رفتگی کے سبب ان کے ادا کرنے سے عاجز ہوتا ہے پھر عشق حقیقی کا کیا کہنا۔

اگر عورت بڑھیا ہے اس کے لئے تسبیح پھیرنی اور نماز پڑھنی سب کاموں سے بہتر ہے، روزے بھی رکھا کرے اور بال بچوں کے رنج وغم نہ کھائے، نہ ان کے لین دین کاروبار میں دخل دے، نہ ان کو خاندانی رسومات وغیرہ کی تعلیم دے کہ ہمارے ہاں یوں ہوتا آیا ہے اور اس طرح کرنا چاہئے۔ غرض کہ ان تمام باتوں کو دل سے رخصت کرے اور لغو باتوں سے ایسا پرہیز کرے جیسے کفریات سے پرہیز کرتے ہیں، بجز رنج ودرد مقصود کے اور کسی بات سے نہ روئے۔ اگر حج کرنے کو جی چاہئے اپنے کعبہ دل کا طواف کرے اور گوشہ خلوت سے باہر نہ نکلے، اگر اس کے خلاف کرے گی تفرقہ و پریشانی لاحق ہو کر عبادت ظاہری کو بھی کھو بیٹھے گی، بہتر یہی ہے کہ گھر کے کونہ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتی جائے تمام عبادتوں سے بڑھ کر اثر اسی میں پائے گی۔

اگر لڑکی نابالغ ہے اور طلب الٰہی کا شوق پیدا ہوا شوہر سے ابھی آشنا نہیں تو یہ بہت اچھا وقت ہے۔

خدا کی طالب عورت کے لئے نہایت مضر ہے کہ وہ اپنے آپ کو عابدہ زاہدہ اور پارسا ظاہر کرے، پانی پڑھ پڑھ کر دیا کرے یا بچوں پر دم کرے، ایسا کرے گی تو ہرگز مقصود کو نہ پہنچے گی نیز مردوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

طالب مرد ہو یا عورت جب خواب میں اس کو کسی ایسی بات کا حکم کیا جائے جو اس کی خواہش کے موافق ہے تو ہرگز اس پر عمل نہ کرے اور اگر ایسی بات کا حکم ہو جو اس کی مرضی کے خلاف ہے فوراً اس پر عمل کرے۔

عورت اگر اس مرتبہ میں پہنچ جائے جو حضرت رابعہ بصریہؒ اور بی بی فاطمہ ؒ[1] سام کا تھا کہ وہ بڑے بڑے مردوں کو ارشاد وتلقین کرتی تھیں تب اس کو ہماری ان نصائح کے پابند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

---

[1] بی بی فاطمہ سام بہت بڑی زبردست بزرگ ہوئی ہیں۔ حالات ہماری کتاب سیرت نظامی میں ملاحظہ فرمائیں اور حضرت بی بی رابعہ بصریہ کی سوانح عمری بھی عنقریب تیار ہونے والی ہے۔ سید یٰسین علی نظامی پیرزادہ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ۔

Marfat.com

پیرو مرشد کی خدمت میں حاضری کے آداب

جب مرید پیر کی خدمت میں حاضر ہو اس کے جمال باکمال پر نظر رکھے عاشق کی طرح منہ تکتا رہے' یا اپنے پیروں پر نگاہ رکھے کھڑا رہے اگر بیٹھے تو سینہ پر نظر رکھے' پیر کے سامنے دوڑ کر نہ چلے نہ بہت آہستہ چلے' اگر کوئی چیز لایا ہے سامنے رکھ دے' اگر قرآن شریف یا اور کوئی دعا یا بزرگوں کا تبرک لایا ہے نہایت ادب کے ساتھ پیش کرے جب شیخ کے سامنے حاضر ہو سر زمین پر رکھے مگر اس طرح کہ سجدہ نہ ہو جائے یعنی پیشانی زمین کو نہ لگے بلکہ عمامہ کا پیچ زمین پر ٹک جائے حضرت شیخ نصیر الدین قدس اللہ سرہ کی حضور میں اسی طرح کیا جاتا تھا۔

جب شیخ کی خدمت سے واپس ہو تو شیخ کی طرف پشت نہ کرے اور جس طرح کہ دل شیخ کی طرف متوجہ ہے چہرہ بھی متوجہ رہے۔ جو شخص ہر وقت شیخ کی خدمت میں کاروبار کے لئے آمدرفت رکھتا ہے اس سے یہ اہتمام نہ ہو سکے گا مگر اس کو بھی اتنا ضرور چاہیے کہ پیر کے سامنے سے دو تین قدم الٹا چل کر پشت کرے پہلے ہی قدم میں پشت نہ کرے' جب پیر کے سامنے بیٹھے تو ادھر ادھر نہ دیکھتا رہے اور بار بار نہ اٹھے بیٹھے ہاں جب پیر اٹھیں تو ان کی موافقت کرے اور جب وہ آئیں تب بھی کھڑا ہو جائے' پیر کے سامنے بیٹھ کر اونگھتا نہ رہے اگر نیند غلبہ کرے کسی کونہ میں جا کر سو رہے' پیر کے سامنے نہ وظیفہ پڑھے نہ تلاوت کرے' نہ پیر کو تنہا چھوڑ کر نفل پڑھنے چلا جائے۔ پیر کے سامنے پان بھی نہ کھائے مگر جب پیر خود حکم دیں' اگر پیر کے سامنے کھانے کا اتفاق ہو تو بہت تمیز کیساتھ چھوٹا نوالہ لے اور انگلیاں سالن میں نہ بھرے۔

امور بشری میں شیخ کو مثل اپنے تصور کرے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور امور الٰہی میں شیخ کو پیغمبر کی مثل جانے' شیخ عارف ہے اور عارف کا نفس بھی عارف ہوتا

Marfat.com

ہے۔ نفس جب عرفان کے میدان میں جولانی کرتا ہے اس وقت اس کی بندش مشکل ہو جاتی ہے۔ اس لئے امور بشری میں شیخ کو اپنے سے بھی زیادہ جانے' بزرگوں کا فرمان ہے کہ مقام ولایت میں گناہ مراجعت کی دلیل ہے اور مقام محبت میں نقص محبت کی اور مقام معرفت میں کمال معرفت کی دلیل ہے۔

پیر کی مجلس سے بغیر کسی ضروری کام کے باہر نہ جائے اور جب پیر اس کی طرف دیکھیں تو اپنی نظر نیچے کر لے' پیر کی آنکھوں سے آنکھیں نہ ملائے' پیر سے بجز دعا کے کوئی سوال نہ کرے اور اپنے انقباض و گرفتگی طبیعت کا حال بھی نہ کہے' اگر پیر خود مطلع ہو جائیں بہت بہتر ہے' اگر مرید کو غزل یاد ہو پیر کے سامنے نہ گائے مگر جب پیر ہی فرمائش کریں یا مرید قوال ہو پیر کی مجلس کو مرید مجلس حق تصور کرے اور سمجھے کہ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر۔۵۵) ترجمہ: ''سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔'' پیر کے حق میں صادق ہے اپنے تئیں اور پیر کو ایک پلہ میں نہ رکھے۔ گاجر مولی تولنے کا ترازو اور ہے اور جواہرات تولنے کا اور۔

پیر کے سامنے زیادہ آمد و رفت اچھی نہیں' پیر جو کچھ فرمائیں اس پر غور کرے اگر شریعت کے موافق ہے بلا تامل بجا لائے' اگر سخت ناجائز ہے تامل سے کام لے اگر کچھ وہم پیدا ہو بے دھڑک کر بیٹھے کیونکہ پیر ان علوم سے واقف ہے جن کی اس کو خبر بھی نہیں' حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا قصہ سنا ہو گا پیر کے تصرفات کو بھی ایسا ہی تصور کرے تم کو نہیں معلوم کہ پیروں سے کیا کیا باتیں ظہور میں آتی ہیں جن کی حکمت انہیں کو معلوم ہے۔ پیر کے سامنے ذکر و مراقبہ میں مشغول نہ ہو بلکہ پیر کی حضوری میں رہے۔ پیر کو حالت خواب میں بھی بیدار جانے خوب سمجھ لے کہ پیر سے غافل ہونا پوری محرومی ہے۔ ہر شخص اپنے کام میں استاد اور ماہر ہوتا ہے' پیر حق کے راستہ کی راہنمائی میں استاد اور ماہر جس جگہ تم صد سالہ مجاہدہ سے نہیں پہنچ سکتے پیر تم کو ایک بات میں وہاں پہنچا سکتا ہے کیونکہ وہ راستہ کی دوری و نزدیکی اور نشیب و فراز سے خوب واقف ہے' اس لئے جو کچھ وہ فرمائے تم بلا عذر بجا لاؤ۔

Marfat.com

اگر شیخ کسی اپنے کام کا حکم دیں تو اس کو بڑی رحمت تصور کرے، رفتار، گفتار، دستار میں پیر کا اتباع بہتر جانے، اکثر پیر کا نام وردِ زبان رکھے، پیر کے تصور کے لئے کوئی وقت معین نہ کرے بلکہ ایک لحظہ بھی اس کے تصور سے خالی نہ رہے، مرید ہر وقت پیر کو غیب کے مشاہدہ میں سمجھے اور اپنے اوپر پیر کی تجلی کا تصور کرے اگر ایسا کرتا رہا تو ایک وقت وہ ہوگا کہ پیر اس کی خلوت میں سامنے آجائیں گے اور پیر کے دل پر جو حق کی تجلی ہو رہی ہے اس کا عکس اس کے دل پر جلوہ گر ہوگا۔ دیکھو آفتاب کا عکس پانی میں پڑتا ہے اور پانی کے پاس جو دیوار ہوتی ہے اس کے اوپر پانی کا عکس نمودار ہوتا ہے دیوار میں کثافت کے سبب یہ قابلیت نہیں ہے کہ آفتاب کا عکس اس کے اندر ظاہر ہو مگر جب وہ پانی کے قریب ہوئی تو آفتاب کے عکس میں سے بتوسط پانی کے اس نے اپنا حصہ لے لیا، اس مثال سے تم سمجھ گئے ہو گئے کہ پیر کے قلب کی طرف متوجہ ہونے میں کیا فائدہ ہے۔

مرید ہمیشہ اپنے آپ کو پیر کی حراست میں خیال کرے اور اپنے ہر کام کو پیر اور خدا کی عنایت و امانت پر موقوف جانے اگر اس بات پر مداومت کی چند روز میں جدھر دیکھے گا پیر ہی پیر نظر آئیں گے پیر صورت و معنی رکھتا ہے۔ تم کو پیر کی صورت سے متعلق ہونا چاہئے کیونکہ معنی کا فیض بھی صورت ہی کے ساتھ ہے، جب تم صورت کو لازم پکڑو گے تو معنی کا فیض خود بخود تم پر جلوہ گر ہوگا۔ امت کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے نبی کی طرف متوجہ ہوں تاکہ نبی پر جو فیض وارد ہو رہا ہے ان کو بھی پہنچے یہی بات پیر و مرید میں ہے۔ صوفیائے متاخرین مثلاً عین القضاۃ ہمدانی و منصور حلاج رحمہم اللہ نے پیر کے دل میں خدا کو دیکھا ہے اور ان کے نزدیک پیر کی نظر مرید کے دل پر رہتی ہے۔ پیر کے مرتبہ کو سمجھنا بہت بڑا کام ہے۔ جس کو تم کچھ بھی نہیں جانتے کم سے کم اتنا تو ضرور اعتقاد ہونا چاہئے کہ پیر جو کچھ کرتے ہیں خدا کے حکم سے کرتے ہیں۔ پیر سے بڑھ کر کوئی ولی نہیں ہے، اگر پیر کے پیر بھی موجود ہوں تب بھی یہی سمجھو کہ مجھ کو جو فیض اپنے پیر سے پہنچ سکتا ہے وہ پیر کے پیر سے نہیں پہنچ سکتا۔

اگر تم سچے دل سے پیر کے طالب ہو تو پیر کے پیر خود تم پر مہربان ہوں گے اور

Marfat.com

تمہارے اعتقاد کی تعریف کریں گے' حضرت خواجہ فرید الدین حضرت خواجہ قطب الدین اور خواجہ معین الدین رحمہم اللہ اجمعین کی حکایت تم نے سنی ہو گی۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ معاذ تم رات کو کیا کرتے ہو' عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی ایک چوتھائی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں اور باقی تمام شب خدا کی عبادت کرتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معاذ تم سے ہو سکے تو درود زیادہ پڑھا کرو۔ چند روز کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معاذ تم رات کو کیا کرتے ہو' عرض کیا نصف شب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں اور نصف شب خدا کی عبادت کرتا ہوں' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تم سے ہو سکے تو زیادہ درود پڑھا کرو پھر چند روز بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معاذ تم رات کو کیا کرتے ہو عرض کیا کہ دو تہائی شب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں اور ایک تہائی میں خدا کی عبادت کرتا ہوں فرمایا تم ٹھیک کرتے ہو ایسا ہی کیا کرو۔ بتاؤ کہ خدا کی عبادت بہتر ہے یا درود شریف اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں عبادت سے روکا اور درود کا حکم دیا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے معاذ خود راستہ طے نہیں کر سکتا اگر مجھ کو واسطہ بنائے گا جلد منزل پر پہنچے گا' یہی معاملہ پیر و مرید کا قیاس کرو۔

اگر پیر نے کسی کام کا حکم دیا اور نماز کی جماعت تیار ہے تو پہلے پیر کا حکم بجا لائے کیونکہ جماعت دوبارہ بھی مل سکتی ہے مگر پیر کے حکم کی تعمیل نہ کرنے سے جو نقصان ہو گا اس کی تلافی ممکن نہیں۔

یہ بات اچھی طرح غور سے سمجھ لو کہ پیر ایک بشر ہے اور بشریت رکھتا ہے اور خداوند تعالیٰ تمام نسب و اضافات سے منزہ ہے' اس کے کام میں تاخیر ہونے سے اس کو

لے اعمال کے متعلق پورے حالات معلوم کرنے ہوں تو ہماری کتاب علم روحانی ملاحظہ فرمائے اس سے بہتر کتاب آپ کے دیکھنے میں نہ آئے گی نیز مجموعہ چہل رسائل میں بھی کافی بیان ہے۔

Marfat.com

غصہ نہ آئے گا کیونکہ اس کا غصہ اعتباری ہے اور پیر چونکہ بشر ہے اور غصہ بشریت کے لوازمات سے ہے لہٰذا اس کے کام میں تاخیر نہ ہونی چاہئے کہ اس کو غصہ نہ آ جائے' پیر کے دوستوں اور ہم نشینوں کو کسی قسم کا رنج نہ دو کیونکہ آخر وہ کب تک تمہارا لحاظ کریں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ تم خراب ہو گئے' اگر تم سے پیر کو رنج پہنچا اور پیر نے معاف بھی کر دیا مگر یہ سمجھ لو کہ بتقضائے بشریت پیر کے دل میں ایک گرہ ضرور لگ گئی کبھی نہ کبھی اس کو ضرور خیال آئے گا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے میرے ساتھ ایسا کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواط انصاری پر خفا ہوتے تھے کیونکہ اسلام لانے کے بعد کئی کام ان سے اسی قسم کے سرزد ہوئے تھے' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے تو وہی شخص ہے کہ تو نے ایسا اور ایسا کیا' کبھی خطبہ میں صحابہ کو خطاب کر کے فرماتے کہ تم وہی لوگ ہو کہ پتھر پوجتے مردار کھاتے اور لڑکیوں کو زندہ در گور کرتے تھے تم کو ہمارے طفیل عزت وہدایت نصیب ہوئی اسی سبب سے کہا گیا ہے کہ خدا سے زیادہ پیر سے خوف کرنا چاہئے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کی جناب میں گستاخی کرنے کے بعد توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ناسزا کہے تو اس کو قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہ ہوگی کیونکہ نبی عالم نسب واضافات سے ہیں ان کی نسبت جو بات کہی جائے ان پر اس کے ثبوت کا وہم ہو سکتا ہے' مثلاً کوئی شخص کہے کہ فلاں نبی نے جھوٹ بولا ہے تو یہ اس نبی کے حق میں دشنام صریح ہے کیونکہ نبی انسان ہیں اور جھوٹ و سچ دونوں انسان کی طرف نسبت رکھتے ہیں بخلاف اس کے خدا کو کوئی شخص جھوٹا کہے تو خدا کی طرف جھوٹ کی نسبت نہیں ہو سکتی یہ محض اس شخص کی بیہودگی ہوگی جو توبہ سے معاف ہو جائے گی جو شخص اشارۃً صراحتاً اپنے پیر کی توہین کرتا ہو تم کو اس سے بالکل بیزار ہو جانا اور ایسی نفرت کرنا چاہئے جیسے زاہد شیطان سے نفرت کرتا ہے' اگر تم کچھ بھی اس کی طرف مائل ہو گئے تو بے غیرت کہلاؤ گے۔

جیسے محبان حضرت علی یزید کے نام سے نفرت کرتے ہیں اس طرح تم کو اپنے

Marfat.com

پیر کے دشمن سے نفرت کرنی لازم ہے۔ تم نے یہ حدیث سنی ہوگی کہ خدا کے لئے محبت کرنی اور بغض کرنا ایمان کی محکم نشانی ہے۔

پیر اگر اپنا پہنا ہوا کپڑا مرید کو عنایت کریں تو اس کو بہت احتیاط سے محفوظ رکھے کبھی عید وغیرہ یا مخصوص ایام میں اس کی زیارت کیا کرے اور اس کو اپنا شفیع جانے' پیر کی نشست گاہ کے ساتھ بھی یہی آداب ملحوظ رکھے جو پیر کے ساتھ لازم ہیں یعنی اس کے اوپر نہ بیٹھے ادب کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا رہے اور اس کی طرف پشت نہ کرے الٹے پاؤں واپس ہو اور سمجھے کہ جیسے پیر وہاں تشریف رکھتے ہیں اگرچہ پیر انتقال ہی کر چکے ہوں کیونکہ پیر کی روح ارواح خاصہ میں سے ہے اور یہ وہ روحیں ہیں جن کو طی مکان حاصل ہوتا ہے۔ ایک ہی وقت قبر میں بھی ہیں اور مجلس میں بھی اور خدا کی حضوری میں بھی [1]

جس مرید نے اپنے قلب کا آئینہ شفاف بنایا ہے اس سے دریافت کرو اور سنو کہ وہ کیا کہتا ہے۔ کتب سلوک میں جو لکھتے ہیں کہ ہر ذکر و شغل میں ربط شیخ کو مضبوط کرے وہ یہی شیخ کے ساتھ دل کا تعلق ہے جس کو ہم بیان کر رہے ہیں۔

پیر کے تمام خلفاء کو ایک ایک نعمت کے ساتھ مخصوص تصور کرو' ایک دریا سے بکثرت نہریں نکلتی ہیں اور سب سے آبپاشی کی جاتی ہے جس زمین میں جو تخم ڈالتے ہیں وہی پیدا ہوتا ہے۔ یہی حالت مریدان و خلفا کی ہے کہ شیخ سے ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض لیتا ہے۔

امور بشریت میں پیر کے اتباع کی ضرورت نہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو نقصان پہنچے مثلاً پیر کی چار بیویاں ہیں تو اب تم کو یہ ضرورت نہیں ہے کہ تم بھی چار ہی کرو مگر جب کہ تم چار کا بوجھ اٹھا سکتے ہو اور تمہاری مشغولی میں فرق نہ آئے' اگر پیر ذخیرہ جمع کرتا ہے تم کو نہ کرنا چاہئے' پیر کی نسبت خیال کرو کہ وہ جو کچھ کرتا ہے بحکم الٰہی کسی مصلحت

---

[1] ارواحوں کے متعلق پورے حالات معلوم کرنے ہوں تو ہماری کتاب "علم روحانی" ملاحظہ فرمایئے۔ اس سے بہتر کتاب آپ کے دیکھنے میں نہ آئی ہو گی۔ نیز "مجموعہ جمل رسائل" میں بھی کافی بیان ہے۔ (سید یٰسین علی نظامی)

Marfat.com

سے کرتا ہے' غرض کہ ہر ایک بات میں پیروی ٹھیک نہیں بہت سوچ سمجھ کر کام کرو۔

پیر کو شجر موسیٰ تصور کرے یعنی جیسے موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے خدا کا کلام سنا تھا یہ شخص شیخ کے کلام کو سمجھے اور اس کو محال نہ خیال کرے کیونکہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ خدا فرماتا ہے' جب بندہ نوافل کے ساتھ میرا تقرب حاصل کرتا ہے تو میرے ساتھ سنتا ہے' میرے ساتھ دیکھتا ہے' میرے ساتھ بولتا ہے۔ (آخر حدیث تک) اس سے زیادہ اور کہاں تک بیان کروں تم سمجھ دار ہو خود سمجھ لو۔

اگر شیخ کوئی بات بیان کریں مولویوں سے اس کی تحقیق نہ کرنا پھر اگر تحقیق کی ضرورت ہوگی تو پیر ہی سے ہو جائے گی' خداوند تعالیٰ فرماتا ہے فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل۔۴۳) یعنی اگر تم کسی بات کو نہ جانتے ہو تو اہل ذکر سے دریافت کرو اہل ذکر کون ہیں یعنی اہل مشاہدہ۔

بعض لوگ پیر کو محض ایک استاد یا معلم سمجھتے ہیں' ہمارے خواجگان کا یہ طریقہ نہیں ہے' ہمارے ہاں مرید عاشق اور پیر معشوق ہے ہم پیر کے برابر بھی کسی کو نہیں سمجھتے' پیر سے بہتر سمجھنا تو اور شے ہے ہم ہرگز نہ کہیں گے کہ جنیدؒ و بایزیدؒ ہمارے پیر سے بڑھ کر تھے ہم نے پیر و پیغمبر اور خدا کو ایک دیکھا اور ایک جانا ہے۔ حضرت اوحد کرمانی کے یہ دو بیت میں نے اپنے شیخ رضی اللہ عنہ کی مبارک زبان سے سنے ہیں۔

گفتم کہ پیمبری تو یا پیر
گفتا کہ دوئی زراہ بر گیر
چوں نیک بدیدم ایں نیکو بود
من و پیرو پیامبر ہر سہ او بود

غرض کہ پیر سے ایسی محبت ہونی چاہئے کہ اپنے زن و فرزند اور جان و مال سے زیادہ اس کو عزیز جانے' اگر مرتے وقت پیر ہی کی یاد میں دم نکلے تو زہے سعادت' پیر خدا کا سفیر اور اس کے خزانے کا امین ہے تم کو جو کچھ ملے گا اسی کے ہاتھ سے ملے گا جو شخص پیر کے فرمان میں تفاوت کرے اس کو نیک بخت نہ تصور کرو۔

Marfat.com

مرید ابتدا میں جو خواب دیکھے پیر کے سامنے عرض کرے اور تعبیر نہ پوچھے اگر پیر خود ہی بیان کریں بہتر ہے ورنہ خود سوال نہ کرے۔ متوسط اور منتہیٰ کے لئے یہ ضرورت نہیں کہ ہر ایک بات پیر سے بیان کرے۔

بعض اوقات مبتدی کو ایسی بات دکھائی دیتی ہے کہ منتہی اس سے محروم ہوتے ہیں اگر یہ ان سے بیان کرے گا تو ان کو غیرت آئے گی اور اس کو نقصان پہنچے گا۔

پیر سے خاص اسرار معلوم کرنے کے در پے نہ ہو نہ پیر کا راز کسی سے بیان کرے اگرچہ خواب میں انبیاء و اولیاء کی زیارت کرے مگر پیر کی زیارت سب سے بہتر جانے اور عقیدہ رکھے کہ تمام پیر حق پر ہیں مگر میرے پیر کا راستہ سب سے نزدیک ہے' پیر کو ساقی سمجھو معرفت کی شراب اس کے ہاتھ سے ملی گی۔

تم نے سنا ہوگا کہ قیامت کے روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ ساقی ہوں گے جب تک لوگ آپ کے ہاتھ سے جام کوثر نوش نہ کریں گے پیاس فرو نہ ہوگی' پیر کو بھی ایسا ہی تصور کرو۔ پیر حضرت علی کا نائب ہے اور نائب منوب کے حکم میں ہوتا ہے۔ اگر مرید پیر کے آگے آگے چلتا ہو تب بھی پیر کے اتباع کو نہ چھوڑے۔ قیامت کے روز مرید چاہے کسی مرتبہ کا ہو پیر کے پیچھے اس کو کھڑا کیا جائے گا اگر مرید بحکم الٰہی یا باجتہاد صادق یا بضرورت دیگر اپنے لئے کوئی روش اختیار کرے تو یہ مستثنیٰ ہے' از روئے شرع شریف کوئی شخص معصوم نہیں ہے۔ عاقبت کا خوف سب کے ساتھ ہے مگر تم یہی عقیدہ رکھو کہ تمہارا شیخ خدا کا مقبول اور واصل ہے' اس اعتقاد سے شریعت میں حرج نہیں اور تم اگر ایسا اعتقاد نہ رکھو گے تو تمہاری توجہ درست نہ ہوگی۔

اگر خواب میں پیر کو یا پیغمبر کو بری حالت میں دیکھو تو اس کو اپنی حالت تصور کرو یا یوں سمجھو کہ دنیا میں کوئی ایسا حادثہ ہونے والا ہے جس کے اندر مخلوق کی یہ حالت ہو جائے گی۔

مرید کو چاہے کہ اپنے پیر ہی کے مریدان و معتقدان کی صحبت اختیار کرے پیر کی خدمت میں جو کچھ خرچ کرے اس کا شکریہ بجالائے اور پیر کا اپنے اوپر احسان سمجھے

Marfat.com

کہ اس کو قبول فرمایا۔

جس مجاہدہ کا پیر حکم دیں اس کو مرید نعمت تصور کرے، اگر پیر خوبصورت ہیں اور مرید ان کے جمال ظاہری پر عاشق ہو جائے تو اس مرید کی یہ بڑی خوش نصیبی اور اس کا راستہ بہت نزدیک ہے۔

محمد حسینی اپنے پیر پر ایسا جلا تھا کہ اگر وہ کیفیت تم سے بیان کرے تو سن نہ سکو گے مرید کا اعتقاد ایسا مستحکم ہونا چاہئے کہ کسی کرامت کے دیکھنے کی ضرورت نہ رہے اپنی ہر ایک بات پیر سے عرض کرے بشرطیکہ پیر کو اتنی فرصت بھی ہو اپنے دل کو پیر کے سپرد کرے اور دل کی خیریت پیر سے چاہے، شادی، مہمانی یا غم کی حالت میں اپنے پیر بھائیوں ہی سے محبت رکھے اگر وہ معمولی اہل حرفہ کیوں نہ ہوں۔ پیر مثل مرضعہ یعنی دودھ پلائی کے ہے، اگر بچہ کو مرضعہ سے جدا رکھیں بچہ ضائع ہو گا جب دودھ چھٹ جائے اس وقت بھی بچہ کو مربی کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ بچہ اپنے نفع و ضرر کو جانتا نہیں نہ موذیات و مہلکات سے بچ سکتا ہے یہاں تک کہ سن تمیز کو پہنچے، جب سن تمیز کو پہنچا تب بھی اس کو اتالیق و معلم کی ضرورت ہے ورنہ آوارہ ہو جائے گا، جب حد بلوغ کو پہنچا تب بھی کسی حکیم و دانا کی ضرورت ہے تا کہ اس کو ناجائز خواہشوں سے باز رکھے، جب جوان ہوتا ہے نئے نئے معاملات سامنے آتے ہیں مگر ناتجربہ کاری سے ان کے بھید کو نہیں جانتا۔

مرد خرد مند ہنرمند را
عمر دو بائست اندر شمار
تا بہ یکے تجربہ آموختی
واں بدگر تجربہ بردے بکار

ایام جوانی سے کہولت تک عمر کا ایک حصہ ہے یعنی تجربہ سیکھنے کا اور کہولت سے شیخوخت تک دوسرا حصہ ہے یعنی اس تجربہ سے کام لینے کا غرض کہ مرید مبتدی شیر خوار بچہ ہے اگر شیخ سے جدا ہو گا ہلاک ہو جائے گا۔ جب عالم غیب کی کچھ کچھ باتیں ظہور

Marfat.com

کریں مثلاً نور و نار یا صورت کا دکھائی دینا یا آواز کا سنائی دینا ظاہر ہو تو اب گویا اس کے دودھ چھٹنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ جب سن تمیز کو پہنچا تو مقام توسط میں آ گیا تلوّن پیدا ہوتا ہے' غرور و سرور کا بھی وقت ہے' غرور سرور سے خالی نہیں ہوتا جب مغرور ہوا راستہ سے دور ہوا جب حد بلوغ کو پہنچا تجلیات شروع ہوئیں مستی و دیوانگی سر میں سمائی ہدایت و گمراہی اس کی طرف سے ہیں۔ نہ معلوم کدھر چلا جائے اور کہنے لگے میں اور تو ایک ہیں' مجھ میں تجھ میں بیگانگی نہیں ہے' پھر جذب ہو کر مزید نعمت سے محروم رہے۔ ہزار ہا عارفان اس جگہ غرقاب ہو گئے ہیں اور ابھر نہ سکے جس خواہش نفس میں مبتلا ہوئے کہنے لگے کہ خدا ہی نے ہم کو حکم دیا ہے اگر ان سے کہا جائے کہ اِنَّ لِکُلِّ مَلِکٍ حِمیٰ و حِمیَ اللّٰہِ مَحَارِمُہٗ یعنی ہر ایک بادشاہ کی ایک محفوظ جگہ ہوتی ہے اور خدا کی محفوظ جگہ اس کے محارم (یعنی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں کہ ان کے قریب نہ جائے) تو یہ لوگ دین سے بیگانہ ہو کر جواب دیتے ہیں کہ حمیٰ میں وہی شخص جاتا ہے جو محارم میں ہو' نعوذ باللہ من ذلک' الغرض ایام شباب میں انسان اپنے آپ کو تجربہ کار سمجھتا ہے۔ مگر بعض چیزیں ایسی پوشیدہ ہوتی ہیں کہ ان کی خبر تک نہیں ہوتی وَیَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ○ (انفال۔۳۰) ترجمہ: ''وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے''۔ کا معاملہ سامنے آتا ہے' ہزار ہا ہو کے اور غلطیاں اس پر ڈالی جاتی ہیں' آئینہ کی پشت کو کب کہا جاتا ہے کہ یہی منہ ہے اسی طرح بڑے بڑے تجربوں کے بعد زمانہ کہولت میں قدم رکھتا اور انقلابات و تحولات سے خلاصی پاتا ہے۔

اگر پیر سے پوچھا جائے تو وہ بھی کہیں گے کہ ہنوز اس کے مکر سے بے خوف نہیں ہوں اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ بدبخت کون ہے تو میں یہی کہوں گا کہ جو پیر کی فرمانبرداری اور صحبت چھوڑ کر اپنی خواہش پر چلے۔

تم جس مقام میں بھی پہنچو پیر کی صحبت ترک نہ کرو۔ یہاں ایسے باریک نکات و لطائف ہیں کہ ہر ایک نظر ان کا احساس نہیں کر سکتی' میں تقریباً سترہ سال اپنے

Marfat.com

شیخ کی صحبت میں رہا اور اپنی نسبت بہت کچھ گمان رکھتا تھا مگر جب وہ گذر گئے تب معلوم ہوا کہ ابھی بہت سے ایسے کام کرنے باقی ہیں جو ان کے سامنے ہی کرنے تھے مگر میں نے جو ایسی پیر پرستی کی تھی کہ جیسی چاہئے تو پیر مجھ سے غائب نہیں ہیں بلکہ ہر وقت میری تربیت کے لئے موجود ہیں' یہ میرا بیان محض علم سے نہیں ہے بلکہ میرا مشاہدہ و معائنہ ہے۔

تم کو معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی کہاں تک تکمیل کی تھی مگر پھر بھی حضور کے بعد ان میں کیا کیا اختلافات پیدا ہوئے اگر یہ ارشاد نہ ہوتا کہ میرے اصحاب کے ذکر کے وقت خاموش ہو جاؤ تو میں کچھ بیان کرتا' یہی معاملہ پیر و مرید کا خیال کرو' جس مرید کے دل میں جاہ و مرتبہ کا خیال پیدا ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو کامل سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ اب پیری مریدی نہیں رہی حالانکہ اس کو ذوق حقائق ہی حاصل نہیں ہوا اور نہ اشکال غیبی کی فریفتگی سے اس کو اتنی فرصت نہ ہوتی کہ وہ اور کسی طرف متوجہ ہوتا اور اپنے مقصود کو چھوڑ بیٹھتا' کیا اس نے یہ بیت نہیں سنی۔

مرا انجا نہ خمار برید و سپار
دگر مرا نعم روزگارم سپاری
نہ پند چند مرادہ برائی مستی را
کہ سیر گردم ازیں زیرکی و ہشیاری

مرید اگر ارشاد و تلقین کی قوت بھی رکھتا ہو تب بھی پیر کے سامنے اس کام سے باز رہے جب تک پیر حکم نہ دیں یا خدا اور رسول کی طرف سے مامور نہ کیا جائے۔ جب پیر حکم دیں اپنی قوت کے موافق دعوت خلق کرے اور توبہ کرائے اور کیونکہ آخر زمانہ میں توبہ کرانا بھی غنیمت ہے۔ مرید ارادت کے بعد جملہ مطالب اپنے پیر ہی سے طلب کرے کیونکہ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اپنے پیر کو چھوڑ کر دوسرے سے طلب کرنا مرتد ہوتا ہے اس لئے اپنے پیر ہی سے طلب کرے اگر دوسرے کے پاس جائے گا وہ اس کی دستگیری نہ کرے گا مفت میں اس کی راہ ماری ہوگی۔ پیر سے کسی ایسی بات کی فرمائش نہ

Marfat.com

کرے جس کی سلوک میں ضرورت نہ ہو نہ اس بات کا منتظر رہے کہ پیر سے کوئی کرامت ظہور میں آئے اس کے کئی سبب ہیں۔ ایک یہ کہ پیر کرامت رکھتا ہے مگر اس کو ظاہر کرنے کا حکم نہیں ہے یا وہ خواہ اس لئے ظاہر نہیں کرتا کہ شہرت ہو کر لوگ اس کا وقت خراب کریں گے یا پیر نے مریدوں کو آزمانے کے لئے کرامت پوشیدہ کر رکھی ہے' کرامت دیکھنے سے جو شخص معتقد ہوا اس کا اعتقاد کامل نہیں ہے' پکے اعتقاد کا وہی مرید ہے جو اپنے پیر کی نسبت کاشفِ حالات ہونے کا یقین رکھے۔

الٰہیات کے ہر ایک معاملہ کا پیر سے ابتدا میں ذکر کرے کیونکہ پیر تجربہ کار ہونے کے سبب ہر ایک اشارہ کو بخوبی سمجھ لے گا۔ لازم ہے کہ مرید اپنے پیر کو اپنے جسم کی جان بلکہ جانِ جان تصور کرے اگر دعا میں غلبہ شوق کے وقت پیر کو مخاطب گردانے تو پھر اس بات سے توبہ و استغفار کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ مغلوب الحال ہے اور مغلوب سے مواخذہ نہیں ہوتا' اس غلبہ کا سبب وہی تعلق ہے جو یہ پیر کے ساتھ رکھتا ہے۔ وہ تعلق اتنا مجبور اور مقہور کر دیتا ہے کہ یہ اپنی خودی میں نہیں رہتا' مرید اپنی حالت ایسی بنائے کہ پیر اس کو واصل و کامل خیال کریں پیر مرد کامل ہے اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں جب پیر کا گمان اس کی طرف نیک ہو گا تو کچھ عجب نہیں کہ یہ نیک ہی ہو جائے بخلاف اس کے اگر پیر اس کی طرف سے بدگمان ہوئے تو بمصداق ظَنُّ الْمُؤمِنِ لَا یُخطِئُی (یعنی مومن کا گمان خطا نہیں کرتا اس کے لئے بہت بڑا اندیشہ ہے) مرید اگر ابدال و اوتاد سے ملاقات کرے ان کی طرف متوجہ نہ ہو اپنے پیر ہی سے کام رکھے' اگر اپنے پیر سے حقائق و معارف کی کوئی بات سنے تو اس کو اپنا اصول نہ بنائے نہ اس میں سے شاخیں نکالے ہاں جو بات پیر اس کو تعلیم کریں اس پر عمل کرے' پیر سے اگر کوئی لغزش ہو جائے اس کو حجت نہ قرار دے اس طرح جو بات پیر بطور حکایت بیان کریں اس کو بھی حجت نہ بنائے' بزرگوں کا قول ہے کہ پیر کی لغزش کو حجت قرار دینا بدبختی کی نشانی ہے۔ اگر پیر نے کسی عورت کا گانا سنا ہے تم کو یہ مناسب نہیں کہ تم بھی سنو' پیر جو کچھ کرتا ہے خدا کے ساتھ کرتا ہے تمہارا وہاں کیا دخل

Marfat.com

ہے۔ اگر پیر نے کوئی حکایت بیان کی اور اس میں کچھ اختلاف ہو تم کو بداعتقادی نہ کرنی چاہئے یہ عالم الٰہیات کے معاملات ہیں تم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے' تمام محقق و عارف اور انبیاء و اولیاء وہاں گم ہیں کسی پر حقیقت کا بھید نہیں کھلا۔ اگر پیر کی نسبت خواب میں کوئی خلاف شرع بات دیکھو تو بداعتقاد نہ ہو جاؤ کیونکہ خدا اپنے دوستوں سے مختلف قسم کے معاملات رکھتا ہے' دیکھو دوست اپنے دوست کو ناسزا اور سخت وست کہتا ہے مگر پھر اس کے برابر کسی اور سے تعلق نہیں رکھتا' بعض دوستانِ خدا شیخ الاسلام اور سیّد القوم کہلاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جن کو جھوٹا دغا باز کہتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ اول الذکر بزرگان و سروران ہیں اور آخر الذکر مقربان و محرمان' دیکھو آدمی کو جو بچہ زیادہ پیارا ہوتا ہے اسی کا نام بگاڑ لیتا ہے' یہی معاملہ خدا اور پیر کا قیاس کرو اور تم کو اس معاملہ کی کیا خبر۔

حضرت ابراہیم خواص ؒ اور حضرت یوسف حسین ؒ کی حکایت تم نے سنی ہو گی' کہتے ہیں کہ ابراہیم خواص یوسف حسین ؒ کے مرید تھے ایک دفعہ خواب میں دیدار پروردگار سے مشرف ہوئے اور آواز آئی کہ یوسف حسین سے کہہ دینا کہ وہ مردود حضرت ہے۔ زیادہ رنج اور مشقت نہ اٹھایا کرے۔ ابراہیم خواص ؒ اس خواب سے بہت پریشان ہوئے اتنی جرأت نہ ہوئی جو پیر کی خدمت میں ایسے کلمات عرض کرتے' دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی خواب دیکھا ناچار پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے پیر نے ان کی صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابراہیم ؒ کچھ یاد ہے۔ انہوں نے فارسی کی ایک غزل پڑھنی شروع کر دی یوسف حسین ؒ پر اس قدر وجد و ذوق طاری ہوا کہ خون کے آنسو آنکھوں سے جاری ہو گئے بعدازاں جب ہوش میں آئے تو فرمایا اے ابراہیم ؒ لوگوں نے ہر چند آیاتِ قرآنی سنائیں مگر جو اثر تمہاری غزل سے پیدا ہوا ان سے پیدا نہ ہوا تم نے دیکھا کہ اس نے ہمارے ساتھ کیا کر رکھا ہے' اب اگر لوگ ہم کو زندیق' ملحد' اباحتی اور بے دین کہیں تو کہہ سکتے ہیں' کیونکہ خدا خود کہتا ہے کہ یوسف مردود حضرت ہے۔ ابراہیم ؒ پیر کا یہ کلام سنتے ہی آپے سے باہر ہو گئے اور سیدھا جنگل کا راستہ لیا وہاں حضرت خضر علیہ السلام ان کے سامنے آئے اور کہا اے ابراہیم ؒ خبردار یوسف ؒ کی طرف

Marfat.com

سے بد اعتقاد نہ ہو نا وہ زخم خوردہ عزت ہے۔

حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کی حکایت بھی تم نے سنی ہو گی کہ جب آپ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لیتے تو شیخ الاسلام بہاؤ الدینؒ کہتے اور وہ جب ان کا نام لیتے تو شیخ فرید الدینؒ کہتے کسی نے حضرت سے اس کا سبب دریافت کیا فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ میں شیخ الاسلام بہاؤ الدینؒ لکھا دیکھا ہے اور ارشاد ہے لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ۔ یعنی اگر تو دوسرے کو شریک کرے گا تیرے عمل ضبط ہو جائیں گے' علماء کی باتوں پر ان باتوں کو قیاس کرنا نہ چاہئے بعض علماء کہتے ہیں جو شخص یہ کہے کہ میں نے دنیا میں خدا کو دیکھا ہے وہ کافر ہے۔

خدمت شیخ کے آداب

پیر کی خدمت جان و دل اور ہاتھ پیر سے بجا لائے اور شکر کرے کہ پیر ہی کی عنایت سے اس خدمت کی مجھ کو توفیق ہوئی ہے۔ ہر وقت پیر کے لئے درازی عمر اور قرب خداوندی کی دعا کیا کرے اگرچہ اس غریب کی دعا سے کیا ہوتا ہے مگر اس بات میں اس کے خلوص و محبت کا اظہار ہے کہ جو کچھ اس سے ہو سکتا ہے' کرتا ہے اگر پیر وصال فرما چکے ہیں ایصال ثواب سے ان کی روح کو خوش کرے اور ہر وقت پیر پیر زبان سے جاری رکھے۔

ایک مرید سے کسی شخص نے سوال کیا کہ کیا تم پیر کو انبیاء کے برابر سمجھتے ہو اس نے کہا عقیدہ تو جو کچھ ہے وہی ہے۔ مگر میں بزرگوں میں تفرقہ نہیں کر سکتا حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان [1] اَلشَّيْخُ فِيْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِيْ اُمَّتِهٖ میں اسی بات کا اشارہ فرمایا ہے۔ اور حدیث [2] عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اور حدیث [3] وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ نَظِيْرٌ فِيْ اُمَّتِيْ کا یہی مضمون ہے۔

---

[1] یعنی پیر اپنے مریدوں میں ایسے ہے جیسے نبی اپنی امت میں۔

[2] یعنی میری امت کے عالم بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں۔ [3] یعنی پہلے انبیاء میں سے ہر ایک نبی کی نظیر میری امت میں موجود ہے۔

Marfat.com

علماء امت کی یہ فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے ہے جیسے کہ درود میں آل کا ذکر بالتبع ہے۔ دیکھو جب کسی بڑے شخص کی دعوت کی جاتی ہے اور ان کے ساتھ دو چار آدمی خادم و غلام آتے ہیں تو ان کی بھی مدارات ہوتی ہے اور آب و طعام و خوشبو وغیرہ میں شریک کئے جاتے ہیں حالانکہ خاص ان کو اس دعوت میں بلایا نہیں گیا تھا مگر یہ لوگ اپنے آقا کے سبب سے اس نعمت کے مستحق ہوئے تو دراصل یہ ان کے آقا ہی کی فضیلت ہے نہ کہ ان کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو چیز خدا نے میرے سینہ میں ڈالی وہ میں نے ابوبکرؓ کے سینہ میں ڈال دی پس اگر ابوبکرؓ یہ کہیں کہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ کسی کو نہیں دیا گیا تو کہہ سکتے ہیں اور [1] آیہ وَاَنفُسَنَا وَاَنفُسَکُمْ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہے یعنی حضرت علیؓ نفس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر یہ سب فضائل بالتبع ہیں نہ بالاصل، اگر تم نیک بخت آدمی ہو تو ہمارے اس بیان کے موافق اپنے پیر سے اعتقاد رکھو گے۔

کہتے ہیں کہ طالب مرید اور حق تعالیٰ مراد ہے اگر حقیقت میں دیکھو تو دونوں ہی مرید و مراد ہیں کیونکہ اگر طالب حق کی مراد نہ ہوتا مرید بھی نہ ہوتا اور جب یہ مرید نہ ہوتا تو حق اس کی مراد نہ ہوتا ان دونوں میں ایسی نسبت ہے جو ایک کو دوسرے کی طرف کشش کرتی ہے غرض کہ مرید پر سب سے پہلے دو فرض ہیں۔ اول پیر کی تلاش دوئم اس کے حکم کی پیروی، اگر مرید ایک بار یہ کہہ دے کہ میں پیر کا مرید نہیں ہوں تو وہ ارادت سے خارج ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے بعد کتنا ہی اعتقاد کیوں نہ ظاہر کرے کیونکہ ارادت مرید کی صفت ہے نہ پیر کی، اس بات سے معلوم ہوا کہ پیر مراد ہے لہٰذا مرید پیر کے سامنے فضول باتیں نہ کیا کرے نہ کسی کی عیب جوئی اور گلہ کرے اگرچہ اس پر کتنا ہی ظلم کیا جاتا ہو پیر سے بیان نہ کرے کہ پیر کو رنج و غصہ لاحق نہ ہو اپنے عیوب بھی پیر کے سامنے بیان نہ کرے، مرید ایک لباس کا پابند نہ رہے جیسا وقت پر میسر ہو پہن لے کبھی

---

[1] اس کی تفصیل آیت مباہلہ سے متعلق ہے۔

Marfat.com

اپنے کپڑے فقیر کو بھی دیا کرے یا سماع میں قوال کو دے دے اگر سر پر ٹوپی اور کاندھے پر کمبل ہے تو اسی پر قناعت کرے یہ جو کہتے ہیں کہ مرید لباس میں پیر کی مشابہت اختیار کرے یہ بھی اچھی بات ہے مگر ہم نے جو بیان کیا ہے یہ شہبازوں کا طریقہ ہے اور دوسرا طریقہ رسم پرستوں کا ہے اگرچہ پیر کی رسم پرستی بھی ایک بڑی بات ہے مزید نعمت کی باعث ہے مگر ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف رغبت کرنا بھی پیر ہی کی رسم ہے اور اس کو عیب نہیں کہتے۔

داد و ستد اور امور معیشت و معاشرت میں پیر کا اتباع درست نہیں ہوتا کیونکہ یہ ساری باتیں بشریت سے متعلق ہیں اور ہر شخص اپنی بشریت کے تقاضہ سے وہ روش اختیار کرتا ہے جو دوسرے کے لئے موزوں نہیں ہوتی ان ہی امور بشریہ میں حضرت شیخ فرید الدینؒ کی روش سے حضرت خواجہ نظام الدینؒ کی روش جداگانہ تھی' اسی طرح حضرت خواجہ نظام الدینؒ کی روش سے حضرت خواجہ نصیر الدینؒ کی روش علیحدہ تھی پھر حضرت خواجہ کے مریدان میں سے بعض لوگوں نے نہایت سخت اور بعض نے سہل روش اپنے محل و موقعہ یا طبیعت کے لحاظ سے اختیار کی تھی' عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ اَلشَّیۡخُ صُوۡرَۃٌ یُسۡتَکۡشَفُ مِنۡھَا الۡمُطَالَبَاتُ الۡاِلٰھِیَّۃُ یہ ایک جملہ بہت معانی رکھتا ہے۔ یعنی تم کو جو کچھ خدا سے طلب کرنا ہے وہ شیخ سے طلب کرو اور جو الٰہیت تم چاہتے ہو وہ شیخ کی صورت سے تم کو نصیب ہو گی' نیز جن باتوں کے تم خدا سے طالب و منتظر ہو مثلاً لطف و کرم قہر و غضب' جلال و جمال' ردّ و قبول' ان سب کو شیخ ہی کی طرف سے سمجھو اس فقرہ کے پورے اسرار بیان کیے جائیں تو بہت طول ہو جائے گا۔ مرید پیر کو چھوڑ کر خانہ کعبہ نہ جائے مگر جب کہ پیر خود کسی مصلحت سے اس کو بھیج دیں' اگر تمہارے پیر محقق و عارف ہیں اور تم نے ان سے اجازت چاہی تو وہ اجازت تو دے دیں گے مگر دل میں یہ کہیں گے کہ افسوس اس احمق نے ہم کو نہ پہچانا۔ اگر مرید ابدال ہو جائے تو پیر سے اس کی حکایت نہ کرے نہ ان کی خدمت میں اس صفت کے ساتھ حاضر ہو ویسے ہی معمول کی طرح آیا جایا کرے' اگر پیر عارف ہیں مرید کو ہر وقت ان کی ضرورت رہے گی

Marfat.com

ابدالیت کی طیر و سیر سے کیا کام چل سکتا ہے۔ اگر ابدال کسی شیخ کا مرید ہونے آئے تو شیخ اس کو یہ نصیحت ضرور کریں کہ بری صورت میں کسی کے سامنے ظاہر نہ ہو اور اگر ظاہر ہو اور لوگ اس کے ساتھ بری طرح پیش آئیں تو ان سے انتقام لے۔

اگر مرید اپنے دل میں کوئی مطلب رکھتا ہے جس کی پیر کو خبر نہیں اور پیر نے مرید کو حکم دیا مرید اس کو بجالائے اور اپنے مطلب کا خیال رکھے' مجھ کو امید ہے کہ اسی صورت سے یہ کامیاب ہوگا یہ جو کہتے ہیں کہ عاشق کو معشوق کا مذہب اختیار کرنا چاہئے یہ قول دیوانوں کا ہے جن سے ہم غرض نہیں رکھتے' جب تک مرید پیر کی طرف پورے طور سے متوجہ نہ ہو پیر کے مشرب کا اس کو مزہ حاصل نہیں ہوتا۔ ایک مرید نماز و اذکار میں مشغول ہے اور دوسرا تصور شیخ میں تو یہی افضل ہے کیونکہ اس نے اصل کار کو اختیار کیا ہے۔

اگر پیر مرد یا عورت پر مبتلا ہو جائیں مرید بد اعتقاد ہو بلکہ یوں سمجھے کہ پیر نے اس کے چہرہ پر سرّ خداوندی دیکھا ہے' اس کا مبتلا ہو گیا نہ کہ مرد و عورت کا' بعض اوقات عالم اقدس میں ایک صورت نظر آتی ہے پھر ویسی ہی صورت دنیا میں دکھائی دیتی ہے۔ دیکھنے والا اس کا مبتلا ہو جاتا ہے اب دراصل یہ اس دیناوی صورت کا مبتلا نہیں ہے اسی صورت قدسی کا مبتلا ہے' مگر میں کہتا ہوں اگر اس پیر کو توفیق دی جاتی تو یہ قدسی سے اقدس کی طرف ترقی کرتا' ان باتوں میں پیر کا اتباع کرنا درست نہیں ورنہ شہوت و ہوا کے جال میں پھنس کر برباد ہو جائے گا نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا الحِرْمَانِ اگر اتفاقاً مرید ایسی خرابات میں پڑ جائے پیر اس کو باز رکھنے کی کوشش کرے نہ کہ اس کو بہ نظر استحسان دیکھے مرید کو امرد کی صحبت سے بہت پرہیز کرنا لازم ہے خصوصاً جو امرد خوبصورت و خوش گلو ہو۔ جس مجلس میں ایسا امرد ہو وہاں نہ جائے اگر چلا گیا تو واپس آئے اگر مجبوراً نہ آسکے تو اپنی نظر جھکائے بیٹھا رہے۔ جو شخص درو دیوار شجر و حجر اور امرد و شیخ کو ایک نظر دیکھتا ہو اس کی نسبت ہمارا کلام نہیں ہے (اور جب وہ ایسا ہے تو اس کو خاص امرد کی طرف رغبت بھی ہوگی)

Marfat.com

اگر مرید اپنے پیر کی حیات میں یا ان کی وفات کے بعد کسی دوسرے بزرگ سے ملاقات کرے اور ان کا کشف و کرامات دیکھے تو اپنے پیر سے بدعقیدہ نہ ہو کیا خبر ہے کہ اس کے پیر زیادہ کشف و کرامت رکھتے ہوں اور اس کو ظاہر نہ کیا ہو اگر کسی بزرگ سے کچھ حاصل ہو یا خانہ کعبہ میں کشود کار ہو تو اپنے پیر ہی کے طفیل سمجھے۔

مرید کو ہر حالت میں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ پیر پر اس کا بار نہ پڑے جہاں تک ہو سکے یہ خود پیر کا بوجھ بٹائے اور سمجھے کہ پیر جیسے دین کے معاملات میں اس کا محتاج نہیں اور اسی طرح سے دنیا کے معاملات میں بھی اس کا محتاج نہیں ہے۔ اگر مرید خوشحال اور پیر تنگدست ہے تو مرید اپنی خوشحالی کو پیر کی بخشش تصور کرے۔

مرید کواکب و جنات کی تسخیر کا ارادہ نہ کرے نہ ان کا اعتقاد رکھے یہ سب دینادی جھگڑے ہیں اور مرید نے دنیا کو رخصت کر دیا ہے سَبَقَ الْمُفرِدُوْنَ کا مصداق بنا رہے نیز مرید امامت و پیشوائی نہ کرے، ہر روز گوشت حلوا اور مزیدار چیزیں نہ کھائے مجالس و محافل میں اپنی طرف سے اپنی نشست کے لئے کوئی جگہ مقرر نہ کرے راستہ چلتے ادھر ادھر نہ دیکھتا جائے اگر کوئی بات خلاف شرع دیکھے دل سے اس کو ناپسند کرے وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الا یمَانِ اس کے معنی یہ ہیں کہ ذٰلِکَ الاِیْمَانُ اَضْعَفِ عِبَادِ اللّٰہِ یعنی یہ ایمان خدا کے ضعیف ترین بندوں کا ایمان ہے پھر مرید سے زیادہ ضعیف و مسکین کون ہو سکتا ہے۔ مرید ہرگز اس ذکر و شغل کو آشکار نہ کرے جس کو پیر پوشیدہ رکھتے ہیں نہ پیر سے کسی راز کو دریافت کرے کیونکہ اگر اس کا دریافت کرنا ان کے منشا کے موافق ہوا تب تو خیر ورنہ اس پر سخت بلا نازل ہوگی۔

پیر جو کچھ حکم کرے مرید اس کو فوراً بجالائے اگرچہ وہ حکم محالات سے بھی ہو تب بھی اس کے پورا کرنے کی کوشش کرے مثلاً پیر کہیں کہ اونٹ کے ہاتھ پیر باندھ کر چھت پر لے آؤ تو مرید اس کے بجالانے کی کوشش کرے۔

اگر مرید کسی ایسی مجلس میں حاضر ہو جہاں خواجہ خضر اور ابدال و اوتاد وغیرہ اولیاء اور اس کے پیر بھی تشریف رکھتے ہوں تو یہ اپنے پیر ہی سے غرض رکھے اور کسی کی

Marfat.com

طرف متوجہ نہ ہو' اگر مرید خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیر کی صورت میں دیکھے تو سمجھے کہ پیر کا اتباع بالکل حضور ہی کا اتباع ہے اور گویا حضور نے اس کو یہ اشارہ فرمایا ہے کہ تیرا پیر میری جگہ ہے مجھ میں اور اس میں بیگانگی نہیں ہے۔ اگر اپنے پیر کو خواب میں دیکھ کر یہ خیال کیا کہ یہ خدا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے پیر خدا کا مظہر ہے خدا کی اس پر تجلی ہے اور بہت سے کام خدا نے اس کے سپرد کیے ہیں۔ اِفْعَلْ مَا شِئْتَ یعنی جو چاہے کر۔ ایسے ہی شخص کو متخلق باخلاق اللہ کہتے ہیں' بعض لوگ اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ نیک و بد جو چاہو کرو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ محققوں کا یہ قول نہیں ہے۔

اگر خواب میں کوئی بات دیکھے پھر اسی طرح ظاہر ہو تو اس کو کرامت نہ سمجھے کیونکہ عوام الناس کے ساتھ بھی ایسا ہو جاتا ہے' اسی طرح اگر کوئی خطرہ دل میں آیا اور اس کے موافق ظہور ہوا تو یہ بھی کرامت نہیں ہے۔

مرید کو ایسی حلال روزی کھانی چاہیے جس میں کسی کا حق نہ ہو۔

مرید کو یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اس کے پیر اور تمام پیران سلسلہ مامون العاقبت ہیں کیونکہ اگر اس کا یہ عقیدہ نہ ہوگا تو یہ ان سے کچھ بھی فیض نہیں لے سکتا۔ تمام بزرگان سلف و خلف کا اتفاق ہے کہ پیر ایک ایسے مقام میں پہنچتا ہے جہاں وہ مامونُ العاقبت ہو جاتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو مریدوں کے شجرے لکھوانے اور خلفا کی سندیں حاصل کرنی فضول ہوتیں' حضرت ذوالنون مصریؒ کا قول بھی اسی کا شاہد ہے۔ مَا رَجَعَ مَنْ رَجَعَ الا عَنِ الطَّرِیْقِ و مَنْ وَصَلَ لَا یَرْجِعُ (یعنی جو الٹا پھرتا ہے تو وہ راستہ ہی سے الٹا پھرتا ہے اور جو پہنچ گیا وہ الٹا نہیں پھرتا) میں بھی یہی کہتا ہوں کہ جب بندہ پر طریق الہیت سے حقیقت کھل جاتی ہے تب وہ ایک ایسے مقام میں پہنچتا ہے کہ وہاں تنزل کی گنجائش نہیں رہتی' اس کا حافظہ نہایت درست ہو جاتا ہے اور اب وہ ایک ایسا شخص ہو گیا ہے کہ اعلیٰ و اسفل سب اس کے نزدیک یکساں ہیں' اس مسئلہ میں صوفیا اور علماء ظواہر کے اندر بڑا اختلاف ہے۔

مرید اپنے پیر سے جنیدؒ و بایزیدؒ کو بھی بہتر نہ جانے' اگر اپنے پیر پر کسی اور

Marfat.com

شخص کی فضیلت ظاہر و ثابت بھی ہو جائے تب بھی اپنا ہاتھ پیر کے دامن سے نہ ہٹائے باپ ہی اپنے بچہ کی پرورش کرتا ہے' غیر کیسا ہی رحیم و شفیق ہو تمہاری پرورش نہ کرے گا تمہاری پرورش تمہارے پیر ہی پر فرض ہے کیونکہ اس کی تم اولاد معنوی ہو' مرید اگر جن اور دیو پری کی جھاڑا پھونکی جانتا ہو تو وہ ہرگز ایسی لغویات میں مشغول نہ ہو' نہ دریا کا سفر کرے کیونکہ جہاز و کشتی میں بیٹھنے سے اس کا وقت خراب ہو گا۔

جو چیز پیر کی منظور نظر ہو مرید اس پر نظر نہ ڈالے' پیر کی بیویوں' لونڈیوں کو اپنی ماں سمجھے جیسا کہ صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے متعلق حکم تھا۔ جب تک مرید پیر کی صحبت سے کچھ فیض یاب نہ ہو علیحدگی اختیار نہ کرے ورنہ اس کے عقیدے میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اگر مرید کو علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو یا پیر اس کو حکم دیں تو فقہ حدیث و تفسیر کا علم حاصل کرے' معقولات وغیرہ میں اپنا وقت ضائع نہ کرے۔

پیر کی حیات میں سجادہ پر نہ بیٹھے نہ خادم وغیرہ سے پیروں کی طرح کام لے ہر ایک بات میں پیر کی روش نگاہ میں رکھے' سماع میں پیروں کی طرح مجلس کا چکر لگانا پھر اپنی جگہ آ جانا مرید کو زیب نہیں اس کے لئے یہی بہتر ہے کہ خانقاہ کے ایک گوشہ میں بفراغت ذکر الٰہی کیا کرے' پیر کے روبرو جب حاضر ہو تو مشائخوں کا لباس پہن کر نہ آئے نہ ایسے کپڑے پہنے جو زمین پر لٹکتے رہیں کیونکہ ان باتوں سے اس کا پیر اگر سچا پیر ہے تو ضرور اس کے دل میں اس کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے گی نیز کسی خاص بات میں پیر کی پیروی نہ کرے کیونکہ پیر کو خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے مرید کو اس کی کیا خبر ہے۔ پیر کے خادم و سقہ و جاروب کش تک کی رعایت مدنظر رکھے' مرید کی یہ خواہش نہ ہو کہ پیر کی حضور کے سوا کہیں اس کی تعریف کی جائے نہ اس کو اس بات کا ڈر ہو کہ پیر کی حضور کے سوا کہیں اس کی مذمت کی جائے۔

اگر مرید خوبصورت و خوش ادا نہیں ہے تو بہت بہتر ہے اس کے حال میں تشویش نہ ہو گی حضرت یوسف و زلیخا کا قصہ تم نے سنا ہو گا۔ جب پیر مرید کو خلافت و

Marfat.com

اجازت عنایت کر دیں تو فوراً ہی مرید نہ کرنے لگے نہ اپنے آپ کو شیخ سمجھے اگر کسی کو مرید بھی کرے تو یہ سمجھ کر کہ یہ کام عاریتاً میرے سپرد کیا گیا ہے مجھ کو پیر کے فرمان پر عمل کرنا ضروری ہے' پھر اگر اس کام سے پیر کی رضامندی معلوم ہو تو آگے چلائے۔

آداب مجلس وغیرہ

مرید جب کسی مجلس میں جائے جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے اگر پیچھے بیٹھے اور لوگ اس کو صدر جگہ بٹھائیں تو زیادہ انکار نہ کرے جہاں بٹھائیں بیٹھ جائے کیونکہ اصرار میں بھی ایک طرح کی خودنمائی ہے۔ اگر مجلس میں دو وقت متواتر کھانا ملے وہاں نہ جائے فاقہ کو غنیمت سمجھے کیونکہ فاقہ میں نفس کی شکستگی زیادہ ہے۔ ایسی بات نہ کہے جس سے کسی کو رنج پہنچے نہ سخن چینی کرے' اگر کسی سے دوستی ہے تو اس کی دوستی کا حق ادا کرے یعنی اس کو اس کے دشمن سے مطلع کر دے' اہل دل کے معاملہ پر عمل کرے یعنی ٹیڑھے دلوں کے سیدھا کرنے کی کوشش کرے۔

مزارِ شیخ کی زیارت کے آداب

اگر مزار شیخ کے گرد چند چکر لگائے تو یہ شیخ کے قلب کی حرمت و تعظیم ہے۔ جو خدا کا عرش کہلاتا ہے اور کتب فقہ میں بھی اس کی نسبت ایک روایت موجود ہے۔ پھول لے جا کر مزار پر رکھے کیونکہ ارواح خوشبو سے بہت خوش ہوتی ہیں' مزار کے آگے زیادہ نہ بیٹھے صرف اتنی دیر ٹھہرنا چاہئے جتنی دیر میں سورۂ یٰسین پڑھتے ہیں' زیادہ دیر ٹھہرنے میں یہ اندیشہ ہے کہ ادھر ادھر نظر پڑنے سے مزار شریف کی بے حرمتی ہوگی جتنی دیر بیٹھے یا تو مزار کو تکتا رہے یا آنکھیں بند کر کے شیخ کا تصور کرے' اگر عبادت میں مشغول ہوگا تو پیر بہت خوش ہوں گے' مزار شیخ کے سامنے کسی شخص کی تعظیم نہ کرے مگر اس شخص کی جس کی شیخ اپنی حیات میں تعظیم کرتے تھے نیز پیر کی حیات میں بھی ان کے سامنے ایسا

Marfat.com

ہی کرنا چاہئے۔ پیر کے مکان یا مزار کی سمت کی بھی حرمت ملحوظ رکھے نہ ادھر پاؤں کرے نہ تھوکے، نہ بغیر وضو کے پیر کا جوتا یا کپڑا ہاتھ میں لے، اگر اس کے پاس رکھا ہو تو کبھی کبھی اس کی زیارت کر کے آنکھوں پر ملا کرے۔

پیر کے جانشین کے آداب

جب پیر گذر جائیں اور ان کے خلیفہ جانشین ہوں تو ان کی خدمت و اطاعت بجا لائے اگر وہ اپنی توجہ کا حکم دیں اس کو اختیار کرے کیونکہ یہ پیر سے روگردانی نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ بات ہے کہ پہلی صف سے دوسری صف میں آ گیا مگر دراصل یہ توجہ بھی پیر ہی کی طرف ہے۔ اگر اسی خاندان کے دوسرے پیر موجود ہوں ان کے پاس چلا جائے تو کچھ حرج نہیں اگر یہ دوسرے شیخ کوئی ایسی نئی چیز بتائیں جو اس کے شیخ نے نہ بتائی تھی فوراً اس کو شروع کر دے اور اگر ایسی چیز بتائیں جو اس کے پیر کی تعلیم کے خلاف ہے تو اس میں تامل کرے، ایسے وقت طالب بڑی مشکل میں پھنس جاتا ہے، نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔

شہرت اور پوشیدگی

صوفی ہرگز یہ خیال نہ کرے کہ اس کی شہرت ہو یا وہ پوشیدہ رہے کیونکہ شہرت کا طالب کافر ہے اور جو شخص شہرت کے خوف سے عبادت ترک کرے وہ منافق ہے۔ اگر ذکر و مراقبہ کی طرف بے حد رغبت ہو تو اتنا مشغول نہ ہونا چاہئے کہ مقررہ اوراد و وظائف ناغہ ہو جائیں اور نہ ذکر و مراقبہ میں کسی روز ناغہ کرنا چاہئے۔ نماز اور ذکر میں مراقبہ کا لحاظ رکھے، بزرگان کا یہی طریقہ ہے کہ کھانے پینے اور بات چیت کرنے میں مراقب رہتے ہیں۔

Marfat.com

سالکان طریقت کے لئے ضروری ہدایات

یہ عقیدہ نہ رکھو کہ شریعت، طریقت اور حقیقت ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ دیکھو بادام کے اندر تین چیزیں ہیں، پوست، مغز اور روغن، تینوں ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ ایک دوسرے کا خلاصہ ہیں۔ یعنی پوست کا خلاصہ مغز ہے اور مغز کا خلاصہ روغن اسی طرح شریعت کا خلاصہ طریقت اور طریقت کا خلاصہ حقیقت ہے۔

جب تک پیر زندہ ہیں مرید کسی دوسرے شیخ کی طرف متوجہ نہ ہو، نہ اپنے پیر کو معصوم سمجھے اور نہ پیر سے کوئی ایسی بات دیکھ کر جو بظاہر خلاف شرع ہو بداعتقادی کرے کیونکہ پیر سے لغزش ہوئی تو درجہ ولایت سے نہیں گرا۔ انبیاء سے بھی لغزش ہوئی ہیں مگر درجہ نبوت سے نہیں گرے، لغزش کے بعد ولی توبہ کرنے سے اپنی ولایت پر قائم رہتا ہے۔ مرید اپنے آپ کو حقیر و ذلیل سمجھنے کی کوشش کرے ہرگز اپنے آپ کو ذی عزت نہ خیال کرے اگر پیر عزت دے عزت اختیار کرے اگر ذلت دے ذلیل رہے، اگر مرید مشہور ہو جائے یہ نہ سمجھے کہ میں کچھ ہو گیا بلکہ خدا سے خفیہ ایسا معاملہ کرے جو اس شہرت کا کفارہ ہو، شہرت کو اپنی شوئ اعمال تصور کرے اور خدا کی طرف سے امتحان سمجھے۔ اگر اس کا نفس شہرت کے ساتھ مطمئن ہو گیا تو بس آئندہ ترقی سے محروم رہا۔ ہر شخص کا رزق اور عمر مقرر ہے مگر ہاں کسی کا رزق کسی کی نسبت زیادہ فراخ اور کشادہ ہوتا ہے۔ شہرت میں ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ مطلوب کی طرف سے کہیں یہ جواب نہ مل جائے کہ تُو نے اگر ہمارے لئے محنت و مشقت اٹھائی تو کیا ہوا ہم نے بھی تو اپنے بندوں کو تیری طرف متوجہ کر دیا تھا جو تیری تعظیم و تکریم کرتے اور تجھ کو نذرانے دیتے تھے، کہتے ہیں اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبۡدًا اَمَالَ اِلَیۡہِ الۡخَلۡقَ جب خداوند تعالٰی کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو مخلوق کو اس کی طرف جھکا دیتا ہے، محبت کا پہلا امتحان یہی ہے کہ مخلوق اس کی طرف مائل ہو۔

راحت اور مرتبہ و منزلت کی تمنا نہ کرنی چاہیے، اہل دنیا کی محبت سے پرہیز

Marfat.com

کرے اگرچہ وہ اپنے اقربا ہی کیوں نہ ہوں' فقیری اختیار کرے مگر عزت کے ساتھ' کسی کے سامنے سر نہ جھکائے اور اپنے فقر و فاقہ پر شکر کرے۔ اگر کوئی شخص امیر اور ذی عزت ہو تو مسلمانوں کی موافقت کے سبب سے یہ بھی اس کی عزت کرے نہ کہ اس کی امارت کی وجہ سے' اگر لوگ اس کے پاس آئیں اور نصیحت چاہیں تو حتی الامکان پرہیز کرے ورنہ دو چار باتیں ایسی کہہ دے جو نصائح کی جامع ہوں۔

اگر پیر کسی امر نامشروع کا حکم دیں تو اس طرح اس کام سے پرہیز کرے کہ پیر کو خبر نہ ہو اور وہ یہ نہ سمجھیں کہ مجھ سے بداعتقاد ہو گیا' اگر پیر کو ایسا کام کرتے دیکھو تو اس کو اسی کے حوالہ کرو اور اس کی ذلت و اہانت کے پیچھے نہ پڑو۔

اگر مرید پیر کو شراب نوشی کرتے دیکھے اور یہ سمجھے کہ میرے پیر کا یہ فعل نہیں ہے یا یہ شراب' شراب نہیں ہے تو یہ اس کے کمال اعتقاد کی دلیل ہے۔

ایک دوست اپنی حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں شہر کے باہر پھر رہا تھا دیکھا کہ ایک گڑھے میں ایک شخص جذامی بیٹھا کھچڑی پکا رہا ہے' ہاتھوں کی انگلیاں جھڑ گئی ہیں بدن سے لہو بہہ رہا ہے اور نہایت ہی بری حالت ہے۔ ایک برتن میں دہی اور ایک میں روغن بھی پاس رکھا ہے' مجھ کو دیکھتے ہی کہنے لگا کہ میں ایک مدت سے یہ تمنا رکھتا تھا کہ کسی کے ساتھ کھانا کھاؤں تم ایک مرد صوفی اور عارف معلوم ہوتے ہو ضرور میرے ساتھ یہ دہی اور کھچڑی کھاؤ گے' کہتے ہیں میں اس دعوت کا پیغام سنتے ہی وہاں سے بھاگا' جذامی نے آواز دی کہ بھاگتا کیوں ہے۔ ذرا پیچھے مڑ کر تو دیکھو اب جو میں نے دیکھا تو وہ ایک نہایت حسین خوبصورت نوجوان نہایت ہی قیمتی لباس پہنے بیٹھا ہے۔ پھر میں بڑی رغبت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو مرد ظاہر بین ہے اور تو کسی لائق نہیں' میں نے کچھ بات کرنی چاہی کہ وہ نظر سے غائب ہو گیا۔

ایسے واقعات بہت کم ہوتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا فرمان وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (النساء۔۱۵۵) ترجمہ: ''اور انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی

Marfat.com

دی بلکہ ان کے لئے ان کی شبیہہ کا بنا دیا گیا۔'' اسی قبیل سے ہے۔ جو شیخ اس قسم کے تماشے دکھائیں شیخی کے قابل نہیں ہیں۔ مرشدوں سے ایسی باتیں سرزد نہیں ہوتیں وہ تو صرف وہی کام اختیار کرتے ہیں جو خلائق کے لئے نافع اور سود مند ہوں جس کو محروم رکھنا ہوتا ہے' اس کے ساتھ شعبدہ بازی کرتے ہیں اور جس کو ہدایت کرنی مقصود ہو اس کے پیشوا بنتے ہیں۔

مرید کو زیادہ علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے' نماز روزہ اور معاملات کے مسائل سے واقف ہو' اگر عربی زبان پر عبور حاصل کرے تو بہت بہتر ہے' چند روز سلوک کے مسائل بھی ضرور مطالعہ کرے (جیسے کہ اس کتاب اور کتاب حکمۃ الاشراق حصہ دوئم و سوئم میں مذکور ہیں) سلوک میں دو باتیں ہیں ایک تو خاص علم سلوک اور اس کے لوازمات دوسرے بزرگان سلف کے حالات و حکایات اور اخبار و سیر کا معلوم کرنا' اول الذکر سے راستہ کے حالات معلوم ہو کر طالب اس پر چل نکلتا ہے' اور آخر الذکر سے عالی ہمتی پیدا ہو کر راستہ کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں مگر بغیر مشقت و مجاہدہ کے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ ذکر وغیرہ ایک ہی کام میں تمام وقت کرچ نہ کرے بلکہ مختلف کام نماز' روزہ اور تلاوت اور درود خوانی وغیرہ کرے' ہر دروازے پر ٹکریں مارے نہ معلوم کون سا دروازہ اس کے لئے جلد کھل جائے' اس کام کے اندر مسکینی خوش خلقی اور حق کی رعایت کرنا بہت ضروری ہے۔

کتابوں کی تصنیف اور شعر و غزل میں وقت ضائع نہ کرے ہر وقت اپنے مقصود کو پیش نظر رکھے سب سے بڑا کام حضور قلب ہے مگر اس کے ساتھ ہی نیکی کے کسی پہلو کو فرو گذاشت نہ ہونے دے' اگرچہ ہر کام میں حضور قلب اس کام کے انداز سے ہوتا ہے اگر اتنی قوت نہ رکھتا ہو تو شیخ کے تصور ہی کو غنیمت سمجھے' راہ گذر اور شارع عام میں نہ بیٹھا کرے نہ ایسے لوگوں سے گفتگو کرے جو دین سے بے خبر ہیں۔ اگر پیر میں مذہب سے انحراف کا احساس کرے تو خود بھی اس کے ساتھ منحرف نہ ہو جائے' نہ بد اعتقاد بنے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دے۔ اگر بندش پیدا ہو اشغال ظاہری و باطنی

Marfat.com

زیادہ کرے، باغ وصحرا میں تفریح کیلئے چلا جائے یہاں تک کہ بندش رفع ہو جہاں تک ہو سکے اپنا کام پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرے سوائے ان اعمال کے جو مشہور ہیں مثلاً نماز چاشت واشراق وغیرہ۔

اہل عقل جانتے ہیں کہ مذاہب کا مرجع مراسم کی طرف ہے اور حق الحقیقت نسب واضافات سے برتر ہے، تم کو تعصب نہ کرنا چاہیے تم حق کے پیچھے جاؤ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ط خدا جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا ہے۔

کشف وتجلی اور حصول مقصود سے پہلے کتب اہل تحقیق کا مطالعہ نہ کرے کیونکہ جو علم ان کتابوں سے حاصل ہوتا ہے صوفی اس کو حجاب اعظم کہتے ہیں اور علم سلوک کے علاوہ ہر ایک علم کا نام انہوں نے علم دنیا اور علم مجازی رکھا ہے، میں نے بہت لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے کتابوں کا مطالعہ کر کے اہل تحقیق کی سی باتیں بنانی شروع کر دیں اور اس کو مقصود سمجھ کر محروم رہ گئے، سالک سیر وتماشے اور صید وشکار سے پرہیز کرے اگر کسی وقت طبیعت مکدر ہو تو کچھ تفریح کرنے میں حرج نہیں ہے، سفر وحضر میں تسبیح، مصلا اور مسواک ورومال ہر وقت پاس رکھے، بعض لوگوں نے وضو کے لئے لوٹا ساتھ رکھنے کی بھی تاکید کی ہے۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کتاب عوارف المعارف میں لکھتے ہیں کہ جس کے پاس وضو کا لوٹا نہ دیکھو تو سمجھو کہ اس نے ترک نماز کا قصد کیا ہے اور اگر بالفرض یہ قصد نہیں بھی کیا ہے تب بھی کسی وقت اس کی نماز قضا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اگر شہر میں کسی وقت آئے جائے تو ان چیزوں کا ساتھ رکھنا فضول ہے۔ ایام ارادت میں اگر شہوت نے ستایا اور نکاح کر لیا تو ضرور راستہ سے رہ جائے گا بہتر یہی ہے کہ ریاضت ومجاہدہ سے اس قوت کو توڑ دے ایسا کام کرنے سے اس کو استحکام پہنچے گا۔

سالک بے صبر ہوتا ہے جو گھڑی بغیر حصول مقصود کے گذرتی ہے مرنا اس سے بہتر سمجھتا ہے، سالک سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو کسی سے اس کا ذکر نہ کرے ہر

Marfat.com

وقت اپنے نفس کی ملامت کرتا رہے۔ جب سالک کسی دوسرے سالک یا صاحب دل سے ملے تو سلام علیک نہ کہے' ہاتھ سے سلام کا اشارہ کرے کیونکہ شاید سلام کا جواب دینے سے اس کی مشغولی میں فرق پڑے' اشارہ کر دے گا اور طرفین سے تفرقہ نہ ہوگا' اگر مرید فن موسیقی جانتا ہے۔ اس میں مشغول نہ رہے' اگر یارانِ طریقت میں کسی وقت تفریح کے طور پر کچھ گائے تو حرج نہیں ہے۔ پیروں کا سا لباس نہ پہنے نہ اپنے ساتھ خادم رکھے' عجز و انکسار کے ساتھ رہا کرے۔ اگر کوئی کام مثلاً طے کا روزہ اختیار کرے تو پست ہمتی کے سبب سے اس کو چھوڑ نہ بیٹھے' مجالس میں بکثرت شریک نہ ہو اپنی جگہ کا پابند رہے نہ اپنی حقارت کے لئے بڑی جگہ بیٹھے کیونکہ اس بات سے اگرچہ نفس ذلیل ہوتا ہے مگر ذلیل ہو کر جامد ہو جاتا ہے یعنی ترقی کا طالب نہیں رہتا۔

اپنے مقصود کو ہر وقت قریب سمجھے جب ذکر یا مراقبہ میں مشغول ہو یقین رکھے کہ اس وقت مقصد حاصل ہوگا اور جب ناکامی سے گریہ و شکستگی پیدا ہو تو اس کو بھی غنیمت سمجھے' اس کے لئے دو کام ہیں ایک کامیابی اور دوسرے ناکامی پر سوز و گداز مرید پر جس قدر ہاتھ پیر کا درست اور طاقت ور ہوگا بہتر ہے' مجاہدہ خوب کرے گا۔ اگر کمزور ہوگا بہت کاموں سے محروم رہ جائے گا' مطلوب کے لئے رنج و محنت اٹھانے میں بھی بڑی لذت ہے۔

کسی کے نیک و بد سے تعلق نہ رکھے کیونکہ ابھی اپنی حالت میں گرفتار ہے۔
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کا کام نہیں ہے' لوگوں کی دعوت و مہمانی نہ کیا کرے اگر کوئی اس کے پاس آ جائے اس کو کھلا پلا دے' کسی کی شادی اور غم میں شریک نہ ہو اگر ولیمہ کے اندر سنت سمجھ کر چلا جائے کچھ حرج نہیں ہے مگر فوراً واپس آ جائے۔
اگر کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو ان سے کوئی چیز نہ مانگے اگر مانگے بھی تو اس طرح سے کہ جیسے چھوٹے بڑوں سے مانگا کرتے ہیں اور یہ خیال رکھے کہ ان بزرگ کی میرے حال پر شفقت و عنایت ہے۔ اگر کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہو تو عرض کرے کہ حضرت خدا کے لئے مجھ کو کچھ اشارہ فرمایئے اور خدا کے حضور میں نکی

Marfat.com

کے ساتھ مجھ کو یاد کیجئے اور یہ کوشش کیجئے کہ وہ مجھ کو مہربانی کی نظر سے دیکھ لے۔

اگر مرید کیمیا و سیمیا کے اعمال جانتا ہے ان کو ظاہر نہ کرے نہ کسی کو سکھائے' اس کیمیاوی رنگ آمیزی سے گدائی کر کے پیٹ بھرنا بہتر ہے' اگر اثناء سلوک میں کیمیا وغیرہ کا انکشاف ہو تو ہرگز ہرگز ان کی طرف توجہ نہ کرے بلکہ اس کو اپنے لئے ایک سخت امتحان تصور کرے اگر اس کی طرف متوجہ ہوا تو ایسا دھتکارا جائے گا کہ شیطان کی شاگردی کے لائق بھی نہ رہے گا۔ یہ ضروری ہے کہ راست بازوں کو ایسے مواقع پیش آتے ہیں مگر وہ ان کی طرف مڑ کے بھی نہیں دیکھتے' اگر اضطرار کی حالت بھی ہو جاتی ہے تب بھی غیب سے جو کچھ ملے اسی پر گذارہ کرتے ہیں ورنہ جان بحق تسلیم کر دیتے ہیں۔ جس شخص نے دنیا کو اپنا مقصود ٹھہرایا ہے کیا وہ ان کی برابری کر سکتا ہے' ہرگز نہیں' ان دونوں میں بُعدُ المشر قین ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ کی طرف جن ایسے اعمال کو منسوب کیا جاتا ہے ان کا کچھ ثبوت نہیں ہے وہ متخلق باخلاق اللہ تھے اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

مرید کے دل میں جمال غیبی کی طلب ہونی ضروری ہے کیونکہ بڑے بڑے بزرگان کو اس دنیا میں بھی دیدار ہوا ہے۔ مرید ہر ایک لہو و لعب کو حرام سمجھے یہاں تک کہ بچوں سے ہنسی مذاق جو اور لوگوں کے لئے مباح ہے مرید کے لئے جائز نہیں' مرید کا عمل اس رباعی پر ہونا چاہئے۔

در ہر دو جہاں ہر چہ شود گوشو گو
وز دور زماں ہر چہ شود گوشو گو
مشغول بحق باش مبرا زود و کون
وز سود و زیاں ہر چہ شود گوشو گو

عبادات کے متعلق کسی حدیث یا حکایت کی صحت کے متعلق تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جو چیز کل ادیان و مذاہب میں عمدہ بہتر تسلیم کی گئی ہے اس کی صحت و سند کی کیا ضرورت ہے' ایسی حدیث کی تحقیق و تفتیش کرے جس میں عبادات سے

Marfat.com

رخصت کا ذکر ہے۔ اگر راستہ میں کاغذ پڑا ہوا ہے اور اس پر سلوک کی کوئی بات لکھی ہو تو اس پر بھی عمل کرنا ضروری ہے۔ مرید عاشق ہے اور نہیں جانتا کہ کس طریق سے اس کو مشاہدہ نصیب ہوگا اس وقت مرید ہذیان میں مبتلا ہوتا ہے جیسے عاشق کبھی اپنے معشوق کو سرو سے نسبت دیتا ہے' کبھی سانپ سے' کبھی گلاب سے' حالانکہ یہ سب باتیں ہذیان نہیں تو اور کیا ہیں۔

مرید طالب اپنے حسب و نسب پر نظر نہ کرے کیونکہ اگر یہ قوم کا شریف نہیں ہے تو اس افسردگی سے اس کا ذوق و شوق باطل ہو کر محروم رہ جائے گا۔

ایں جامہ ژندیدہ و دل پارہ خرند
بازار چہ قصب فروشاں دگر است

مرید کا دل تمام طالبوں سے مشتاق تر' تمام سوختگان سے افروختہ تر' تمام دوڑنے والوں سے شتاب تر و تیز تر اور تمام بلند ہمتوں سے بالاتر ہونا چاہئے۔ پھر اپنے آپ کو سب سے زیادہ خوار و ذلیل سمجھے' اگر ان اوصاف سے متصف ہوا تو بہت جلد میدانوں کو قطع کرے گا' پہاڑوں کو پامال کر دے گا' آتشین دریاؤں سے پار ہو جائے گا' تمام طالب اس پر رشک کریں گے۔

کعبہ شریف' یا مدینہ شریف یا کسی بزرگ کی زیارت کے لئے سفر کرنے کے علاوہ کوئی سفر نہ کرے ورنہ وہ سفر خواہش پرستی میں داخل ہوگا۔ طعام و سماع کی ہر ایک دعوت قبول نہ کرے کیونکہ جب ان چیزوں کا مزہ پڑا تو پھر مرد مجلسی بن کر اپنے مقصد سے محروم رہ جائے گا جیسے کہ اکثر لوگ شاعر و ندیم مجلس میں ہوا کرتے ہیں لہٰذا اس کو لطیفہ بازی اور بذلہ سنجی بھی نہ کرنی چاہئے' جہاں تک ہو سکے خرید و فروخت کرنے بازار میں نہ جائے اگر مجبوراً جانا پڑے تو بھاؤ تاؤ میں عوام الناس کی طرح تکرار نہ کرے جس قدر داموں سے جو چیز ملے خرید لے اگر کسی اور سے کوئی چیز منگوائے تو اس سے بھی تحقیق و تفتیش کرنے میں وقت نہ کھوئے۔ اگر اپنا حق دوسرے کے پاس چلا جائے معاف کرے اور دوسرے کا حق اپنے پاس نہ رکھے۔ اس کے لئے اصل کار عبادت و

Marfat.com

بندگی ہی ہے جہاں تک ہو سکے اسی میں مشغول رہے۔ عارف کہتے ہیں اصل کار طہارت ہے مگر تشخیص و تعین میں بندگی ہی اصل ہے۔ حد مطالبہ سے تجاوز نہ کرے مستوں اور قلندروں کی صحبت سے باز رہے ورنہ کم سے کم اس کے اندر مداہنت ضرور پید اہو جائے گی۔ صوفیانِ نظر باز سے چشم پوشی کرے ان کی نگرانی کرنا اہل ارادت کے لئے موزوں نہیں ہے ایسا کرنا حقیقت سے محروم بناتا ہے۔ اگر مکاشفہ میں کوئی صورت زیبا نظر آئے پھر چشم ظاہر سے ویسی ہی طلعت رعنا دکھائی دے تو اس کو گھور گھور کر نہ دیکھے نہ اس کے پیچھے پیچھے مارا مارا پھرے اگر ایسا کیا تو دیگر شواہد غیب کی ملاقات سے محروم رہ جائے گا۔

مرید کے پاس دھونے اور بدلنے کے لئے اگر دو تین کپڑے ہوں تو کچھ حرج نہیں ہے' مگر موجودہ موسم کے کپڑے آئندہ موسم سرما کے لئے نہ رکھ چھوڑے' ہاں جب اس شخص کا بوجھ دوسرے کے ذمہ ہو تو اس کا وزن ہلکا کرنے کے لئے ایسا کرے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ گڈری بنانی اور نگندے ڈال کر اس کو خوب مضبوط کر لینا بہت اچھا ہے' گرمی سردی میں برابر کام دیتی ہے اور برسوں رہتی ہے اگر اس کو میراث میں چھوڑیں تو بہت بابرکت ہے۔

جب سالک کو گدائی کی ضرورت ہو رات کے وقت اپنا منہ لپیٹ کر سوال کرنے نکلے اور کسی سے الحاح کے ساتھ یعنی لپٹ کر سوال نہ کرے' نہ اس قسم کی باتیں بنائے کہ درویشوں پر وقت تنگ ہے تیری سعادت ہے جو ان کی خدمت کرے ایسی باتیں دریوزہ گر کرتے ہیں۔ جب اس کے سدرمق کے قابل ٹکڑے مل جائیں پھر سوال نہ کرے۔ غیبت عیب جوئی و چغل خوری سے نہایت پرہیز کرے اگر اس کے پاس نوکر چاکر لونڈی غلام ہوں تو ان پر قہر و غضب اور مار پیٹ نہ کرے۔ جہاز میں سوار ہو خوف و ہلاکت کی جگہ نہ جائے اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈالے یعنی ہمسایہ و قرابت دار پر سبک بار رہے' سستی و کاہلی کو راہ نہ دے' عورتوں کے پاس چاہے وہ اس کی ماں بہن اور بیٹیاں ہی کیوں نہ ہوں زیادہ نشست و برخواست نہ کرے' اگر پاس بیٹھے تو ایسے شخص کے جو اس

Marfat.com

سے زیادہ زہد و مجاہدہ کرتا ہوا گر لوگ اس کو اداب والقاب سے یاد کریں ان پر خوش نہ ہو اور اس کو خدا کا ایک امتحان تصور کرے' قبولِ خلق کو قبولِ حق سمجھنا بڑی غلطی ہے۔

نہ دوزخ خوف کا کرے نہ جنت کی خواہش' جب مسجد یا خانقاہ میں داخل ہو تو دل کو بیدار کر کے دایاں پیر اندر رکھے اگر بایاں پیر پہلے رکھا تو درویشوں کو اس سے جرمانہ لینے کا حق حاصل ہے۔

تمام جہان سے اس کی صلح ہونی چاہیے' خدا سے عہد کرے کہ جس کسی پر اس کا حق ہے اس کو اس نے معاف کر دیا۔ اگر اس کو سماع میں ذوق حاصل نہ ہوتا ہو تو جان لے کہ ابھی اس کے دل میں محبت کا تخم بویا نہیں گیا۔

شعبدہ بازوں کے تماشے اور ہر ایک لہو ولعب سے پرہیز کرے۔ بادشاہ وغیرہ کی سواری کا تماشا بھی نہ دیکھے' ہنسی مذاق کو بہت برا سمجھے اگر یاران ہم طریقت میں کسی وقت شریفانہ طور سے ہنس بول لے تو حرج نہیں مگر جن لوگوں کا شیوہ پھکو بازی ہو ان سے الگ رہے۔

اگر سالک اپنے گھر کا امیر و رئیس ہے تو بہت بہتر ہے کیونکہ جب لوگ اعتقاد کے ساتھ اس کے ہاتھ پیر چومیں گے اور تعظیم و تکریم کریں گے تو اس کا نفس موٹا نہ ہوگا بخلاف اس شخص کے جس نے فقر و افلاس میں پرورش پائی پھر صوفی بن کر اس نے دیکھا کہ امراؤ و روؤسا سب اس کی تعظیم کرتے اور قدموں پر سر رکھتے ہیں تو اس وقت اس کے نفس کا عجب و خود بینی سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے۔ دنیا داروں سے میل جول اور صحبت نہ رکھے نہ اپنی حاجت کی کسی کو خبر ہونے دے اور جب اس کو کچھ پیش کیا جائے تو اس پر سر نہ جھکائے۔ میرے خواجہ حضرت مخدوم العالم نصیر الدین محمود اودھی نے پہلے ہی روز جب کہ میں مرید ہوا تھا ارشاد کیا کہ اگر تجھ کو حضرت آدم کی صفوت حضرت ابراہیم کی خلت' حضرت موسیٰ کا کلام' حضرت عیسیٰ کی معرفت اور حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت عنایت ہو تو اس پر بھی سر نہ جھکانا۔

ملامت کی صورت نہ بناؤ تمہارے لئے یہی ملامت کافی ہے کہ اپنا کام ظاہر

Marfat.com

نہ ہونے دو اگر کوئی بات خود بخود ظاہر ہو جائے تو اس کی طرف توجہ نہ کرو۔ اگر تم تمام رات نہ سوئے اور بیٹھے بیٹھے بھی نیند نہ آئی تو بس یہی شب بیداری ہے۔ صبح کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آرام کر لو تا کہ دیگر نوافل کے ادا کرنے میں گرانی واقع نہ ہو اور اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر جو وقت بچے اس کو مراقبہ میں صرف کرو' مراقبہ سے تھک جاؤ تو حکایات بزرگان یا اور کسی نیک کام میں وقت گزارو۔ ایسا کئے جاؤ گے تو فتوح پر فتوح زیادہ ہو گی' میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ اس کام کو چھوڑنا نہ چاہئے' راستہ چلتے وقت منہ پر کپڑا ڈال لے کہ ادھر ادھر نگاہ نہ پڑے اور طرح طرح کی مختلف چیزیں دیکھ کر خیالات پریشان نہ ہوں۔ صوفیوں سے میں نے سنا ہے کہ مرید یار فروش ہوتا ہے اور دستار اس کی پیل گوش ہوتی ہے۔ اگر اس کا دل حضور و مراقبہ کی طرف مائل نہ ہو تو عشقیہ حکایات و غزلیات کا شغل کرے اگر یہ بھی مفید نہ ہو صحرا میں جا کر تازہ وضو کر کے نماز پڑھنی شروع کرے جب فارغ ہو حضور قلب حاصل ہونے کے لئے دعا مانگے۔ اے عزیز حضور قلب ہی تمام سعادتوں کی اصل ہے۔

اگر سالک کوئی باثر افسوں و منتر جانتا ہے ہرگز کام میں نہ لائے' اگر سانپ یا بچھو کا منتر ہے تو کسی مسلمان کی تکلیف رفع کرنے کے لئے پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اگر جذام جیسی سخت بیماری میں مبتلا ہے تو شکر کرے کہ خدا نے لوگوں کو اس سے متنفر کر دیا اور فرصت و فراغت عنایت کر کے اپنی ہی طرف کر لیا۔ تم نے کلیب سنجاری کی حکایت سنی ہو گی کہ جب ان کو جذام ہوا جنگل میں جا پڑے حضرت جنید بغدادی نے رات کو اپنے مرید بھیجے کہ ان کا حال معلوم کریں دیکھا تو وہ یہ مناجات کر رہے ہیں کہ خداوندا میرا نام کلیب ہے اور میرے جسم میں جذام ہے' طریقہ میرا فقر و فاقہ ہے تو میں اس حالت میں بھی جبریل سے کشتی لڑنے کو تیار ہوں۔

مرید بخیل بھی ہونا چاہئے تا کہ جو انوار و اسرار اس پر جلوہ گر ہوں ان کو ظاہر نہ کرے اور حریص بھی ہو کہ ادراک معانی سے اس کا پیٹ نہ بھرے۔ جس قدر اس کو دیا جائے اسی قدر زیادہ طلب کرے نیز سخی ہونا بھی ضروری ہے کہ جان و مال سے دریغ نہ

Marfat.com

کرے، اس کے اندر رشک بھی ہو کہ جس کسی کو اپنے سے بہتر دیکھے تو چاہے کہ یہ بہتری اس کو بھی نصیب ہو، اس کو حسد نہیں کہتے کیونکہ حسد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے اور یہ مذموم ہے۔

سالک میں سستی بھی ہو کہ جب گوشہ میں بیٹھے تو جلدی سے اٹھ کھڑا نہ ہو اس قسم کی سستی کو اُمّ السَّعادات کہتے ہیں۔ ولیمہ وغیرہ کے متعلق جو رسومات لوگوں میں مروج ہیں سالک ان کا پابند نہ رہے اور عوام الناس کی طرح اپنی کسی مصیبت کا اظہار نہ کیا کرے، نہ صلۂ رحم یعنی رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے میں اتنا مشغول ہو کہ اپنے مقصود سے باز رہے۔ کسی شخص کی نسبت سالک یہ نہ کہے کہ فلاں میرا دوست اور فلاں میرا دشمن ہے کیونکہ جو لوگوں میں اس کی تعریف کر کے اس کو اس کا مرید و معتقد بناتا ہے اس کو یہ دوست سمجھتا ہے ممکن ہے کہ قضیہ اس کے برعکس ہو۔ لہٰذا طالب کو دوست و دشمن دونوں سے بیگانہ ہونا چاہئے۔

میں نے یہ جو کچھ بیان کیا ہے یا تو خود میرا تجربہ ہے یا میرے بزرگوں کا اگر میں فقط اپنے ہی تمام مشاہدات بیان کرتا تو کتاب بہت طویل ہو جاتی۔

جب سالک کے پاس کثرت سے لوگوں کی آمدورفت پیدا ہوا تو اس فتنہ سے بچنے کے لئے اس کو بیہودہ وضع اختیار کرنی نہ چاہئے بس اتنا کرے کہ لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہو، جس طرح سے رہتا ہے رہا کرے، جب خلوت میں بیٹھے اس فتنہ سے محفوظ رہنے کی دعا کرے اور یہ سمجھے کہ قبولِ خلق قبولِ حق ہے۔ قبولِ حق کی علامت یہ خود اپنے اندر دیکھتا ہوگا ہم کو اس کی خبر نہیں، ہم تو باعتبار ظاہر کہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کی آزمائش کو نعمت سمجھ لے۔ کسی کا قول ہے کہ اِنِّیْ اُرِیْدُ اِقْبَالَ الْخَلْقِ اِلَیَّ (یعنی میں لوگوں کا اپنی طرف رجوع ہونا چاہتا ہوں) میں نہیں جانتا کہ یہ شخص کون ہے کوئی عارف ہے یا مجتی، ایسی باتوں کو سن کر جب سالک سے منتہیوں کی سی کوشش نہیں ہو سکتی تو ابتدا ہی میں سجادہ پر بیٹھ کر شیخ الوقت بن جاتا ہے حالانکہ یہ اس کی بالکل مکاری و دغا بازی ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ ایسے لوگ اکثر باتیں بناتے ہیں کہ ہم تو کچھ بھی نہیں جانتے ہم

Marfat.com

کو کچھ خبر نہیں وغیرہ وغیرہ' اس قسم کی باتیں بھی لوگوں کے پھانسنے کا ایک بڑا سبب ہیں تم نے یہ شعر سنا ہو گا ۔

خود را بزبان خود ستودن
رسوائی رسوائی رسوائی
خود را بزبان خود شکستن
رعنائی رعنائی رعنائی

طالب صلاح و اصلاح کا سبب بنے نہ فساد و اِفساد کا' اگر طالب و مرید فساد پیدا کرنے کی باتیں کرے گا تو وہ طالب و مرید نہیں ہے۔ طالب نام و نسب پر فخر نہیں کرتا' غلام و آزاد کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ مردِ منتہی کی صحبت سے اگرچہ طالب کو فائدہ پہنچتا ہے مگر جب وہ اپنے احوال و معارف بیان کرے گا تو اس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ انوار و اسرار کے متعلق سننا اس کے لئے ممنوع ہے' ہاں جب سالک مقام ارشاد و تلقین میں بیٹھ جائے تو ممنوع نہیں ہے۔

۱ طالب مسلمان ہے اور ایمان رکھتا ہے' ایمان کے دو رکن ہیں ایک اقرار اور دوسرا تصدیق۔ اقرار اس بات کا کہ خداوند تعالیٰ موصوف بصفات کمال ہے اور جو اس کو تلاش کرتا ہے پالیتا ہے اور تصدیق اس بات کی کہ جب سالک پیر کی تعلیم اور تمام شرائط کے ساتھ اس کو تلاش کرے گا تو اس تک پہنچ جائے گا بعض علماء اس بات کے منکر ہیں کیونکہ علماء ظواہر کو باطن کی خبر نہیں۔ کہتے ہیں دیدار سب سے بڑی نعمت ہے اس کے لئے سب سے بہتر مکان ہونا چاہئے۔ علماء کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ رویت کے لئے ایسی مسافت شرط ہے جو نہ بُعد بعید ہو نہ قُرب قریب اور ذات حق میں ایسا ہونا متصور نہیں کیونکہ باری تعالیٰ سمت و جہت وغیرہ سے منزہ ہے۔ ہاں ہم بھی ان سب باتوں کو مانتے ہیں مگر یہ جب ہے کہ جب ان آنکھوں سے دیکھا جائے ہم جس جگہ کی بات کہہ رہے ہیں وہاں نہ مکان ہے نہ مسافت' نہ دیکھنے والا نہ دکھائی دینے والا' دونوں ایک ہیں۔ اے مولوی اور عالم صاحب' اے مفتی و متقی و زاہد صاحب اس بات کا اگر آپ کو راز

Marfat.com

معلوم کرنا ہے تو وہ یہی ہے جو میں نے بیان کیا اور نہیں تو یہ شعر سنتے جاؤ۔

نہ ہمرہی تو مرا راہ خویش گیر برو
ترا سعادت باد امرا نگو نساری

مشکل یہ ہے کہ یہ علماء حقیقت سے خبر نہیں رکھتے' خواہ مخواہ طالبوں سے مزاحم ہوتے اور کہتے ہیں اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الطَّرِیْقُ مَسْدُوْدٌ وَالْوُصُوْلُ اِلَی اللّٰہِ غَیْرُ مَوْجُوْدٍ ط وَالسُّؤَالُ عَنْہُ مَرْدُوْدٌ ط وَالْقَالُ مِنْہُ مَذْمُوْمٌ غَیْرُ مَمْدُوْحٍ ط (یعنی راستہ بند ہے خدا تک پہنچنا ممکن نہیں ایسی بات کا سوال کرنا مردود اور اس کی گفتگو کرنا بری ہے اچھی نہیں) یہ باتیں رہزنوں کی ہیں جو طالبوں کے دوست بن کر ان کی راہ ماری کرتے ہیں مگر جو طالب اپنی طلب پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہے وہ ہرگز باز نہیں آتا۔

یا در اندازیم سر یا بدست آریم سر
یا بکام دشمناں گردیم یا سلطاں شویم

مرید علم تصوف کی وہ کتابیں نہ پڑھے جن میں حقائق و معارف کا بیان ہے جیسے فصوص الحکم' تمہیدات عین القضاۃ ہمدانی وغیرہ کیونکہ ان کتابوں کو پڑھ کر مرید کے سر میں یہ سودا سمائے گا کہ میں بھی کامل ہو گیا۔ ہاں اگر منہاج العابدین' تذکرۃ الاولیاء' سیر الاولیاء' مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت' عوارف المعارف' فوائد الفواد' حکمۃ الاشراق' جوامع الکلم' مرصاد العباد وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کیا کرے تو بہت اچھا ہے کیونکہ ان کے پڑھنے سے شوق و طلب میں شدت پیدا ہوتی ہے۔ جب تک سالک سلوک میں کمال کو نہ پہنچے سلوک میں کتاب تصنیف کرنی اس کو جائز نہیں ہے اس لئے کہ بعض باتوں کو بغیر سمجھے سمجھا ہوا خیال کر کے خلاف حقیقت لکھ دے گا اور خود گمراہ ہو کر دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔ وعظ و نصیحت بھی نہ کرے کیونکہ ہنوز اس کا علم کامل نہیں ہوا۔ نیز اگر اس نے اثناء کلام میں بعض اسرار کو ظاہر کر دیا تو لوگ اس کو ملحد و زندیق کہیں گے یا سنگسار کر دیا جائے گا۔ اگر یہ عالم ہے اور علم ظاہر کے موافق وعظ کہے تو اس کو اہل حقیقت کا لباس دو

Marfat.com

پہننا چاہئے' جو کچھ بیان کرے اپنے علم اور اپنی حالت کے موافق بیان کرے کیونکہ اپنے علم سے آگے بیان کرنا تنزل کا مُوجب ہے۔

مرید کو لائق نہیں کہ پیر کو خدا سمجھے اور پیر کو ایک جانے' پیر کے سامنے سماع میں وجد و رقص نہ کرے اور جو بندگان پیر کے ہم پلہ و مرتبہ ہیں یا پیر کے دوست و اقربا ہیں ان کے ساتھ بھی پیر ہی کے سے آداب ملحوظ رکھے۔

مرید ہمیشہ مضطرب و مجتہد رہے اگر اس کے اندر قرار و سکون بھی پیدا ہو جائے تو انتہاء رنج و غم پر ہونی چاہئے زیادہ باتیں نہ کیا کرے اکثر اوقات خاموش رہے۔ رنج و غم اور شادی و خوشی میں کسی کا ساتھ نہ دے' نہ بدزبانی و بے ہودہ گوئی کرے۔ تلاوت قرآن شریف میں بھی اتنا وقت صرف نہ کرے کہ حضور و مراقبہ فوت ہو جائے مگر جبکہ تلاوت یا مراقبہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔ ذکر و مراقبہ کو ایک ساتھ جمع کرنا بہت بڑا شغل ہے' جو ذکر سوز سے خالی ہے اور جس سوز میں حضور طلب نہیں وہ بیکار ہے۔ اگر مرید اتفاقاً ابدالوں کی تعلیم و تربیت میں جا پہنچے تو یہ بات یاد رکھے کہ ابدالوں کی ایک خاص تعلیم ہے کہ وہ طالب کو اول ایک شربت پلاتے ہیں جس میں کچھ سکر و سرور ہوتا ہے۔ یہ شربت طالب کے اندر بے انتہا ذوق و شوق پیدا کر دیتا ہے اس شربت کی حقیقت یہ ہے کہ کوہِ قاف کے دوسری طرف چند درخت ہیں جن میں ہر سال چند گنتی کے پھل لگتے ہیں ہر درخت میں سات یا آٹھ پھل سے زائد نہیں ہوتے صورت ان کی کمرک سے مشابہ ہوتی ہے فرق اتنا ہے کہ کمرک میں گوشے ہوتے ہیں اور ان میں گوشے نہیں ہوتے کسی کا شیرہ سرخ اور کسی کا سفید' کسی کا بادنجانی اور کسی کا زعفرانی ہوتا ہے۔ جس کا رنگ زعفرانی ہے اس کو مِلنہ کہتے ہیں (ملنہ کے معنی جھاڑو کے ہیں) کیونکہ اس کے پینے سے تمام اخلاق ذمیمہ مثل بغض و حسد' حرص و بخل و شہوت وغیرہ دور ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ ہر رنگ کے پھل کی جداگانہ خاصیت ہے۔ جس طرح وہ مناسب سمجھتے ہیں طالب کو استعمال کراتے ہیں طالب بھی اس بات میں ان کی اطاعت کرے مگر جب وہ کسی امر نامشروع کا حکم دیں اس کو نہ مانے مثلاً کبھی کبھی وہ ایسا بھی کرتے ہیں کہ

Marfat.com

طالب کے ایک لنگوٹہ باندھ کر کالا منہ کر کے سر پر شراب کا مٹکا رکھ کر شہر میں لئے پھرتے ہیں اور کچھ شراب اس کے منہ اور داڑھی پر بھی مل دیتے ہیں تاکہ خوب مکھیاں بھنکیں۔ ان باتوں میں ان کی اطاعت نہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ ان کا حکم نہ ماننے سے محروم ہو جائے گا۔ تقدیر میں اس کا جو کچھ حصہ ان کے پاس ہے وہ اس کے دینے پر مجبور ہیں۔

کہتے ہیں کہ پانی پر چلنا تنکوں اور پتوں کا کام ہے اور ہوا میں اڑنا مکھی مچھر کا کام' آدمی کا کام یہ ہے کہ دل ہاتھ میں لے' دل ہاتھ میں لینے کے دو معنی ہیں ایک وہ جو عام لوگوں میں مشہور ہیں کہ کسی کا کام کر کے اس کا دل خوش کرے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ دل کو اس طرح پہچانے جیسا کہ پہچاننا چاہئے۔ اسی مضمون کی طرف حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے ہوئے اشارہ کیا ہے کہ عَلَیْکَ بِحِفْظِ الْقَلْبِ (یعنی دل کی حفاظت لازمی جانو) پہلے معنی مبتدی کے لئے ہیں اور دوسرے منتہی کے لئے۔

مرید اپنی زینت و آرائش میں کوشش نہ کرے نہ ذلت و حقارت یا شہرت کا لباس پہنے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اِیَّاکَ وَالْلِبَاسَ الْمَحْقُوْرَتَہ وَالْمَشْهُوْرَتَہ یعنی حقارت و شہرت کا لباس نہ پہنو کیونکہ حقارت کا لباس پہننے سے بھی شہرت ہوتی ہے۔ اگر طالب کسی کا غلام ہے ہر وقت حضور قلب کا اہتمام رکھے۔ رات کا وقت غنیمت جانے کیونکہ رات کو آقا کے کام سے فرصت ہوتی ہے' لہٰذا خدا کی یاد میں مشغول رہے۔ صوفیوں سے جو کام رات کو ہوتا ہے دن کو نہیں ہوتا ذکر و مراقبہ رات ہی کے وقت جبکہ لوگ سوتے ہوں بہتر ہے۔ غلام کے لئے یہ بات بھی اچھی ہے کہ اس کو نہ روٹی کا فکر ہے نہ کپڑے کا' نہ اس پر حج فرض ہے نہ زکوٰۃ' یہاں تک کہ حدودِ شرعیہ بھی اس پر نصف ہیں۔ قیامت کے روز بہت سے غلام اپنے آقاؤں سے پہلے نجات پائیں گے اگر آقا غلام کو خلافِ شرع حکم دے قبول نہ کرے لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ یعنی خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری نہیں ہے۔

Marfat.com

اگر آقا اپنے غلام سے چکی پسوائے تو ذکر کرتا رہے اور چکی پیتا جائے پسنہاریاں بھی چکی پسینے میں کچھ گایا کرتی ہیں۔ اگر آقا اس کے سر پر بھاری بوجھ رکھ کر کہے کہ فلاں جگہ پہنچا دے تو یہ ہر قدم پر اللہ اللہ کہتا جائے بوجھ ہلکا معلوم ہوگا اور دل خدا کی یاد میں رہے گا اس حالت میں ذکر کی حرارت بہت فائدہ پہنچاتی ہے۔ اگر تمام حواس بند کر کے مراقبہ میں مشغول ہو عجیب و غریب اثر دیکھے اسی طرح سماع سے فارغ ہو کر آنکھیں بند کر کے سانس اندر کھینچ لے بالکل باہر نہ نکلنے دے اور حضور دل کو قائم رکھے بہت راحت پائے۔ اگر تم کچھ تھوڑا بہت کام کر چکے ہو تو یہ بات تم پر بخوبی روشن ہوگی کم سے کم راحت یہ ہے کہ اپنے دل کو کشادہ پاؤ گے اور یہ کشادگی ایسی ہے جس کا بیان کرنا ممکن نہیں جاننے والے ہی جانتے ہیں۔ اگر دھونے کی دقت سے بچنے کے لئے نیلگوں یا سیاہ کپڑے پہنے تو حرج نہیں ہے۔

ایک صوفی نے چمڑے کا لباس بنایا تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کپڑا کیوں نہیں پہنتے فرمایا کہ اس کے دھونے کی مجھ کو فرصت نہیں ہے' طالب دیوار یا درخت کا تکیہ نہ لگائے کیونکہ یہ کاہلوں کا کام ہے اگر ظفر تکیہ پاس رکھے بہتر ہے۔

جب کسی ایسے عالم و فاضل کو جو اجتہاد کے درجہ میں پہنچ گیا ہو خداوند تعالیٰ اپنے مخصوصان میں شامل کرنا چاہتا ہے تو اس کے دل میں شوق ارادت القا کرتا ہے۔ تعجب کی یہ بات سنو کہ یہ عالم باوجود اپنے علم و فضل کے جہل مرکب ہوتا ہے کیونکہ اس نے اگرچہ اپنی تمام عمر علم کی تحصیل و اشاعت میں صرف کی ہے اور وہی کام کئے ہیں جو انبیاء کی بعثت سے مقصود تھے مگر حقیقت کو نہیں پہنچا نہ مقصود کا مشاہدہ کیا' وساوس و خطرات اور دل کی پریشانی میں تمام عمر خرچ کر دی اسی کو اپنا کام سمجھ لیا اور دین اسلام تصور کیا۔ الغرض جب ایسے شخص کے دل میں شوق ارادت پیدا ہو لازم ہے کہ جو کچھ اس نے لکھا پڑھا ہے سب سے منہ پھیرے اور دل سے بھلا دے ساری عمر کے ذخیرے کو طوفان نوح میں غرق کرے معمولی جاہلوں کی طرح بن جائے بلکہ اپنے آپ ایسا تصور کرے کہ جیسے کسی کافر کو ابھی دار الحرب سے لا کر مسلمان کیا ہے اور اپنے پیر کی نسبت یوں

Marfat.com

سمجھے کہ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل منجانب اللہ ہر ایک بات کی خبر دیتے تھے اس طرح اس کے پیر کو الہام ہوتا ہے۔ حضرت شبلیؒ اور ایک مولوی کی حکایت تم نے سنی ہو گی بہت سی کتابوں میں لکھی ہے۔

جو خطرات و خیالات علمی مسائل کے متعلق اس کے دل میں فتور پیدا کریں فوراً ان کو رفع کرے کیونکہ سلوک ایک نرالا کام ہے جس کے اندر ان بیہودہ خیالات سے بہت بڑی خرابی پیدا ہوتی ہے بلکہ روئے مقصود کا حجاب ہو جاتے ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ یہ خیالات بھی تو قَالَ اللّٰہ اور قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ہی کے متعلق ہیں پھر ان سے کیا حرج ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کام یعنی سلوک دل سے تعلق رکھتا ہے اگر اس عالم سے جس نے آج ہی سلوک میں قدم رکھا ہے اور اس شربت کا صرف ایک ہی قطرہ اس کے حلق میں ٹپکا ہے دریافت کریں کہ تم نے اپنے علم و اجتہاد کو چھوڑ کر کون سا فائدہ حاصل کیا تو یہ عالم جواب دے گا کہ میں آج ہی مسلمان ہوا ہوں سائل کہے گا کہ کیا پہلے تم مسلمان نہ تھے عالم جواب دے گا کہ ہاں پہلے بسب صورت مسلمان تھا اور اب بحسب معنی مسلمان ہوا ہوں۔ مغز و پوست میں جو فرق ہے وہی علم ظاہر و علم باطن میں ہے۔ حضرت صہیب و سلمان اور ہلال و بلال رضی اللہ عنہم کی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حکایت تم نے سنی ہو گی' اگرچہ حضرت ابوبکرؓ بالاتفاق تمام اصحاب و اولیاء سے افضل ہیں مگر باوجود اس کے صہیبؓ و بلالؓ ایک ایسی بات پر اطلاع رکھتے تھے جہاں ابوبکرؓ و عمرؓ کا گذر نہیں اس بات سے تم یہ سمجھنا کہ میں کہ میں ابوبکرؓ و عمرؓ سے صہیبؓ و بلالؓ وغیرہ کو افضل کہہ رہا ہوں نہیں بلکہ ابوبکرؓ و عمرؓ بہت سی ایسی باتوں سے باخبر تھے جن کی صہیبؓ و بلالؓ کو خبر نہیں۔ غرض کہ عالم اپنے علم سے بالکل نابلد ہو جائے اگر کسی وقت کتاب دیکھنے کو دل بہت ہی بے چین ہو تو حدیث و تفسیر کی کتاب دیکھ لے معقولات و معانی وغیرہ سے بالکل احتیاط رکھے۔

اگر طالب کے دل میں اباحت و الحاد کا وسوسہ پیدا ہوا تو اسی وقت اس کو دور کرے اسی طرح اپنے آپ کو کامل سمجھنے سے بھی باز رہے لوگوں کو حقارت کی نظر سے نہ

Marfat.com

دیکھے۔ یہاں ایک اور بھی آفت ہے وہ یہ کہ جب سالک اپنے آپ کو کامیاب اور تمام لذتوں کا مہیا پاتا ہے تو پھر اس کو کسی کی شرم نہیں رہتی' بیبا کی وشوخی اس کا شیوہ ہو جاتی ہے اس غرقاب سے نجات بجز فضل پروردگار کے ممکن نہیں' اس مقام پر لغزشوں کی تفصیل اس مختصر پہلو میں گنجائش نہیں رکھتی۔

اگر طالب علم کے دل میں شوق سلوک پیدا ہو تو دو کاموں کے ایک ساتھ کرنے سے پریشانی پیدا ہوتی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ جس وقت مدرسہ میں جائے لکھنے پڑھنے میں مصروف رہے اور جب گھر میں آئے کتاب طاق میں رکھ کر پیر نے جو مراقبہ بتلایا ہے اس میں مشغول ہو' اگر پیر نہیں رکھتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صورت کے تصور میں مشغول ہو اگر چند روز ایسا کرے گا تمام خطرات دور ہو کر حضور کے جمال باکمال سے مشرف ہو گا' اگر یہ طالب علم اپنی کند ذہنی اور حقائق علمی کے سمجھ میں نہ آنے سے گھبراتا ہے تو اس کام کے طفیل اس کے قلب میں وہ نور اور جلا پیدا ہو گی اور ایسے معارف و نکات بیان کرنے لگے گا کہ مجتہدانِ وقت بھی اس پر رشک کریں گے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی توجہ درست ہو گئی تو خود حضور کی زبان مبارک سے یہ بلاواسطہ وہ حقائق سنے گا اور وہ علوم اور حکم اس کو حاصل ہوں گے جن میں طوفان نوح سے بھی خلل نہیں پڑتا۔

میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ اگر اجتہاد الہام کے ساتھ ہوتا تو بہت اچھا ہوتا اور خطا واقع نہ ہوتی اب صورت موجودہ میں خود مجتہد یہ کہتے ہیں کہ اَلْمُجْتَهِدُ يُخْطِئُ وَ يُصِيْبُ یعنی مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی' بعض اوقات مجتہد ایک مسئلہ کا فیصلہ کرنے کے بعد اس سے رجوع کرتا ہے اس پر طرفہ یہ کہ یہ رجوع بھی خطا وصواب سے خالی نہیں ہوتا۔ اکثر علما نے سلوک اختیار کیا اور صاحب انوار و کرامات ہوئے ہیں اور کشف حقیقت بھی نصیب ہوا مگر یہ بات بہت مشکل ہے کہ سب کاموں کو چھوڑ کر ایک کام کے پیچھے پڑ جائے۔

طالب کو کتابیں دیکھنے اور جمع کرنے کا شوق نہ ہونا چاہئے نہ بحث مباحثہ

Marfat.com

کرے نہ اپنی بات پر اڑ جائے بلکہ مقابل کے کلام کی حرمت کرے اور بظاہر یہ کہہ کر آپ سچ فرماتے ہیں ٹال دے۔ جب بھی گفتگو میں بحث کا موقعہ آ جائے خدا سے پناہ مانگے تاکہ غصہ نہ پیدا ہو اور اپنے نفس کو ذلیل سمجھ کر دعا کرے کہ مقابل اس کی حق بات کو قبول کر لے۔ جس قدر خودنمائی وخودکلامی مباحثہ میں ہوتی ہے کسی کام میں نہیں ہوتی اگر مجبوراً مباحثہ میں پھنس جائے خود سوال میں پیش رفت نہ کرے اگر مباحثہ استفسار و استفادہ کے طور پر ہے تو سوال میں بھی حرج نہیں مگر استفسار اور چیز ہے اور مباحثہ اور چیز' اگر مباحثہ کی نیت ہو تو وہ استفسار نہیں رہتا۔

طالب علم نجوم وغیرہ کا شغل نہ رکھے کہ فلاں بزرگ کے سامنے تقویم رہتی تھی اور سیاروں کی حرکات کا حساب کیا کرتے تھے تو جواب دے کہ ان کو مکاشفہ سے یہ علم حاصل ہوا ہوگا اور تقویم سے وہ اپنے علم کا مقابلہ کرتے ہوں گے۔

طالب اگر قدرے علم طب سے واقف ہو تو بہتر ہے کیونکہ طالب کو اپنی صحت کا بہت اہتمام کرنا چاہئے ہرگز ایسی چیزوں کا استعمال نہ کرے جو اس کے لئے مضر ہیں اور اس بات کا وقوف علم طب حاصل کرنے پر موقوف ہے۔ کہتے ہیں کہ بیماری میں اگر طالب سے اوراد و وظائف فوت ہو جائیں تو ان کا ثواب اس کے لئے لکھا جاتا ہے' ہاں یہی بات ہے مگر جس کو عبادت کا ذوق آ گیا ہے وہ بیماری میں بھی اس ثواب پر بھروسہ کر کے عبادت موقوف نہیں کرتا چنانچہ ابراہیم خواصؒ اور عمرو بکارؒ کی حکایت تم نے سنی ہوگی۔

• شعرگوئی اور قوانین شاعری کی نگہداشت میں اپنا وقت نہ کھوئے اگر بغیر غور و فکر کے اپنے ذوق شوق میں فی البدیہہ شعر کہے تو کچھ حرج نہیں مگر اس کام کو اپنا وظیفہ نہ بنائے اسی طرح نثاری میں بھی غلو نہ کرے۔

اگر اہل وعیال کی خاطر تجارت کرتا ہے تو کرے مگر لین دین کے قصوں میں دیگر تاجروں کی طرح دل کو نہ پھنسائے اس قسم کی تشویش سے دل مکدر اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے پاس عیب دار چیز ہے تو اس کے عیب کو چھپا کر اس کی خوبی بیان نہ

Marfat.com

کرے بلکہ عیب کو ظاہر کر دے اگر ایسا نہ کرے گا تو خائن کہلائے گا اسی طرح خریداری کے وقت کسی چیز کا عیب ظاہر کر کے اس کی خوبی کو نہ چھپائے۔ اگر سفر کرے تو وردو وظائف کا ناغہ نہ ہونے دے اگر راہ روی میں فرصت نہ ہو تو قافلہ سے آگے بڑھ کر ٹھہر جائے اور اپنا وظیفہ پورا کرے، اگر جاگنا ہو تو مال کی حفاظت کا خیال نہ کرے بلکہ اپنے کام کی نیت کرے پھر اس کے سبب سے مال کی بھی حفاظت ہو تو حرج نہیں ہے اگر سواری پر سوار ہے تو وظائف کے پڑھنے میں کچھ حرج نہیں جب تک چلنے پھرنے کی طاقت رہے کھانے پینے میں کمی کئے جائے۔ دوستوں سے زیادہ باتیں نہ کیا کرے ہاں اگر ان کے خوش کرنے کو دو چار باتیں کر لے تو مضائقہ نہیں۔ فرض روزے کسی حال میں قضا نہ کرے نفل کا اختیار ہے، ہو سکے رکھے ورنہ انتظار کرے اور افطار کرنے میں بھی قلت طعام پر نظر رکھے پانی بھی کم پیئے اور یہ کوشش نہ کرے کہ زیادہ راستہ طے ہو اور ہاتھ پیروں میں درد ہو جائے، جس کام سے تشویش پیدا ہو اس کے قریب نہ جائے۔ اگر اسباب زیادہ ہو تو خود اس کے اٹھانے اور منزل پر پہنچانے کی تکلیف نہ اٹھائے نوکر چاکر ساتھ رکھے۔ جن مسائل میں اختلاف ہے ان سے پرہیز کرے زکوٰۃ کے متعلق جو حیلے لوگوں نے نکال رکھے ہیں ان کو غلط تصور کرے نیز جس نے ام ولد کی بیع جائز سمجھی ہے اس کو بھی خطاء اجتہادی جانے۔

سفر میں بعض باتیں نہایت مفید ہوتی ہیں مثلاً بھوک بہت لگتی ہے اس کو غنیمت سمجھے، طالب علم کے لئے سب سے بڑا مجاہدہ یہی ہے کہ جو بات دیگر طالب علموں سے سنے اس کو اپنے اوپر نہ لے جائے، کسی کتاب کے حفظ کرنے میں نہ مشغول ہو، لکھنے میں اعلیٰ درجہ کی خوش خطی نہ حاصل کرے، چابک سواری اور نیزہ بازی وغیرہ فنونِ جنگ کی تحصیل میں زیادہ وقت ضائع نہ کرے، کھانا لذیذ ہو یا بدمزہ اتنا کھائے کہ کام چلتا رہے اگر کھانا دیر ہضم یا نفاخ ہو بہت تھوڑا کھائے، جس قدر سالن زیادہ کھائے روٹی کم کھائے اگر گھی کھائے تو اس کے حساب سے روٹی کم کر دے۔

طالب علم کے اندر خودداری کی عزت ہونی چاہئے، تکبر و نخوت تواضع ہو، نہ

Marfat.com

ذلت، تقلیل آب و طعام ہو نہ ضعف، شب بیداری نہ ہوسستی، راستہ اتنا چلے جس سے تھکان نہ ہو، باتیں اتنی کرے جن سے منہ میں خشکی اور تلخی پیدا نہ ہو، اگر تواریخ وقصص کا علم رکھتا ہے تو ایک حرف زبان پر نہ لائے، راستہ چلنے میں اس کی نظر زمین پر اور لیٹنے میں آسمان پر اور بیٹھنے میں سینہ پر ہونی چاہئے۔

اگر کشف ارواح حاصل ہے تو ان کی ملاقات میں وقت ضائع نہ کرے اگر حضرت خضرؑ یا ابدال واوتاد سے ملاقات ہو تو اس کو مقصود نہ سمجھ لے کیونکہ یہ لوگ صرف خوشخبری دینے والے ہیں۔ کبھی کبھی ارشاد و تعلیم ہی کرتے ہیں اگر ان سے کوئی ایسا فائدہ پہنچے جو مقصود سے تعلق نہیں رکھتا تو وہ کسی شمار میں نہیں ہے۔ اگر طالب جہاد میں جائے تو یہ نیت رکھے کہ اگر میں قتل ہو گیا تو شہید ہوں گا ورنہ کفار کے قتل کرنے اور اعلاء کلمۃ اللہ کا مجھ کو ثواب ملے گا کیونکہ اس کا مقصود ان سے بالاتر ہے۔ اگر طالب لشکری آدمی ہے اور اسی نوکری کے ذریعہ سے روٹی کھاتا ہے تو کھانے کے وقت یہ خیال کرے کہ یہ روٹی اس غرض سے کھائی ہے کہ بدن میں طاقت پیدا ہو اور طاقت بغیر کھانے کے ممکن نہیں۔ پھر جب جہاد میں جائے تلوار ہاتھ میں لے کر دشمن میں در آئے دل خدا کی طرف متوجہ کر کے خوب لڑے اور جس قدر کشت وخون اس کے ہاتھ سے ہو یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (الفتح۔۱۰) ''ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔''

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ (الانفال۔۱۷) ''تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا'' کو پیش نظر رکھ کر سب کو خدا ہی کی طرف سے سمجھے اور جس قدر زخم یا تکلیف اس کو پہنچے اس کو اپنے معشوق کا ناز وغمزہ تصور کرے۔ اگر یہ مراقبہ کا حصہ بجا لائے گا شاہد مقصود کا بہت جلد مشاہدہ کرے گا اور یہ مشاہدہ وہمی یا تصوری نہیں ہوتا بلکہ شہودی اور وجودی ہوتا ہے۔

اگر مال غنیمت ہاتھ آئے حرص وطمع کے ساتھ دست درازی نہ کرے، تقسیم کے وقت حکم شرع کے موافق اپنا حصہ لے لے، اگر مسلمان باہم لڑنے لگیں ہرگز شریک نہ ہو اگر بغیر لڑے چارہ نہ ہو آنکھیں بند کر کے تلوار مارے امید ہے کہ اسی پر تلوار پڑے

Marfat.com

گی جو ناحق پر ہوگا' حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ سے اسی طرح منقول ہے۔ کسی مسلمان کے مال پر درست درازی نہ کرے اگرچہ مسلمان خارجی یا باغی ہی کیوں نہ ہو اگر سواری کا گھوڑا ساتھ ہو اس پر زیادہ بوجھ نہ لادے' اگر زخمی ہو کر گرے اور وقت آخر ہوتا معلوم ہو تو یہ نہ سمجھے کہ میں شمشیر یا برچھے و تیر سے مارا گیا ہوں' بلکہ یہ سمجھے کہ اس کی نگاہ کرم کا مقتول ہوں۔ اگر درد فراق سے تنگ آ کر جہاد میں شہید ہوا تو فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یعنی خدا پر اس کا ثواب ثابت ہو گیا فوراً مقصود سے جا ملے گا یہ نہ سمجھے کہ ملک الموت میری روح قبض کر رہا ہے اپنے خیال میں اپنی جان خدا کے سپرد کرے۔

آلات حرب زرہ اور خود وغیرہ پہننے کے وقت مراقبہ کا دھیان رکھے اگر عین شاہد کا جلوہ نظر آئے جہاد میں جانے کی اسی سے اجازت چاہے اور حکم کے موافق عمل کرے۔ اگر ہنوز مراقبہ میں صرف تخیل و تصور ہی پیش نظر ہے تو پہلے جو خیال دل میں آئے اس پر کاربند ہو اگر مراقبہ میں آواز آئے اسی پر عمل کرے۔

اگر جہاد میں سوار ہے اپنے مطلوب کا تصور گھوڑے کے دونوں کانوں کے درمیان کرے' اگر پیادہ ہے تو مطلوب کو اپنے اوپر محیط تصور کرے۔ اے عزیز تم کو خبر نہیں کہ میں نے کیسے کیسے راستے اور طریقے تعلیم کر دیئے ہیں خدا تم کو سمجھ دے کہ تم میرے بیان میں غور کرو' تلوار سَیفُ اللہ ہے' تیر سہم اللہ ہے' نیزہ سِنَانُ اللہ ہے ان سے جو کام نکلے وہ خدا کی طرف سے جانو' حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا اسی پر عمل تھا۔

توکل اور مجاہدہ

سالک یہ سمجھ کر نہ بیٹھ رہے کہ خدا میرے رزق کا ضامن ہے مجھ کو ضرور دے گا بلکہ یہ سمجھے کہ جو کچھ میرے نصیب میں ہے مجھ کو ملے گا۔ میں کہتا ہوں کہ مرید کو خیال کرنا چاہئے کہ خدا مجھ کو نہ روٹی دے گا نہ کپڑا' میں بھوکا پیاسا ہی مر جاؤں گا اور کسی سے اپنا حال ظاہر نہ کروں گا ایسا سمجھنے کے بعد دیکھے کہ کیا حالت پیش آتی ہے' یاد رکھو کہ جس

Marfat.com

نے ایسا کیا ہے اس کی یہ بات ضائع نہیں ہوئی مگر استقامت شرط ہے۔

اگر عیال دار ہے اور اس قدر آمدنی رکھتا ہے کہ بغیر اس کی کوشش کے کام چلا جائے تو سب چیزیں بال بچوں کے حوالے کر کے خود بفراغت اس طرف متوجہ ہو اور ان سے باز پرس نہ کرے اگر وہ اس سے ملنے آئیں تو مروت سے پیش آئے اور جب کوئی چیز غیب سے اس کو ملے تو ان کو بھی اس میں شریک کرے۔ اگر بغیر اس کی مشقت کے ان کا گذر نہیں ہو سکتا تب یہ اپنے حرفہ یا نوکری میں سے کوئی ایسی فرصت کا نکالے کہ بفراغت مشغول ہو اگر ایسا وقت نہ ملے تو پھر وہ حرفہ و نوکری اس پر حرام ہے جب تک اس کو ترک نہ کرے گا ارادت سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ اگر ایسا کرے تو بہت بہتر ہے کہ نماز چاشت سے ظہر کے وقت تک اپنا حرفہ کرے پھر عبادت میں مشغول ہو اگر اہل و عیال نہیں رکھتا تب جو کچھ کمائے یاران طریقت میں صرف کر کے انہیں کے ساتھ گذارہ کرے یا لقمہ گدائی و ہدیہ غیبی پر نظر رکھے۔ اگر بیت المال سے اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ امداد مقرر کرائے تو اس شرط سے کہ دفتر میں نہ جائے نہ اہل کاروں کی خوشامد کر کے ذلیل ہو بہتر یہ ہے کہ بمصداق مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اپنے آپ کو مردہ تصور کرے اور یہ سمجھ لے کہ اگر میں فی الحقیقت مر جاؤں تو اس وقت بیوی کیا کرے گی اور بچے کیا کھائیں گے پھر بیوی کو بلا کر کہہ دے کہ میں تو مر گیا تجھ کو اختیار ہے یا تو بھوک پیاس میں میرا ساتھ دے ورنہ جو جی چاہے کر۔ بچوں کی پرورش بھی جس طرح خدا چاہے گا ہو جائے گی یا نہ ہوگی بھوکے مر جائیں گے ان سب کاموں سے فارغ ہو کر گوشہ نشین ہو جائے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فقر و فاقہ کا غلبہ ہوا اور بیبیوں نے بھی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ ان سب سے کہہ دو اگر تم اسباب دینا چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو اچھی طرح سے دے دلا کر رخصت کر دوں اور اگر تم خدا اور رسول کو چاہتی ہو تو خدا نے تمہارے لئے اجر عظیم رکھ چھوڑا ہے۔ بعض لوگوں نے ایسا بھی کیا ہے کہ زنبیل گردانی سے تھوڑے ٹکڑے حاصل کر کے بال بچوں کو کھلائے اور باقی تمام وقت عبادت میں صرف کیا' غرض کہ یہ کام بغیر فراغت کے نہیں ہو سکتا لہٰذا تم کو ہر

Marfat.com

ایک چیز سے فارغ ہونا چاہئے۔

ظاہری زینت و آرائش میں کوشش نہ کرے اچھے کپڑے اور اچھا کھانا مریدوں کا کام نہیں ہے' بیویاں اور لونڈیاں بھی کثرت سے نہ رکھے' کسی کاغذ پر گواہی شاہدی نہ کرے نہ اس کام کے لئے حاکم کے پاس جائے' مال و اسباب اور ترکہ و میراث کے لئے دعویٰ نہ کرے۔ مرید کو دل میں خدا سے عہد کرنا چاہئے کہ دنیا و آخرت میں کسی سے جھگڑا نہ کروں گا' اگر کوئی اس کا مال و اسباب چھین لے تو بظاہر اگرچہ واویلا مچائے مگر دل سے اس کو بخش دے' اس راستہ میں اس کو مظلوم بننا چاہئے نہ کہ ظالم' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو ارشاد کیا ہے کہ **یَا عَلِیُّ کُنْ مَظْلُوْمًا وَلَا تَکُنْ ظَالِمًا** یعنی اے علی مظلوم بنو ظالم نہ بنو۔

اگر طالب مالدار ہے اپنا تمام مال راہ خدا میں خرچ کر کے صاحب زکوٰۃ نہ رہے' حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے باقی رکھے تو بہتر ہے ورنہ حضرت عمرؓ کی طرح کچھ تھوڑا بہت ان کے لئے چھوڑ دے ہرگز دل میں یہ خیال نہ لائے کہ میں دن کو کیا کھاؤں گا اور رات کو کیا کروں گا مرید کے سامنے جو کچھ آئے اسی کو غنیمت سمجھے' نہ آئندہ کا فکر نہ گذشتہ پر افسوس۔ اگر کبھی کسی خوبصورت پر نظر پڑے دوبارہ اس کو نہ دیکھے بلکہ اگر آنکھیں بند کر کے اس کے تصور میں مشغول ہو تو بہت بہتر ہے مگر اس تصور سے وہی شخص مستفید ہو سکتا جو بجز حسن کے اور کچھ خیال نہیں رکھتا۔

چند پیشے ایسے ہیں کہ اگر سالک ان کو اختیار کرے تو کچھ حرج نہیں ہے مثلاً سینے کا کام یعنی خیاطی اور زردوزی وغیرہ۔ نوربافی یعنی جولاہے کا پیشہ بھی اگرچہ درزی کے قریب ہے مگر اس کے لئے سامان و اوزار بہت درکار ہیں' جانوروں کے چلانے اور ہکانے کا کام بہت اچھا ہے خصوصاً بکریاں پالنے کا پیشہ بہت بابرکت ہے' حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی نبی ایسے نہیں ہوئے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں یہ ایسا اچھا کام ہے کہ دن بھر جنگل میں رہنا اور شام کو گھر آ جانا یہ عارفانہ زندگی ہے۔ بوجھ

Marfat.com

اٹھانے یعنی حمالی کا پیشہ بھی عمدہ ہے مگر بوجھ اس قدر اٹھائے کہ تھک نہ جائے اور اپنے کام سے باز نہ رہے' غرض کہ وہی پیشہ بہتر ہے جس میں یاد خدا سے غافل نہ ہو۔

کھانے پینے کا غم نہ کھائے جب بھوک لگے اپنے ذوق و شوق سے پیٹ بھرے اگرچہ بھوک کی حالت میں سوال بغیر الحاح کی اجازت ہے مگر میں سوختگانِ عشق کے معاملہ میں گفتگو کر رہا ہوں۔

قرض ہرگز نہ لے مگر جب بہت ہی سخت ضرورت ہو جس کی تین قسمیں ہیں ایک تو اپنی ذاتی ضرورت جس سے مجبور ہو جائے دوسری ضرورت مہمان کی خاطر تیسری صلہ رحم کی ضرورت۔ اپنی بھوک پیاس رفع کرنے کے لئے بھی قرض لے سکتا ہے' بھوک پیاس کا وقت بہت غنیمت سمجھے کیونکہ جیسا قرب الٰہی اس وقت ہوتا ہے دوسرے کسی وقت میں نہیں ہوتا۔ اس لئے اکثر انبیاء و اولیاء نے گرسنگی اختیار کی ہے۔

فاقہ کو غنیمت جانے خصوصاً جو فاقہ کہ بضرورت پیش آئے۔ اگر باختیار خود فاقہ کرے وہ بھی تصفیہ و تجلیہ کا موجب ہے مگر کبھی فاقہ میں رعونت و خود بینی بھی ہو جاتی ہے۔ میرے شیخ کا ارشاد ہے کہ باختیار خود طے کا روزہ رکھنا فاقہ ضروری سے بہتر ہے کیونکہ فرشتوں کی عبادت سے انسان کی عبادت افضل کہی گئی ہے اور فرشتوں کی عبادت ضروری ہے اور انسان کی اختیاری' میں نے عرض کیا کہ حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا بجا و درست ہے مگر میرے دل میں ایک خطرہ گذرا ہے' ارشاد ہو تو عرض کروں' فرمایا کہو میں نے عرض کیا' حضور نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا تھا کہ راہِ طلب و تصوف میں شکستگی و بیچارگی بڑا اثر رکھتی ہے تو یہ فاقہ ضروری میں بدرجہ غایت حاصل ہے' فرمایا ہاں' تم نے خوب بات کہی اس اعتبار سے فاقہ ضروری ہی افضل ہے۔ فاقہ ضروری یا طے کے روزے میں سستی و ضعف لاحق ہو تو اس کی طرف توجہ نہ کرے یہی نیت رکھے کہ اگر نفس ہلاک بھی ہو جائے گا تو میں اس کو کھانا نہ دوں گا جب تک کہ خدا عنایت نہ فرمائے۔ فاقہ کی حالت میں کسی کے ہاں مہمان نہ جائے' نہ کپڑے فروخت کرے اگرچہ صوفیوں نے اس کی اجازت دی ہے مگر میں اس کو خلاف عزم سمجھتا ہوں۔ اگر سالک اس حالت میں مر

Marfat.com

جائے گا تو شہید کہلائے گا اس موت کو وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ (بقرہ۔ ۱۹۵) "اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو" کا مصداق نہ سمجھو اس حالت میں مرنا بڑی دولت ہے۔

اندر رہ عشق ما اگر کشتہ شوی
شکر نہ بد کہ خونبہائے تو منم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد نفس کو جہاد اکبر فرمایا ہے پھر کیا وجہ کہ جہاد اکبر میں جو شخص مارا جائے وہ شہید نہ ہو۔ آیت مبارکہ وَ لَا تُلْقُوْا میں عام لوگوں کے لئے رخصت ہے نہ خاص لوگوں کا عمل' تم نے یہ حکایت سنی ہو گی کہ ایک شخص پہاڑ پر کھڑا تھا کسی سے دریافت کیا کہ یہ آسمان کس نے بنایا ہے اس نے کہا خدا نے' کہا یہ زمین کس نے بنائی ہے' کہا خدا نے اور یہ پہاڑ و درخت کس نے بنائے ہیں' کہا خدا نے' اس نے کہا اُوہو خدا کی بہت بڑی شان ہے اور یہ کہتے ہی پہاڑ سے نیچے گر پڑا۔ عوارف میں یہ حکایت ان لوگوں کی تعریف میں لکھی ہے جنہوں نے راہ خدا میں جان دی ہے۔

طالب ہمیشہ خلوت پسند رہے اور ان دو کاموں کے سوا کوئی کام نہ کرے یا دوست میں مشغول ہو یا دوست کی یاد میں' اگر ان دونوں کے سوا اور کوئی کام کرے گا تو پھل نہ پائے گا۔

اخلاق اور مجاہدہ

سالک کے لئے ضروری ہے کہ ہزلیات اور ہنسی مذاق سے پرہیز کرے' قہقہہ مار کر نہ ہنسے فحش باتیں نہ کرے امرد و عورت پر نظر نہ ڈالے اگر بلا قصد پڑ جائے تو استغفار و توبہ کرے اور یہ سمجھے کہ حسین عورت کو دیکھنا شہوتِ خفیہ سے خالی نہیں ہے۔ عوام الناس کی رسوم کا پابند نہ بنے بلکہ ان سے نفرت کرے۔ لوگ جو کہتے ہیں کہ مرید اس وقت پورا مرید ہوتا ہے جب اس کے بائیں ہاتھ کا فرشتہ تیس برس تک کوئی بدی نہ لکھے یہ بالکل سچ ہے ایسا ہی ہونا چاہئے۔ مرید دریائے ارادت میں غرق ہوتا ہے اس کو

Marfat.com

فرشتہ کے لکھنے یا نہ لکھنے کی پروانہیں۔ جب تک مرید تصور سے مقصود کو بالکل متصور نہیں دیکھ لیتا اس کو پوری لذت حاصل نہیں ہوتی نہ راستہ کھلتا ہے اور جہاں یہ لذت حاصل ہوئی پھر تو ایسا اس کے پیچھے پڑتا ہے کہ مطلق شعور نہیں رہتا' اکثر متقدمین نے حضوری میں ایسا ہی غلبہ کیا پھر یہ تصور اس کمال کو پہنچتا ہے کہ کَانَّہٗ ھُوَ بن جاتا ہے جیسا کہ صاحب تعرف اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

نفس پر جو کام دشوار ہو اس کو مرید اختیار کرے اگر ذکر و مراقبہ سے کشودگی پیدا ہو تو ان کو زیادہ کرے اور خیال کی یک سوئی کے لئے ہرگز ہرگز نشہ کی چیزوں کا استعمال نہ کرے جہاں تک طاقت ہو خدا کے ساتھ مشغول رہے خارجی اشیاء سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اگر نفس کسی چیز کی بہت خواہش کرے اور کسی طرح نہ مانے اگر وہ چیز مباح ہے تو کچھ خواہش پوری کر دے تاکہ بغیر تشویش کے راستہ چلنا آسان ہو اور اگر وہ خواہش نامشروع ہے تو چاہے جان چلی جائے مگر اس کو پورا نہ کرے۔ لوگ جس طرح بچھونا بچھاتے اور لیٹ کر نیند کا انتظار کرتے ہیں مرید ایسا نہ کرے کیونکہ یہ کام خدا ترسوں کا نہیں ہے۔ کھانے میں چکنائی سے پرہیز نہ کرے بلکہ تھوڑی اور چکنی غذا کھائے تو بہتر ہے دماغ میں تری جسم میں طاقت پیدا ہو گی اور گھڑی گھڑی وضو کی ضرورت بھی نہ ہو گی' پیٹ بھر کر حلوا اور مٹھائیاں کھانا مریدوں کا کام نہیں ہے۔

خاندانِ کبرویہ کے لوگ تین چلوں میں جو احتیاط رکھتے ہیں (جس کا بیان اعتکاف میں گذر چکا ہے) سالک ہمیشہ اس کا پابند رہے تو وہ مرید ہے ورنہ بوالہوس' ریاح پیدا کرنے والی اور دیر ہضم چیز سے پرہیز کرے سالک کے لئے بڑی شرم کی بات ہے کہ اس کو ہیضہ یا بدہضمی ہو۔

اگر ماں باپ یا دوست آشنا محنت و مجاہدہ سے منع کریں ان کی طرف التفات نہ کرے اگر یہ یہی حالت رکھتا ہے تو جو لوگ اس کو منع کرتے ہیں وہی اس کے معتقد ہو جائیں گے' ان تمام باتوں سے میرا مقصد یہ ہے کہ کسی طرح پیچھے نہ ہٹ جائے' اگر

Marfat.com

بھوک کے مارے بے چین ہو کتے کے آگے ٹکڑا ڈال کر یاد خدا میں مشغول ہو اگر کوئی خواہش نفس کی پوری بھی کرے تو اس کے مقابلہ میں سخت سے سخت مجاہدہ اس کے اوپر ڈالے' اگر نفس اس کو قبول نہ کرے تو اس کی خواہش بھی پوری نہ کرے اور اس حیلہ سے محفوظ رہے۔

اگر مرید بیوی رکھتا ہے ہر بار اپنی خواہش پوری نہ کرے یہاں تک کہ خواہش حد سے بڑھ جائے اگر یہ شخص صاحب تجلی ہے تو اس ذوق وشوق میں اس پر زور کی تجلی ہوگی' یہ ساری باتیں اپنے تجربہ سے کہی جارہی ہیں۔

سالک کے نزدیک حجرہ کا گوشہ اور بازار یکساں ہونا چاہئے یعنی یاد حق میں دونوں جگہ برابر مشغول رہے' دیکھو عاشقانِ مجاز ہر وقت اور ہر جگہ خیال معشوق میں مستغرق رہتے ہیں پھر افسوس ہے کہ عاشقانِ حقیقت غافل رہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ سالک آزاد ہو یا کسی کا غلام' ان دو باتوں میں جن کو میں بار بار کہہ چکا ہوں کوشش کرے ایک پاکیزہ نفسی اور دوسرے پوری توجہ ان کے بغیر کوئی عبادت کام نہیں دیتی۔

حضرت امام اعظم فرماتے ہیں عِلْمُنَا هٰذَا لَا یَصْلُحُ اِلَّا لِمَنْ خَرَّبَ دُکَّانَهٗ وَفَرَّقَ اِخْوَانَهٗ وَ طَلَّقَ نِسْوَانَهٗ یعنی ہمارا علم اسی شخص کے لئے ٹھیک ہے جس نے اپنی دکان خراب کی ہو اور اپنے بھائیوں کو جدا کر دیا ہو اور اپنی بیویوں کو طلاق دی ہو۔ جب علم ظاہر کی یہ حالت ہے تو پھر علم باطن کے لئے کس قدر تیاری کی ضرورت ہو گی۔

سالک کسی خانقاہ یا سرا میں کھانے کی خاطر سکونت کر کے خادمان خانقاہ کی ننگ و عار نہ اٹھائے اگر وہاں رہے بھی تو کھانے کے وقت ان کے سامنے نہ جایا کرے یا ایسا کرے کہ دن بھر قبرستان میں رہے اور شام کو خانقاہ کے کسی گوشہ میں رہا کرے اور بجز کارِ ضرور کے باہر نہ نکلے۔ مرید نہ زیادہ ترشی کھائے نہ شیرینی' مرید کو اگر حرام کے ساتھ احتلام ہو تو اپنی توبہ پر اعتماد نہ کرے' یہ جو کہتے ہیں کہ عارف کے لئے احتلام خدا کی ایک نعمت ہے یہ اور بات ہے۔ کسی کے دل کو خوش کرنا وغیرہ باتیں اگرچہ نیک کام

Marfat.com

اور بہت اچھے ہیں مگر سالک ان سب کو خارِ راہ تصور کرے کیونکہ ان کے اندر مشغول ہونے سے وہ اپنے اصلی مقصد سے محروم رہ جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ ان کاموں کی برکت سے اس پر کشور کار ہوگا میں مانتا ہوں کہ ہاں ہوسکتا ہے مگر طالب کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے ہاتھ میں قفل کنجی ہو اور وہ کنجی کو پھیر رہا ہو کہ کسی طرح قفل کھل جائے' آپ دیکھ لیں کہ ان دونوں باتوں میں کیا فرق ہے' ایک بات یہ ہے کہ محبوب کی یاد دل میں ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ خود محبوب دل میں ہو۔ تم نے سنا ہوگا کہ دو راستوں میں ایک راستہ نیک مردوں کا ہے اور وہ یہ کہ جس کام میں ثواب کی امید ہو اس کو بجالائے' دوسرا طالبوں کا جس کے سامنے اور کوئی راستہ وجود نہیں رکھتا' اگر ہزار برس نماز پڑھی' اور حضوری نہ ہوئی تو بیکار ہے۔

سالک یہ بھی سمجھ لے کہ جو شخص علم غیب جانتا ہو یا لوگوں کے راز دل سے واقف ہو اس کو بہت قباحتوں کا سامنا ہوتا ہے' مثلاً اس کو معلوم ہو گیا کہ دس روز کے بعد اس پر ایک مصیبت آنے والی ہے تو اس کے صدمہ سے یہ آج ہی پریشان ہو گیا اگر یہ علم نہ ہوتا تو یہ پریشانی بھی نہ ہوتی۔ اسی طرح اگر کسی کے دل میں عذر یا مکر کی بات ہے اور یہ مطلع ہوا تو کیا فائدہ' اگر اس نے اس کو نصیحت بھی کی تو وہ اس سے باز آنے والا نہیں نیز ایسی باتوں کا علم ہونے سے بہت سی بری باتیں بھی سرزد ہوتی ہیں' جو شخص اس کے پاس آئے یہ جان لیتا ہے کہ یہ شخص دل سے میرا معتقد ہے یا نہیں پھر اسی قسم کا اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے اگر یہ علم اس کو نہ ہوتا تو سب کے ساتھ یکساں رہتا۔

کشف مغیبات کو لوگ بڑی نعمت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ سخت زحمت ہیں۔ اگر یہ شخص اپنے کشف کے موافق عمل کرے گا لوگ اس کو پاگل و دیوانہ کہیں گے' قسم ہے خدا کی یہ علم بلائے بے درماں ہے اور جہل اس سے بہتر ہے۔

مرید خود کسی نام و لقب کے ساتھ اپنے آپ کو مشہور نہ کرے ہاں لوگ اگر اس کو کسی نام کے ساتھ مشہور کریں تو یہ معذور ہے۔ جب سوتے سوتے آنکھ کھلے تو اپنے دل کی طرف غور کرے کہ کس خیال میں مبتلا ہے اور جس چیز کا خیال ہو اپنے آپ کو اسی

Marfat.com

کا طالب سمجھے یعنی اگر خدا کا خیال ہے تو خدا کا طالب ہے اور اگر کسی اور چیز کا خیال ہے تو بوالہوس ہے۔

سالک اپنا سلوک اس کوشش سے طے کرے جیسے کوئی شخص کانٹوں دار جنگل میں بھاگتا ہو کہ اگر وہ ٹھہر کر کپڑوں سے کانٹے چھانٹے تو دیر لگتی ہے اس لئے وہ سیدھا بھاگا چلا جاتا ہے کچھ پروا نہیں کرتا کپڑے پھٹیں یا رہیں۔ سالک ہر وقت اس فکر میں رہے کہ اپنے ساتھیوں سے پیچھے نہ رہ جائے کیونکہ جب یہ پیچھے رہ گیا اور وہ آگے بڑھے پھر یہ ان کے پیچھے دوڑا تو ایسا نہ ہو کہ گر پڑے اور اگر گرا بھی نہیں بلکہ ان کو جا پکڑا تب بھی اس کا سانس پھول جائے گا ہاتھ پیر درد کریں گے اور تھک جائے گا لہٰذا پہلے ہی اُسے پیچھے رہنا نہ چاہئے۔

اس راستہ میں جس قدر مشکلات پیدا ہوں سب پر صبر کرے اور اپنے مطلوب سے بے صبر رہے ہر وقت نہایت الحاح وزاری کے ساتھ کشود کار کی دعا مانگے۔

چاہے کتنا ہی اس کو ذلیل و خوار کریں مگر یہ باز نہ آئے۔ جب کوئی فقیر کسی امیر کے سر ہو جاتا ہے تو آخر وہ مجبور ہو کر کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہے اسی طرح مرید کو پیر کے در پر الحاح وزاری کرنی چاہئے۔ خداوند تعالیٰ کے حضور میں بھی یونہی کام نکلتا ہے یعنی خداوند تعالیٰ اپنے کسی مقرب بندے سے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ بڑا بے شرم ہے گناہ بھی کرتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز مانگتا ہے جس کے وہ لائق نہیں ہے تو اب میں کیا کروں اس کو محروم رکھنا بھی میری شان کے خلاف ہے میرے آستانہ سے اس کا سر اٹھاؤ کیونکہ میرے ہاں آنے جانے والوں کا راستہ اس نے تنگ کر دیا ہے۔

جب بیمار ہو تو زبان پر شکایت کا لانا کیسا' دل میں اس کا خطرہ بھی نہ آنے دے بلکہ بیماری کو غنیمت سمجھے اور آہ و نالہ نہ کرے' اگر اسی حالت میں وقت آخر سمجھے تو بس اس کے ساتھ یہی افسوس ہو کہ میں ناکام جاتا ہوں اتنی عمر یوں ہی تلاش و طلب میں گذری اور ہنوز مقصود ہاتھ نہ آیا۔ اگر درازی عمر کی دعا کرے تو محض اس لئے کہ مقصود حاصل ہو جائے نہ اس لئے کہ دنیا کا لطف و لذت اٹھائے' اگر طالب واصل ہے

Marfat.com

تو لذت وصل کی زیادتی کے لئے زندگی چاہے اور اگر ہجر میں مبتلا ہے تو ہجر و انتظار کا لطف بھی کچھ کم نہیں ہے بلکہ بعض عاشق ہجر ہی کو افضل سمجھتے ہیں۔

کفر کافر را و دیں دیندار را
ذرہ دردت دل عطار را

ہاں بیشک ہجر حقیقت ہے اور وصال وہم و خیال۔

بیماری میں جہاں تک ہو سکے کوئی ورد وظیفہ ناغہ نہ کرے، آب و طعام ترک کرنے کے لئے بیماری اچھا بہانہ ہے اگر بخار چڑھے آنکھیں بند کر کے مراقبہ میں مشغول ہو نہایت ذوق حاصل ہوگا، بہت لوگ بخار کو نہایت پسند کرتے ہیں صحابہ نے بھی اس کی بڑی چاہت کی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک روز کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے یعنی ایک شب کا بخار جو فکر و مراقبہ کے ساتھ ہو ایک سال کی ظلمت و کدورت دل سے دور کرتا ہے۔ بیماری میں سالک کی اس بات پر بھی نظر ہونی چاہئے کہ خداوند تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ جس نے ایک ذرہ سی بیماری دے کر اس کی تمام قوت و طاقت سلب کر لی اور اس کو عاجز و بیچارہ اور ضعیف و کمزور کر دیا۔

یہ بھی سمجھ لے کہ اس بیماری کا مقابلہ خدا کی عنایت و مہربانی سے خالی نہیں ہے، بیماری میں خلوت اختیار کرنی اور مراقبہ میں مشغول رہنا عجیب کام ہے، ایسا نہ کرنا چاہئے کہ دو چار آدمی اس کا دل بہلانے کے لئے خدمت میں حاضر رہیں اور ادھر ادھر کا ردیف قافیہ ملائیں نیز بیماری پر مرید کو بڑا شکر ادا کرنا چاہئے کہ الحمد اللہ وہ میری طرف سے غافل نہیں ہے بلکہ اس نے یہ درد و تکلیف دے کر مجھ کو یاد کیا ہے، طالب و عاشق صحت میں عافیت کا شکر اور زحمت میں یادگاری کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

مرید اپنے دل میں یہ بھی کہے کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو ایسی نعمت کے ساتھ مخصوص کیا ہے کہ میرا دل بجز اس کے کنفِ حمایت کے اور کسی کی طرف التجا نہیں کرتا۔

اگر بیماری میں بلا اختیار اس کی زبان سے اللہ اللہ جاری ہو تو یہ بہت بڑی دولت ہے کیونکہ جب اس نے اس کو تمام جھگڑوں سے بچا کر صرف اپنی طرف متوجہ کر

Marfat.com

لیا تھا پھر اور کیا چاہئے ایسی حالت میں مرید پر جس وقت درد و دکھ کی شدت ہوگی تو بجز ذکر دوست کے اور کسی چیز سے آرام نہ ہوگا۔

بیماری سے خوش ہونے کی یہ وجہ ہے کہ عاشقان مجاز میں بھی جب معشوق اپنے عاشق کو برا بھلا کہتا ہے یا کوئی ایذا و تکلیف پہنچاتا ہے تو بہت خوش ہوتا ہے اور غنیمت سمجھتا ہے کہ معشوق نے یاد تو کیا اگرچہ گالی ہی کے ساتھ سہی۔

بیماری میں خاص کر طالب ہر طرف سے غافل ہو کر اپنے مطلوب کا دھیان رکھے اور اس تمنا میں رہے کہ انجام کار تجلی خداوندی اس پر بصورت رضا و حسن و جمال ہو نہ بصورت قہر و جلال' سالک کے لئے بھی خوف عاقبت ہے جس صورت سے دنیا میں اس پر تجلی ہوگی اسی صورت سے آخرت میں ہوگی کَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبْعَثُوْنَ یعنی جس حالت پر مرو گے اسی پر اٹھائے جاؤ گے پھر جس حالت پر جو شخص اٹھایا جائے ویسا ہی اس کا مستقر و ٹھکانہ ہوگا۔

تم نے سنا ہوگا کہ بہشت امن و امان کا گھر ہے مگر وہاں بھی لوگوں کو ایک اندیشہ ہوگا اور وہ اندیشہ عذاب و احتراق کا نہیں ہے بلکہ تجلی جلال کا ہے دیکھو بادشاہوں کی خدمت میں جو لوگ ہر وقت حاضر رہتے ہیں تم کیا جانو کہ ان کے دل پر کیسا فکر و اندیشہ سوار ہوتا ہے۔

بیماری میں طالب رنج و تکلیف سے آہ و نالہ نہیں کرتا بلکہ لطف و لذت سے کرتا ہے لیلیٰ کے مجنوں کا پیالہ توڑنے کی حکایت تم نے سنی ہوگی۔ بیماری میں صبر و استقلال چاہئے اگر اپنی پریشانی اور عدم تحمل کا اظہار بھی کرے تو بطور عجز و عبودیت کے نہ بطور تیزی و درشتی کے' دیکھو جب آقا اپنے غلام کو مارتا ہے اور غلام گڑگڑا کر روتا اور اپنے عجز و مسکینی کا اظہار کرتا ہے تو آقا کو رحم آ ہی جاتا ہے اور اگر غلام اس وقت تیزی و درشتی کرتا ہے تو آقا کا غصہ اور زیادہ ہوتا ہے۔ بندہ ہر حال میں بندہ ہے اس کو ہر وقت ذلیل و مسکین رہنا چاہئے' جلال و بزرگی خداوند عالم ہی کے لئے ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔ (النساء ۔ ۵۷) "بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ

Marfat.com

امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔

مرید کی بیماری میں صرف یہی تمنا ہو کہ خداوند تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرمائے، رحمت ہر شخص پر اس کے مطلب کے موافق ہوتی ہے، مرید طالب چونکہ تجلی و کشف کا طالب ہے لہٰذا یہی رحمت اس پر ہونی چاہئے۔

طالب کے بیمار ہونے میں چند مصلحتیں ہیں اول یہ کہ بیماری کی تکالیف سے نفسانی کدورت دھل جائے اور تمام چیزوں سے دل کو منقطع کر کے موت کے انتظار میں بیٹھا رہے جب موت کی علامات پیدا ہوں وہی وقت کشف وظہور کا ہے اس واسطے بہت لوگ موت کی تمنا کرتے ہیں کیونکہ موت کے وقت ان کی تمنا بر آتی ہے بعض بزرگوں مثل ابوسعید خزازؒ اور حریریؒ نے اپنے آپ کو زمین میں دفن کر دیا تاکہ دل خدا کی طرف راست ہو کر مطلوب کی تجلی ہو، قبر میں رکھنے اور سوال و جواب کے وقت بھی ان کی یہی امید ہوتی ہے، بعض لوگ اس خیال سے کہ تمام عمر تو رنج وغم اور فرقت والم میں گذری لہٰذا مر کر اس غم سے نجات پانی بہتر ہے اس لئے وہ درندوں و گزندوں کی جگہ میں سکونت اختیار کرتے ہیں۔

اجل کجا است بیا گو چو یار با ما نیست
کہ در فرق بیش ازیں زندہ نتواں ماند

بیماری میں اگر افسوس ہو تو اسی بات کا کہ ہائے میں نے زندگی و تندرستی کی قدر نہ جانی پہلے تو اوراد و وظائف میں وقت گذرتا تھا اور اب اس دشواری میں مبتلا ہوں۔

بیماری میں خاموش رہنا اور مرض کی شکایت نہ کرنا چاہئے اگر ہائے ہائے بھی کرے تو اس طرح جیسے کہ معشوق عاشق کو جب دانتوں سے کاٹتا یا ناخنوں سے نوچتا ہے تو وہ اس کے لطف ولذت میں ہائے ہائے کرتا ہے۔

بیماری میں اگر طبیب پرہیز وغیرہ کا حکم دے اس کو بجا لائے یہ نہ کہے کہ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے پرہیز سے کیا ہوگا، ہم نے مانا کہ جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے پھر پرہیز بھی خدا ہی کا فعل ہے نیز ممکن ہے کہ بد پرہیزی کرنا نفس کی حرص کے سبب

Marfat.com

سے ہو علاوہ ازیں دوا کا استعمال اور پرہیز سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، کیا تم نے نہیں سنا کہ مَاتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِدْرُ الدَّوَاءِ يَغْلِيْ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا اور اس وقت بھی دوا کی ہنڈیا جوش کھا رہی تھی۔

جب ایسی بیماری پیدا ہو جس سے جانبر ہونے کی امید نہ رہے فوراً ہر طرف سے دل ہٹا کر ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہو جائے امید ہے کہ اس وقت مطلب حاصل ہو گا۔

تندرستی حاصل کرنے کے لئے طبیب یا مُلاّ سیانے کے آگے الحاح وزاری نہ کرے طالب ہمیشہ وصال مطلوب کا جویار ہے نیز اس کو فقدان ووجدان کے مابین متردد رہنا چاہئے تاکہ وصل و درد دونوں کی لذت اس کے اندر مستقیم ہو۔ ہر چیز ایک آفت رکھتی ہے اور عشق کے اندر دو آفتیں ہیں، ایک ابتدا کی اور ایک انتہا کی، جب طالب طلب کے اندر سرگرداں ہوتا ہے اور مطلب کو نہیں پہنچتا تو اس وقت اس کی ناامیدی ہمیشہ کے لئے اس کو محروم کر دیتی ہے اسی طرح جو شخص وصل سے کامیاب ہوتا ہے وہ بھی مطمئن ہو کر ترقی سے رک جاتا ہے اس لئے سب سے بہتر وہی عاشق ہے جس کو وصل وہجر کا لطف برابر حاصل ہو اور وہ یہی کہے کہ مجھ کو فصل تو ہوا مگر میں اس کی انتہا کو نہیں پہنچا یہاں مرد میدان وہی ہے کہ جس قدر اس کی مراد حاصل ہو اس قدر خواہش بڑھتی جائے اور سیری نہ ہو، اس شعر میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔

عجبے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست
عجب این است کہ من واصل وسرگردانم

طالب کو لازم ہے کہ حرص وطمع کی راہ سے کسی کے سامنے دست بستہ نہ کھڑا ہو نہ باادب بیٹھے نہ پیچھے پیچھے پھرے نہ خود اپنی رفتار ایسی بنائے کہ جس سے خود نمائی پائی جائے نیز سینہ ابھار کر چلنا ہم لوگوں کا شیوہ نہیں ہے اس کی حالت ایسی ہونی چاہئے کہ ہر شخص اس کی شکستگی سے لطف حاصل کرے یہاں تک کہ کتا بلی بھی۔

نشہ کرنے والی چیز کا ہرگز استعمال نہ کرے یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پینے سے یکسوئی ہوتی ہے یہ ٹھیک ہے مگر صرف ابتدا ہی میں ایسا ہوتا ہے جب عادت

Marfat.com

ہوئی پھر بغیر نشہ کے یک سوئی نہیں ہوتی نہ کوئی کام ہو سکتا ہے اور تمام جہان میں بھنگی چرسی اور شرابی کہلا کر بدنام ہوتا ہے۔ اگر کبھی کبھی قصہ لیلیٰ مجنوں یا دیوان شیخ سعدی وغیرہ دیکھ کر دل بہلائے تو حرج نہیں جب یہ دو آدمیوں میں رابطہ عشق و اتحاد ملاحظہ کرے تو اس کے درد و طلب میں ترقی ہونی چاہیے۔

ہمیشہ اپنی نگاہ نیچے رکھے اگر آنکھ اٹھائے بھی تو آثار و عبر کے علاوہ کچھ نہ دیکھے' خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا پیر کی زیارت سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے چاہے انوار الٰہیہ کی تجلی ہی کیوں نہ ہو اگر یہ تجلی حضور کی یا پیر کی صورت میں ہو تو بہت بڑا اعتبار رکھتی ہے۔

لوگ جو کہتے ہیں کہ دنیا میں ایک گھڑی کی زندگی جنت میں چار ہزار سال رہنے سے بہتر ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ اس جہان میں جو نعمت ہے وہ نقد موجود ہے جب اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں اس نعمت کو یہیں چھوڑ جاتے ہیں اس جہان میں یہ نعمت حاصل نہیں ہوتی اس سبب سے انبیاء و اولیا نے زندگی کو پسند کیا ہے کیونکہ اس جہان میں کشف صریح ہے عاشق و معشوق کے درمیان پردہ نہیں رہتا سایہ دور ہو کر اصل شے رہ جاتی ہے اسی لحاظ سے اس جہان کو افضل و بہتر کہتے ہیں مگر یہاں جو محبوب پردہ اور برقع میں جلوہ گر ہے تو کچھ اور ہی لطف ہے' دیکھو معشوق مجازی کا حسن بھی حجاب لباس میں اور ہوتا ہے اور بے حجابی میں اور حالانکہ تمہاری خواہش یہی ہوتی ہے کہ تم اس کو بے حجاب دیکھو' اس جہاں میں باوجود کشف صریح کے بہت سے طالب تمنا کریں گے کہ کاش ہم پر یہ کشف نہ ہوتا اور ہم معشوق کو پردہ ہی میں دیکھے جاتے۔ دیکھو شعبدہ باز کا تماشا بھی پردہ ہی میں اچھا معلوم ہوتا ہے اگر پردہ کے اندر سے دیکھا جائے تو کچھ لطف نہیں رہتا' یہی سبب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تمنا نہیں کی اور بہت سے بزرگان نے زندگی کے لئے دعا کی ہے دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہیں تخم اعمال بویا جاتا ہے جو وہاں ایک کے سات سو ہوتے ہیں اور جس کے لئے خدا چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ کرتا ہے۔

Marfat.com

معشوق کے برا کہنے میں بھی ایک لذت ہوتی ہے اور اس کا منہ چھپانا بھی انوٹ سے خالی نہیں ہوتا جس کو دیکھ کر عاشق نیم جاں جان سے گذر جاتا ہے' میں نے یہ مضمون مفصل کر دیا مگر دیکھئے کس خوش نصیب کی سمجھ میں آتا ہے۔ کبھی عاشق ایسی حرکت کرتا ہے کہ معشوق غضبناک ہو کر باہر نکل آئے اس قہر و غضب میں جو حرکات و سکنات معشوق سے ظہور میں آئیں ان کا لطف بھی عاشق ہی سے دریافت کرنا چاہئے۔

چشم کناں بیا کہ تا صلح کنم

طالب اپنے مطلوب کے پیچھے ماہی بے آب بن جائے اگر مچھلی سے پوچھو کہ تو کیا چاہتی ہے' کہے گی پانی' اگر پوچھو کہاں سے آئی ہے' کہے گی پانی سے' پوچھو کہاں جائے گی' کہے گی پانی میں' پوچھو کیا کھائے گی' کہے گی پانی' پوچھو کیا پیئے گی' کہے گی پانی' غرض کہ بغیر پانی مچھلی کا ایک سانس لینا دشوار ہے۔ یہی حال طالب کا مطلوب کے لئے ہونا چاہئے' کتب سلوک میں بعض باتیں بہت باریک اور ادق ہیں کیونکہ طالب بھی بہت سی اقسام کے ہوتے ہیں' عباد و زہاد وغیرہ۔ اگر طالب ان باتوں کے پیچھے پڑے گا آوارہ ہو جائے گا اور اس کی لوحِ دل حقیقت کا نقش قبول نہ کرے گی۔

چناں تنگ است راہ عشق بازی

کہ جز معشوق تنہا در نہ گنجد

طالب کو صحرا و جنگل میں رہنا بہت مناسب ہے تا کہ اس کا دل بہادر بنے جب اس پر انوار الہیہ کی تجلی ہو تو کہیں نہ ٹھہرے اور کسی چیز کو حرکت نہ دیکھے' ایسے طالب کو پیر کی ضرورت نہیں کیونکہ پیر اسی لئے ہوتا ہے کہ طالب کو ان چیزوں میں مشغول نہ ہونے دے اور آگے بڑھائے چلا جائے۔

خلوت و مراقبہ

سالک کو چاہئے کہ خاص کر رات گذارنے کے لئے خلوت کی ایسی جگہ تجویز کرے جہاں کوئی دوسرا نہ ہو کیونکہ محض تنہائی بھی ایک خاص اثر رکھتی ہے۔ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم پر ابتدا میں وحی بھی خلوت یعنی غار حرا ہی میں آئی نیز ہر مذہب وطریق میں تسخیر کواکب وشیاطین کے لئے بھی خلوت کی ضرورت ہے اور ہمارے کام میں بھی خلوت با شرائط طہارت وذکر ومراقبہ سب سے مقدم ہے اگر اسی طرح خلوت بجالایا امید ہے کہ ارواح بزرگان اور ابدال و اوتاد سے ملاقات ہوگی۔ جو شخص نماز وتلاوت میں حصول مقصود کے خیال سے مشغول ہوگا خداوند تعالیٰ اس کی تعلیم کے لئے کسی راہبر کو بھیج دے گا تاکہ اس کو ذکر ومراقبہ کی تعلیم کرے۔ جب انسان کا دل آئینہ کی طرح شفاف ہو جاتا ہے انوارِ قدسی اس پر چمکتے ہیں' ابدال و اوتاد اس کی تعلیم کو آتے ہیں اور مقصود کا راستہ بتاتے ہیں غرض کہ سب کاموں سے مقدم حضورِ قلب ہے اس کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔

سالک کے لئے دو کام ضروری ہیں ایک تخلیہ یعنی ماسوا اللہ سے دل کا خالی کرنا دوسرے تجلیہ یعنی انوار الٰہی سے دل کو روشن کرنا' اصل کار تخلیہ ہے سالک اسی کو مقدم سمجھے جوگی بھی اسی روش پر چلتے ہیں' جب تخلیہ قائم ہوا پھر تجلیہ خود ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ ان دونوں میں پوری مطابقت ہے کُلَّمَا تَخَلّٰی تَجَلّٰی یعنی جب تخلیہ ہوا تجلیہ بھی پیدا ہو گیا جیسے فنا و بقا اور غنیمت وحضور' اگر تجلیہ کو مقدم سمجھے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں اگر دونوں کو یکجا کرے تو یہ سب سے بہتر ہے اور ہمارے خواجگان نے ایسا ہی کیا ہے۔

مراقبہ کے دو معنی ہیں ایک مراقبہ بمعنی محافظہ یعنی غیر خدا کے خطرہ سے دل کی حفاظت کرنا یہ مراقبہ مبتدیوں کا ہے۔ دوسرا مراقبہ بمعنی مشاہدہ یعنی ذات وصفات کے مشاہدہ میں ایسا مستغرق ہو جانا کہ اپنی ہستی کو بھی بھول جائے یہ مراقبہ منتہیوں کا ہے۔

جو کام ہاتھ پیر سے کئے جاتے ہیں وہ پریشان خاطری میں بھی ہو سکتے ہیں مگر مراقبہ بغیر اطمینانِ خاطر وخلوتِ باطن کے ممکن نہیں' لہٰذا ابتدا میں سالک اپنا دل پیر کے دل کی طرف مراقب کرے تاکہ پیر کے دل سے اطمینان کا حصہ نصیب ہو چونکہ مرید ابتدا میں حجابات کے اندر ہوتا ہے اس لئے حضرت عزت کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا مرشد چونکہ عالم شہادت سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا ہماری بتائی ہوئی تدبیر یعنی مرشد کی طرف متوجہ

Marfat.com

ہونا بہت مفید ہوگا۔

بعض لوگ ذکر خفی ہی کو مراقبہ کہتے ہیں مگر ہماری اصطلاح میں ذکر خفی اس ذکر کا نام ہے جو بغیر زبان کے دل سے کرتے ہیں۔

ایک گوشہ میں بیٹھ کر آنکھیں بند کرے اور مراقبہ میں مشغول ہو اگر یہ کام بن گیا تو کُل طالبوں پر فوق لے جائے گا۔ اندھیری رات اور جنگل کی تنہائی سے خوف نہ کرے نہ موذی جانوروں کی طرف متوجہ ہو اپنے کام سے دھیان رکھے' جن و شیطان وغیرہ کا خطرہ بھی دل میں نہ آنے دے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرے اور اس کے درد طلب میں ایسا مشغول ہو کہ کسی درد کی خبر نہ رہے۔ قلندر صفت ہو جائے نہ کسی بات سے ننگ و عار رکھے نہ کسی رسم و عادت کا پابند رہے۔ ان تین باتوں کو پسند رکھے' بھوک پیاس' تنہائی' شب بیداری۔ اگر بیٹھے بیٹھے مراقبہ ہی کے اندر سو جائے بہت بہتر ہے لیٹ کر سونا ٹھیک نہیں اگر بیٹھے بیٹھے سوئے گا تو یہ سونا بھی عمل میں داخل ہوگا' بعض علماء کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج بھی خواب ہی میں ہوئی ہے اور یہ سونا اسی طرح کا تھا جس کا بیان ہوا ہے۔ اگر غیب سے دونوں وقت کھانا آئے تو ضرورت بشری کے موافق کھائے نہ اتنا کہ زیادہ کھانے کی عادت ہو جائے۔ اگر کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو بہت کھاتا ہے خاوند نے کہا اگر میں بہت کھاتا ہوں تو تجھ پر تین طلاق' اس مسئلہ کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر وہ شخص اس قدر کھاتا ہے کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اس سے کھانے کو کہا جائے تو وہ نہ کھا سکے تو بیشک وہ بہت کھاتا ہے اور اگر دوبارہ کھا سکے تب بہت نہیں کھاتا۔

قصداً بادشاہ یا امیر کے پڑوس میں جا کر نہ رہے نہ یہ چاہے کہ کوئی اس کو جانے کیونکہ ہمارے طریق میں قصد کرنا ہی ممنوع ہے اس کے لئے خلوت و جلوت یکساں ہونی چاہئے اور جہاں تک ہو سکے اپنے وظائف کا ناغہ نہ کرے۔

اگر جمع خیالات کے لئے ظاہری صورت پیش نظر رکھے تو چند روز میں وہ صورت غائب ہو کر کشفِ غیوب حاصل ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر

Marfat.com

شیاطین بنی آدم کے دلوں کو نہ گھیرے رہتے تو یہ آسمانوں کا ملک دیکھا کرتے۔

حاجی احمد بکرہ جو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے خادم تھے فرماتے ہیں۔ کہ میں نے پہاڑ میں ایک شیخ کو دیکھا کہ ارشاد و تلقین کرتے ہیں اور مریدوں کا حلقہ بنا کر بیچ میں ایک خوبصورت امرد کو بٹھا کر سب سے کہتے ہیں کہ اس کے چہرہ پر نظر جماؤ اور ایک شخص کو ان مریدوں کی نگرانی پر بھی مقرر کر رکھا ہے' ان شیخ کا یہ کام ہماری سمجھ میں نہیں آیا جس کام میں صریح خیانت کا اندیشہ ہو اس کی نگرانی کہاں تک ہو سکتی ہے اور اس کا انجام کیا ہوتا ہے میرے نزدیک کتنی ہی نگرانی کی جائے طبع انسانی کا شہوت سے خالی ہونا بہت مشکل ہے اس لئے راسخون فی العلم اور عارفانِ حقیقت نے کشفِ حقیقت کے لئے بہت احتیاط کا راستہ اختیار کیا ہے۔ جس کے بغیر آئینہ مراد میں وصال کی صورت نظر نہیں آتی۔

میں یہاں یک مراقبہ کی مفصل ترکیب بیان کرتا مگر اس خیال سے کہ نااہل بھی واقف ہونے کے مدعی بن بیٹھیں گے اور آخر ان کو نقصان پہنچے گا مجمل لکھتا ہوں تاکہ اہل اور لائق ہی فائدہ اٹھا سکیں اور وہ یہ کہ خلوت میں بیٹھ کر لفظ اللہ دل میں اس طرح بٹھائے جیسے خطرہ اور وسوسہ قائم ہوتا ہے' اللہ ہی دل میں آئے اور اللہ ہی دل سے نکلے یا یوں کہہ دو کہ اللہ کے سوا کوئی خطرہ دل میں نہ رہے' حافظوں سے دریافت کر لو کہ جس وقت ان کا دل زبان کے ساتھ یاری نہیں دیتا ہرگز وہ قرآن شریف یاد نہیں کر سکتے۔ اس مراقبہ میں ایسا نہ ہو کہ اللہ اللہ ہی کہے اور قصے قضیوں کا بھی دھیان رکھے جیسے بعض لوگ نماز میں سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں ان کے دل کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ زبان سے کیا نکل رہا ہے۔

تصورِ شیخ

کہتے ہیں کہ مرید پیر پرست ہونا چاہئے اس کا مطلب یہ ہے کہ پیر جو انوار

Marfat.com

لاہوتی کا مظہر ہے تو یہ اس کی پرستش نہیں ہے بلکہ حق کی پرستش ہے۔ اگر کہا جائے کہ اس درمیانی صورت سے کیا فائدہ؟ جواب یہ ہے کہ حضور قائم کرنا' کیونکہ پیر کی صورت تمہارے سامنے موجود ہے اور ایسی چیز کا تصور خوب ہو سکتا ہے' غائب کے تصور میں خطرات مزاحم ہوتے ہیں۔ تصور شیخ کی ترکیب یہ ہے کہ اپنے آپ کو شیخ کے روبرو ان کی مجلس میں حاضر تصور کرے یا اپنے دل میں شیخ کا خیال جمائے یا اپنے آپ کو ہمہ تن شیخ سمجھے۔ یہ کام خاص نیک بختوں کا ہے۔ یہ نہ مراقبہ ہے' نہ مشاہدہ' نہ مکاشفہ بلکہ یہ معائنہ ہے' سماع میں وصل و ہجر اور درد و طلب پیر کی طرف نسبت کر سکتا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں قسم ہے خرقہ شیخ کی کہ قوال سے جو شعر و غزل میں نے سنی اس کو شیخ کی ذات پاک کے سوا کسی طرف نسبت نہیں کیا۔ دیکھو سماع کی کیسی نازک حالت ہوتی ہے مگر اس وقت بھی حضرت کے دل میں شیخ کے سواء کوئی خطرہ نہیں گذرتا تھا۔

اگر پیر کی صورت میں جمال باکمال نہ ہو تو نور قدسی کے ساتھ اس کا تصور کرے یہاں تک کہ خود اس نور سے آراستہ ہو جائے' اگر مرید اس نورانی تصور کا اثر پیر کی صورت میں ملاحظہ کرے تو امیدوار ہو کہ عنقریب پیر کے اسرار سے مطلع ہو گا' اگر اپنے اندر نور کا اثر دیکھے تو خوش ہو کہ عنقریب اس کو وہ مرتبہ ملے گا جس سے پیر بھی رشک کریں گے اور ان کو اس سے فائدہ پہنچے گا' بہت سے مرید ایسے ہوئے ہیں کہ دنیا میں ان سے پیروں کا نام روشن ہوا ہے۔

افتد بصحرائے ہر یک بتماشائے
دی راکہ تو منظوری خاطر نہ رود جائے

اگر کسی ناشائستہ جگہ پیر کا تصور سامنے آ جائے نہ اس کی طرف متوجہ ہو نہ اس کے دور کرنے کی کوشش کرے۔ اپنے پیر کو ایک صاف شفاف آئینہ تصور کرے کہ اس پر تجلی ہو رہی ہے اور یہ اس کے نظارہ میں مشغول ہے۔

نماز میں پیر کو دائیں یا بائیں طرف تصور کرے یا اپنا امام سمجھے یا اپنے سجدہ کی

Marfat.com

جگہ اپنے دل میں خیال کرے یا حاضر و ناظر سمجھے تو اور بھی اچھا ہے' جہاں تک ہو سکے اچھی صورت و حالت میں پیر کا تصو جمانا چاہئے۔ اسی طرح جہاد میں بھی تصور کو ملحوظ رکھے جو لوگ اس تصور کے عادی ہیں وہ ہمیشہ ہر نماز کے بعد پیر سے تجدید بیعت کرتے ہیں۔ جہاد میں دو قسم کا تصور ہے ایک لطف و جمال کا اور دوسرا قہر و جلال کا اور دونوں اپنی اپنی جگہ کار آمد ہیں۔ اگر تصور میں جمال کی صورت سامنے آئے بہت جلد کشود کار اور فتح ہوگی اگر لطف کی صورت سامنے آئے مال غنیمت بکثرت ہاتھ آئے گا اگر جلال کی صورت سامنے آئی خونریزی بہت ہوگی اگر قہر کی صورت جلوہ کرے تو نعوذ باللہ منہا۔

میں ان چاروں صورتوں کا مفصل بیان کرتا مگر عالمانِ جاہل صفت کی زبان درازی کے اندیشہ سے مختصر کر دیا ہے۔

حبسِ دم

سالک کے لئے حبسِ دم کی مشق بہت ضروری ہے' اگر اس کو بکثرت کرے تو عورت سے پرہیز کرنا لازمی سمجھے' پانی بہت کم پیئے اور کھانا اتنا قلیل کھائے کہ بس کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے' اگر سفر میں ہے تو منزل پر پہنچ سکے' فضول باتیں ہرگز نہ کرے' حبس دم کرنے سے خطرات خود بخود دفع ہو جاتے ہیں۔

ان تین چیزوں کے علاوہ جوگیوں کی ہر ایک بات سے پرہیز کلی رکھے اور وہ تینوں چیزیں یہ ہیں' حبس دم' نشست مخصوص اور ظفر تکیہ' یہ تینوں چیزیں سالک کے لئے بہت ضروری ہیں۔

عروجِ آسمانی

مرید بغیر پیر کی رہبری کے آسمان پر عروج نہیں کر سکتا یہ عروج کئی طور سے ہوتا ہے ایک یہ کہ پیر مرید کو اپنے کاندھے پر چڑھا کر کہتے ہیں کہ مجھ کو خوب مضبوط پکڑ

Marfat.com

لے بعدازاں اڑتے اڑتے آسمان کے دروازہ پر پہنچ کر دستک دیتے ہیں اندر سے آواز آتی ہے کون ہے پیر اپنا نام بتاتے ہیں دروازہ کھلتا ہے پھر دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ آپ کے ساتھ کون ہے پیر کہتے ہیں میرا مرید ہے اور اس کو میں نے اس مقام پر آنے کے قابل بنا دیا ہے اسی طرح دیگر آسمانوں پر عروج ہوتا ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ ایک جانور سواری کا لایا جاتا ہے مرید کو اس پر سوار کرتے ہیں پھر معلوم نہیں ہوتا کہ وہ جانور چلایا اڑا ایک پلک زدن میں آسمان پر جا پہنچتا ہے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک خوبصورت مرید کو اپنی طرف بلاتا ہے جب یہ اس کی طرف بڑھتا ہے تو وہ آگے بھاگتا ہے یہ اس کے پیچھے دوڑتا ہے یہاں تک کہ آسمان پر پہنچ جاتا ہے مگر یہ سب طریقے پیر ہی کی رہبری سے طے ہوتے ہیں۔

مسئلہ سماع

یہ مسئلہ یوں ہے کہ اگر کوئی شخص تفریح طبع یا خوش وقتی کے لئے گاتا بجاتا اور ناچتا ہے تو اس میں اختلاف ہے بعض فقہا اس کو حرام بعض حلال اور بعض مکروہ کہتے ہیں' غرض کہ اس مسئلہ میں ایسا ہی اختلاف ہے جیسے کہ گھوڑے کے گوشت اور شطرنج کی بازی میں' اب رہا وہ سماع جو سوز و طلب سے ہو اور جس میں شوق و رغبت کو ترقی اور طاعت و مجاہدہ پر ہمت ہوتی ہے۔ یہ فقیہہ کی بحث سے علیحدہ ہے' فقیہہ اس کو سمجھ نہیں سکتا فقیہہ کی گفتگو صرف نفسانیات اور دینوی معاملات میں ہوتی ہے سماع سے اس کو کیا تعلق۔

موسیقی کی حقیقت اور سماع کی اقسام

ایک شخص درد و تکلیف میں پڑا ہوا آہ آہ کر رہا تھا اور تکلیف کے ساتھ آواز کا طول و عرض کم و بیش ہوتا تھا اس کو خیال کر کے حکماء نے موسیقی کے پردے ترتیب دئے

Marfat.com

ہیں نیز یہ روایت بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک پٹھا کسی مردار جانور کا اس کی ہڈیوں پر لگا ہوا خشک ہو گیا تھا جب ہوا زور سے چلتی اور اس پر لگتی تو آواز نکلتی تھی ایک حکیم نے اس کو دیکھا اور باجہ تیار کیا' بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ایک سالک نے اپنے مشاہدہ میں ساتوں آسمانوں کی گردش ملاحظہ کی اور ان کی دلکش آوازیں سن کر موسیقی کی بنیاد ڈالی آسمانوں کی آوازیں ایسی دلکش ہیں کہ اگر اہل دنیا سنیں تو ان کا زندہ رہنا مشکل ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام انواع واقسام کی آوازیں رکھتے تھے یعنی چنگ ورباب اور نے وغیرہ۔ باجوں کی آوازیں آپ کے حلق سے برآمد ہوتی تھیں اور سننے والوں پر ایسا اثر ہوتا کہ وہ اپنے ہوش میں نہ رہتے۔ ابلیس کی ذریات نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ داؤد علیہ السلام کے نغمہ نے لوگوں کے دلوں میں ہمارے وسوسہ کی گنجائش نہیں رکھی' ابلیس یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس میں حاضر ہوا اور آپ کے نغمہ پر غور کر کے ایک باجہ تیار کیا اور اہل ہوا و ہوس کو اپنے راستہ پر لے آیا۔ جس طرح شاعر اپنے شعر میں معشوق کا حسن و کرشمہ' ناز و انداز' رفتار و گفتار' جنگ و صلح' وفا و جفا' قبول وانکار وغیرہ کا نقشہ کھینچتے ہیں اسی طرح موسیقی کا استاد ان سب باتوں کو راگ کے تال و سُر میں ادا کرتا ہے' سُر کے بدلنے اور ایک پردہ سے دوسرے پردہ میں جانے اور ایک راگ کا دوسرے راگ پر پرتو ڈالنے ہی کو ہنر کہتے ہیں۔ جس نے ان باتوں کی خوب مشق کی ہو اس سے سن کر دیکھو مگر افسوس ہے کہ اب استاد ان باتوں کو نہیں سمجھتے تو اور کوئی کیا سمجھے گا۔ محمد حسینی سلمہ اللہ یوم التناد بحق شفیع العباد اس کام میں بہت مبتلا ہے اس کی باریکیوں میں گہرا اتر گیا ہے اور اس دریا سے بہت موتی نکالے ہیں' اگر تم لطافت طبع رکھتے ہو اس نکتہ کو سمجھ لو ورنہ اس فن کے ماہر بھی ان امور سے غافل ہیں مجھ پر موسیقی کی حقیقی صورت منکشف ہو گئی ہے اور میں نے تحقیق و یقین سے مشاہدہ کر لیا ہے۔ میں خیال و وہم کے اندر گفتگو نہیں کرتا بلکہ میری گفتگو مشاہدات میں ہے اور میں تحقیق و یقین سے کہہ رہا ہوں' انسان کے اندر پانچ چیزیں ہیں روح' دل' نفس' طبع' عقل' جب نغمہ کے ساتھ گایا جاتا ہے تو روح نغمہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے' دل

Marfat.com

شعر کے مضمون میں، نفس شعر کی موزونیت میں، عقل شاعر کی اس حکمت میں جو شعر کے اندر اس نے رکھی ہے توجہ کرتی ہے اور طبیعت موسیقی کے وزن کا اندازہ کرتی ہے۔ غرض کہ یہ پانچوں اپنی اپنی غذا میں مصروف ہو جاتے اور ذوق حاصل کرتے ہیں۔ انسان کے اندر سے مخاصمت دور ہو کر قرار و اطمینان پیدا ہوتا ہے یہی سبب ہے کہ اہل دل موسیقی پر فریفتہ ہیں۔ سماع کے علاوہ ہر ایک کام یا دل کی غذا ہے، یا نفس کی، یا روح کی، اسی سبب سے اس میں مخاصمت قائم رہتی ہے، مثلاً نماز کہ یہ نفس کی غذا ہے، جب تک نفس میں طاقت ہے اس کو برداشت کرتا ہے پھر ملول ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات سماع میں کسی قسم کی غذا حاصل نہیں ہوتی اور یک بارگی ایک وارد ایسی شدت سے نزول کرتا ہے کہ خودی باقی نہیں رہتی تمام نور بن جاتا ہے۔

سماع کی تین قسمیں ہیں، اول یہ کہ قوال سے شعر سنتے ہی بغیر اس کے مضمون یا نغمہ میں غور کئے وجد کیف پیدا ہو جائے اور دیوانہ بنا دے، دوئم یہ کہ سننے اور غور کرنے کے بعد ایسا ہو، سوئم یہ کہ یاروں کی موافقت کے سبب سماع سنے تو اس کو بھی کچھ نہ کچھ حصہ ملے گا اور جو رحمت ان پر نازل ہے یہ بھی اس سے محروم نہ رہے گا جیسے شراب خانہ میں کوئی شخص جائے تو اگرچہ وہ شراب نہ پئے مگر بو ہی سونگھے گا اور مستوں کی حرکات ہی دیکھے گا۔

سماع میں اہل ذوق کی موافقت کرنی ضرور ہے، بیگانوں کی طرح شریک نہ ہو کیونکہ بیگانگی یگانوں کا کام نہیں ہے اگر یہ ان کی موافقت کرے گا تو امید ہے کہ تواجد سے وجد اور توافق سے وفاق میں ترقی پائے گا۔

اگر نماز کی جماعت تیار ہو اور کوئی شخص پہلے نماز پڑھ چکا ہے تو اب بھی اس کو موافقت کے لئے دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئے تاکہ جو رحمت اس جماعت پر نازل ہو یہ بھی اس میں شریک ہو جائے، سماع کو بھی اسی طرح قیاس کرو۔

ایسا نہ کرے کہ ابھی تو سماع میں گریہ وزاری اور آہ و بکا کر رہا تھا اور ابھی کھانے پینے اور ہنسنے بولنے میں مشغول ہو یہ کام اہل سماع کا نہیں ہے اور ایسے لوگ ان

Marfat.com

کے دائرہ سے خارج شمار کئے جاتے ہیں۔

دف کے لئے اگرچہ فقیہوں کے نزدیک گنجائش ہے مگر دیگر مزامیر حرام کہتے ہیں' سننے والا اہل دل ہے تو خیر ورنہ وہ جانے' حدیث شریف لِکُلِّ مَلِکٍ حِمیٰ وَ حِمیَ اللّٰہِ مَحَارِمُہٗ سے مزامیر پر حرمت کا فتویٰ نہیں ہو سکتا۔ اہل دل جانیں اور ان کا کام جانے مگر اتنا ضرور ہے کہ مزامیر کسی قسم کی آلودگی نہیں رکھتے' اگر کوئی شخص باغ یا صحرا کی سیر کرے تو کیا اس کو بھی محارم پر قیاس کیا جائے گا ہرگز نہیں۔

فقہاء نے اس میں بہت اختلاف کیا ہے مگر باجہ کی اصلیت یہ ہے کہ حکیم نے اس کو آدمی کی صورت پر ایجاد کیا ہے' ایک تار اس کی آنکھ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے یعنی جو آواز اس تار سے نکلتی ہے غمزہ و کرشمہ کی خبر دیتی ہے اسی طرح سے دیگر تار سینہ اور ہاتھ پیر سے مناسبت رکھتے ہیں۔ جو شخص قواعد موسیقی کے موافق گاتا ہے اس کے متعلق شریعت میں کہیں نفی اثبات کا حکم نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ یعنی قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ زینت دو' فقہا اس کے الٹے معنی بیان کرتے ہیں یعنی اپنی آوازوں کو قرآن کے ساتھ زینت دو' دیکھو مشاہدہ و تجربہ سے ثابت ہے کہ اگر کوئی خوش الحان آدمی آیہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ پڑھے تو سننے والوں پر عجیب اثر ہو گا کچھ عجیب نہیں جو پڑھنے والے کو کپڑے بھی اتار کر دے دیں اور اسی آیت کو جب کوئی بد آواز پڑھے تو سننے والے متوجہ بھی نہ ہوں مشہور بات ہے کہ داؤد علیہ السلام ایسی خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے کہ بہت سے لوگ مر جاتے تھے پس جب کہ خوش آوازی معجزہ ہے اور معجزہ اچھی بات ہوتی ہے بری بات معجزہ نہیں ہوتی تو پھر اس کو حرام یا مکروہ کہنا عقل سے خارج ہے۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو موسیٰ اشعری کے مکان کے پاس سے گذرے اور وہ اپنے گھر میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر ٹھہر کر سنا پھر جب ان سے ملاقات ہوئی تو بیان فرمایا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ حضور سن رہے ہیں تو میں اور اچھی طرح پڑھتا نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ ہی کے

Marfat.com

حق میں فرمایا ہے لَقَدْ اُوْتِیْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِیْرِ آلِ دَاوٗدَ. ان کی آواز کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حریار نام رکھا۔

میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے حلق سے ہر ایک باجہ کی آواز نکلتی تھی' کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف حجاز کے لہجہ میں پڑھتے تھے' مجالس ومحافل میں صوفی کو خود گانا وبجانا نہ چاہئے خصوصاً وہ صوفی جو باعزت باوقار ہو کیونکہ اس کام سے ایک طرح کا استخفاف اور سبکی پیدا ہوتی ہے' ہاں خلوت میں یاران ہم مشرب کے سامنے گانا اور بات ہے' گانے بجانے کو پیشہ بھی نہ بنائے کہ اشعار وابیات دل میں جگہ پکڑ لیں اور حضور ومراقبہ سے محروم ہو جائے' دل ایسا خزانہ ہے کہ اس میں صرف ایک ہی چیز کی گنجائش ہے۔ صوفی کو اشعار جمع کر کے کتاب یا دیوان تیار کرنا بھی زیب نہیں' نہ شب و روز سماع میں مشغول رہنا چاہئے بلکہ کبھی کبھی سن لیا کرے۔ ایک بزرگ کا فرمان ہے کہ لَا تُکْثِرُ وَالْجُلُوْسِ فِی السَّمَاعِ فَاِنَّهٗ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ یعنی بکثرت سماع میں نہ بیٹھو کیونکہ وہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے نفاق یہ کہ دل کو ذکر و مراقبہ کی طرف مائل نہ رکھے' خاندان کیرویہ کے بعض لوگ سماع میں الا اللہ کی ضربیں لگاتے ہیں یہ سماع نہیں بلکہ ذکر ہے' سماع میں ایسا نہ کرنا چاہئے اور اگر اس میں کچھ اثر ہوگا تو وہ ذکر کا اثر ہے نہ کہ سماع کا' اے عزیز' سماع عشق بازی ہے اس میں ہر دم معشوق کا خیال یا حضور ہونا چاہئے یہاں ذکر وفکر کی گنجائش نہیں یہ حق و حقیقت کے ساتھ بازی ہے اگر تم یہاں آؤ تو جانو۔ سماع میں جیسے کہ حمل نظیر بر نظیر ہے اس طرح حمل نقیض بر نقیض بھی ہے یعنی اگر شعر کے معنی یا موسیقی کے وزن سے وصل کا مضمون مفہوم ہوا تو جو شخص اس دولت سے محروم ہے وہ اضطراب و گریہ میں مبتلا ہوگا کہ قوم تو وصل سے دل شاد ہیں اور میں نامراد ہوں نیز جو شخص وصل کے ساتھ کامیاب ہے وہ فراق کی حکایت سن کر خوشی اور ذوق میں شکر کرے گا مطلب یہ کہ اس طرح سے اثر بالعکس بھی ہوتا ہے اور جو لوگ مضمون کی حقیقت سے بے خبر ہیں ان پر بھی اثر ہوتا ہے۔ دیکھو سانپ اور اونٹ کیسے مست ہو جاتے ہیں کیونکہ گانے باجہ میں بالخاصہ اثر ہے اور جو

Marfat.com

اس سے متاثر نہ ہو وہ نہایت قَسِیُّ القَلب اور غَلِیظُ الطَّبع ہے۔
شیخ سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

شتر را چہ شور و طرب در سر است
اگر آدمی را نباشد خر است

داؤد علیہ السلام نے سکینت[1] کا استقبال رقص کے ساتھ کیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طواف میں دوڑ لگائی انتہا خوشی سے تھی جب پھول کھلتا ہے خوشبو نکلتی ہے اور وہ اپنی طبیعت سے کشادہ ہوتا ہے انسان قابل کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے اگر سماع میں تشنگی غلبہ کرے ایک گھونٹ پانی کا پی لے ہونٹوں کو اس طرح نہ ہلائے کہ جیسے کچھ کھا رہا ہے۔

رقص کرنے والے کو تنہا نہ چھوڑیں بلکہ دو چار آدمی اس کے موافقت کریں اور گرنے نہ دیں، اگر زور میں گر پڑے تو اس کو پڑا نہ رہنے دیں بلکہ احترام کے ساتھ اٹھا لیں۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو زمین پر دے دے مارتا ہو اس کو اس بات سے باز رکھیں اگر نہ مانے اور زور کرے تو مجلس سے باہر نکال دیں اگر غلبہ شوق میں کوئی شخص مجلس سے باہر نکل جائے اس کو پھر اندر لے آئیں اور اس کی موافقت کریں اور اگر پھر وہ نکلنا چاہیے تو بزور اس کو نکلنے نہ دیں، اگر کوئی صوفی اپنا خرقہ اتار کر قوال کو دے دے تو دوسرا کپڑا اس کو پہنا دیں برہنہ نہ رہنے دیں۔

صوفی کو زیبا نہیں کہ قوال کے ساتھ خود بھی گانے لگے یا کسی خاص شعر کی فرمائش کرے بلکہ جو شعر قوال گائے اس کو غیب سے سمجھے اور غیب کی چیز بے عیب ہے۔ رقص میں زور زور سے پاؤں نہ مارے شاید کسی مسکین کے پاؤں پر اس کا پاؤں پڑے اور اس غریب کو صدمہ پہنچے یا خود اس کے پاؤں میں کانٹا یا کنکر چبھ جائے اور وجد میں خلل پڑے۔ تالیاں بھی ایسے زور سے نہ بجائے کہ دوسروں کو ناگوار ہو اگر کسی شخص کو

---

[1] یعنی تابوت سکینہ جس کے اندر تبرکات انبیاء ہے اور جس کو بحکم الٰہی فرشتے لے کر آئے ہیں قرآن حکیم کی سورہ بقرہ میں اس کا ذکر ہے۔

Marfat.com

ذوق پیدا ہو اور وہ رقص کرے تم کو بھی اس کی موافقت ضروری ہے اگرچہ تم کو ذوق نہ ہو' موافقت کی شرط یہ ہے کہ اس کو یہ نہ معلوم ہو کہ تم بے تکلف اس کے موافق ہو' اگر تم گرما گرمی کے ساتھ اس کے موافق ہو گے تو اس کی گرمی تیز نہ ہو گی تو کم بھی نہ ہو گی اور اگر تم سردی کے ساتھ موافق ہو گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری سردی اس غریب کی گرمی کو ٹھنڈا کر دے اگر تم بھی گرمی کا اظہار کرو گے تو شاید اس کی گرمی کا عکس تم پر پڑے اور تم بھی محظوظ ہو۔

اہل ذوق کے روبرو تم کو کوئی ایسی حرکت نہ کرنی چاہئے جس سے ان کی حالت میں فرق پڑے۔ رقص اس قدر نہ کرنا چاہئے کہ دیگر حاضرین پریشان ہوں اور قوال تھک جائے' اگر کسی شعر میں تم کو ذوق پیدا ہو اور دوسروں کو نہ ہو تو اپنے ذوق کو ضبط کر لو اور جب تم کو بھی ذوق ہو اور دوسروں کو بھی تو وہ وقت بہت عمدہ ہے' راحت پر راحت اور ذوق پر ذوق حاصل کرو اگر تم اہل ذوق ہو تو جان لو گے کہ اس حالت میں کس طرح ذوق زیادہ ہوتا ہے۔

تم نے سنا ان ہوا پرستوں کا قول ہے کہ اگر خرحور کے ساتھ ہم جفت ہو تو انزال کے بعد وہ حور اس کو مادہ خر سے بدتر معلوم ہو گی اور اگر مادہ خر سے ہم جفت ہو اور انزال نہ کرے تو وہ اس کو حور سے بہتر معلوم ہو گی' اے عزیز! میں نے کہہ دیا ہے کہ سماع صورت عشق بازی ہے اگر تم کو کسی سے عشق ہے اور معشوق کے ساتھ تمہارے مختلف معاملات ہیں تب سماع تمہارا کام ہے' جس شخص کو خوف یا رجا ہو سماع اس کا کام نہیں ہے بلکہ اس کے لئے بہتر ہے کہ گھر کے گوشہ میں وظیفہ پڑھا کرے یا باغ میں جا کر سرو وگل کا نظارہ کرے اور خوشبو سونگھے۔

حالت ذوق میں کسی کا نام بھی زبان سے نہ لے اگر پیر کا نام زبان پر آئے تو کچھ حرج نہیں۔ سماع سے پہلے ہی اوراد و وظائف سے فارغ ہو جانا چاہئے اگر کوئی وظیفہ باقی رہ جائے تو پھر بضرورت مجلس سے جدا ہو کر پورا کرے مگر یہ بات نامناسب ضرور ہو گی اور دوسروں کے لئے اس کا یہ فعل تفرقہ کا موجب ہو گا' اگر ایک شخص کی ضرورت

Marfat.com

سے چلا جائے تو دوسرے کو نہ چاہئے کہ وہ بھی اٹھ کھڑا ہو اور مجلس کو پراگندہ کرے اور اگر کئی آدمی ایسا ہی کریں تو قوالوں کو چاہئے کہ وہ بھی ایک ایک دو دو کر کے رخصت ہوں' سماع کی مجلس اگر بطور مہمانی کے ہے تو میوہ اور شیرینی و خوشبو وغیرہ سے بھی تواضع ہونی چاہئے اور اگر کسی بزرگ کا عرس ہے تو اصل مقصود سماع ہے طعام وغیرہ اس کے طفیل خیال کرنا چاہئے' اگر سماع میں ارذل الناس بھی رقص کرنے کھڑا ہو جائے تو سب لوگوں کو اس کی موافقت لازم ہے اور کسی حیلہ سے اس کو مجلس سے باہر کریں یا کوئی شخص اس سے بغلگیر ہو کر کسی جگہ بٹھا دے۔

سماع کے لئے مکان مخفی اور محفوظ ہونا چاہئے نیز مکان میں صحن کشادہ نہ ہو اگر ہو تو اس پر شامیانہ تان دیں۔ صحرا یا اکیلے مکان میں سماع کرنے سے اثر بخوبی نہیں ہوتا کیونکہ ہوا اس کی تاثیر کو متفرق کرتی اور دل میں بیٹھنے نہیں دیتی ہے۔

اگر حالت وجد میں دستار کا پیچ کھل جائے تو اپنے ہاتھ سے باندھ لے یہ انتظار نہ کرے کہ دوسرا آ کر باندھے اور نہ ہی کھلا رہنے دے کہ پھر اس کے گلے لپٹ جائے۔ اگر دستار کے زیادہ پیچ کھل جائیں تو اتار کر قوال کو دے دیں' اگر زمین پر امانت رکھے گا تو وہ جانے' ہمت و حمیت اور مروت والا تو قوال ہی کو دے گا۔

مسجد میں سماع نہ کرنا چاہئے' نہ اہل مجلس اور قوال اس طرح بیٹھیں کہ قبلہ کی طرف منہ یا پشت ہو بلکہ قبلہ ایک ہاتھ کی طرف ہونا چاہئے۔

مجلس میں قوال کے ساتھ اس کی اصطلاح میں بات نہ کرے کہ اس بات سے اپنی سکی ہو گی۔ مجلس میں ایسے باہیبت و عظمت بزرگوں کا شریک ہونا ضروری ہے کہ جب ان کو ذوق آئے تو سب لوگ لطف حاصل کریں۔ ایسے کسی شعر یا دوہہ پر ذوق نہ کرنا چاہئے جس کا مضمون فحش اور عوام کے دلوں میں اس کی طرف سے بدگمانی پیدا کرنے والا ہو۔ اگر صوفی کے اندر طیران کی قوت ہے مجلس میں نہ دکھائے' اگر کسی کے دلی راز سے مطلع ہو تو اس کا اظہار نہ کرے اور اس اطلاع کو اپنے حق میں تفرقہ سمجھے' سماع کے اندر صرف اپنے ذوق ہی کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ جو شخص تنہا سماع سنے اچھا تو

Marfat.com

ہے، مگر لطف جبھی ہے کہ جب حریفوں کے ساتھ ہو، تنہائی میں بجز اس کے کہ وہ اپنے تئیں آپ دے دے مارے اور پیچ و تاب کھائے اور کچھ نہیں ہے۔

قوالوں کو سماع کے وقت باطہارت اور بغیر کسی آلودگی کے ہونا ضروری ہے اگر قوال آلودہ ہو تو اس کو ذلت کے ساتھ مجلس سے دور کریں، سماع کی مجلس میں گھر سے کچھ کھا کر نہ آئیں اور وقت مقررہ پر پہنچ جائیں نیز اپنے ساتھ کسی دوسرے کو نہ لے جائیں۔

رقص کی توضیح اور ذوق

سماع کی حالت میں صوفی کو اضطراب پیش آتا ہے یہی رقص ہے، کبھی یہ اضطراب وزن کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی بغیر وزن کے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو صوفی علم موسیقی میں پوری مہارت رکھتے ہیں وہ بھی تال اور وزن بھول جاتے ہیں اور ان کی حرکات غیر مرتب ہوتی ہیں۔

سماع میں دو باتوں سے ذوق حاصل ہوتا ہے ایک نغمہ سے اور ایک شعر کے معنی سے، جن کو اپنے مطلب کے موافق حمل کیا جائے، نغمہ سے جو ذوق حاصل ہوتا ہے اس کے حمل یعنی مطلب کے موافق گانٹھنے کی ضرورت نہیں ہے وہ بالخاصہ طبیعت میں ایسی ہی رقت و حرکت پیدا کرتا ہے جیسی کہ حسن صورت سے پیدا ہوتی ہے، یہی سبب ہے کہ نغمہ سننے سے جنبش اور گریہ و نعرہ ظاہر ہوتے ہیں۔

کسی نے اسی بات کا سبب ہمارے خواجہ مخدوم العالم حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس اللہ سرہ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا جو چیز حسن رکھتی ہے وہ عالم علوی کی ہے اور روح بھی اسی عالم سے ہے مگر حکم الٰہی سے مجبور ہو کر اس عالم میں گرفتار کی گئی ہے۔ نغمہ کا حسن یا حسن صورت جب روح ملاحظہ کرتی ہے تو اس کو اپنا وطن یاد آتا ہے اور بے چین ہو جاتی ہے دیکھو جب کوئی شخص سفر میں ہو اور اس کے گھر سے خط اس کے پاس پہنچے تو اس کو پڑھ کر اس کی عجیب حالت ہوتی ہے، یہی حال روح

Marfat.com

کا سمجھ لو۔

ایسے وقت میں اگر صوفی دل کو مراقبہ یا ذکر خفی کی طرف متوجہ کرے تو بہت جلد اس کی روح کو عروج نصیب ہو۔ ہمارے شیخ حضرت شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہما کی نقل فرماتے تھے کہ جب وہ سماع سنتے تو مراقب ہو جاتے اور روح کو طیر و سیر میں مشغول کرتے در حقیقت سماع محققانہ یہی ہے مگر بجز ان خاص حضرات کے ہر کسی کو میسر نہیں ہوتا۔

نغمہ سے دل کو پوری صفائی حاصل ہوتی ہے اور روح کو بہت بڑا حصہ ملتا ہے شعر کے معنی حمل کرنے سے جو ذوق حاصل ہوتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر شعر کے معنی ظاہر ہیں تو ان کے حمل کرنے میں کچھ مشقت نہیں ہوتی یہ بہت آسان طریقہ ہے۔ پہلے زمانہ میں اسی قسم کے اشعار گائے جاتے تھے جن میں زہد و عبادت اور ترک و تجرید وغیرہ کا ذکر ہوتا تھا صوفی انہیں اشعار پر رقص و اضطراب کرتے تھے۔ اگر تم کو صوفیوں کا مقام معلوم کرنا ہو تو سماع کی مجلس منعقد کرو پھر دیکھو کہ کس مضمون کے شعر پر کس شخص کو حال آتا ہے' جس شعر پر جس شخص کو حال آئے اس کے مضمون سے اس کا مقام معلوم کرو' مثلاً شعر میں زہد کا مضمون ہے تو جس کو اس پر حال آئے گا وہ مقام زہد میں ہوگا اسی طرح خوف و رجاو دیگر مقامات کو معلوم کرو۔ ہمارے خواجہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ مقام تسلیم و رضا میں تھے آپ کو اس شعر پر وجد ہوا۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است
جانم زوروں میدہد آواز مرا
کہ اے کاہل راہ عشق در باز مرا

حضرت خواجہ کا واقعہ یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول کی تاریخ کو حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کے مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد تھی اور سماع کی مجلس ہو

Marfat.com

رہی تھی کہ قوال نے وہی شعر پڑھے جو اوپر بیان کئے گئے ہیں' حضرت خواجہ کے موافق حال آئی اور آپ کو وجد شروع ہوا' حالت رقص میں چند قدم آتے اور جاتے تھے کہ اسی حالت میں تین روز گذر گئے اور چودھویں ماہِ مذکور کو جان بحق تسلیم کی۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیسی تسلیم تھی' تسلیم اہل محبت تھی یا تسلیم اہل معرفت' ان دونوں میں سے ایک ضرور تھی۔ معاملات کی تسلیم ایسی نہیں ہے کہ جس میں روح خرچ کی جائے' محب یا محبوب اگر چاہیں کہ ایک ہو جائیں تو یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں میں اثنیت باقی ہے لہٰذا محب کو باوجود سوز و گداز و درد دل تسلیم کا ساتھ دینا چاہئے یہی مقام روح کے خرچ کرنے کا ہے اور حضرت شیخ نے ایسا ہی کیا ہے۔

ہر زماں از غیب جان دیگر است کا یہی مطلب ہے کہ جو جان جاناں کے ساتھ زندہ ہوئی وہ لاکھ کیا بلکہ بے شمار جانوں کے ساتھ زندہ ہے۔ حضرت شیخ نے اس شعر کے الفاظ سن کر وہی معاملہ کیا جو اس شعر کے لائق تھا اور جس شعر کے ظاہری الفاظ سے کوئی حال و مقام معلوم نہ ہو البتہ اس کو حمل کرنا چاہئے۔

ہمارے شیخ حضرت خواجہ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ ہر قسم کے اشعار فارسی عربی اور ہندی سن کر ان کے معانی کو عاشق و معشوق کے درمیانی معاملہ پر حمل کرتے اور اس مقام کے لائق ذوق و لطف اٹھاتے پھر آپ کے بعد سے یہ قاعدہ مروج ہو گیا۔

بعض اوقات مجلس میں ایک ہی شعر پر دس صوفیوں کو وجد ہوتا ہے' روتے ہیں اور نعرے مارتے ہیں' معلوم نہیں کہ ان سب کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے یا جداگانہ تحمیل کا طریقہ یہ ہے کہ شعر کے مضمون کو اپنے حال کے مطابق کریں اور ذوق اٹھائیں مثلاً شعر میں وصل یا ہجر یا ناز و کرشمہ وغیرہ کا ذکر ہے تو اس کو اپنے حال کے مطابق کر لے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جیسے ایک شخص کا بیٹا گم ہو گیا اور وہ اس کی جدائی کے رنج و غم میں مبتلا ہے پھر اس نے یعقوب و یوسف علیہ السلام کا قصہ سنا اور اپنی حالت کو یعقوب علیہ السلام کی حالت کے مطابق پا کر رونے لگا۔ ناز و کرشمہ کی حکایت اگرچہ

Marfat.com

عشق مجازی میں ہے مگر جب صوفی پر سوز و گداز اور درد و غم کی حالت گذرتی ہے تو وہ اس کو عین اپنی حالت کے مطابق پاتا ہے اگر اس بیان کی تفصیل کی جائے تو بہت طول پکڑے گی اگر تم کو فہم و ادراک ہے تو بخوبی سمجھ لو گے۔ ایک مجلس میں یہ شعر گایا جا رہا تھا۔

جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم کرد ہم کردی
قلم بر بیدلاں گفتی نخواہم راند ہم راندی

میرے خواجہ اور دیگر صوفیانِ باصفا کو اس شعر پر ذوق و اضطراب پیدا ہوا ایک شاعر احمق گدھا بھی حاضر تھا اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس شعر کا مضمون حقیقت پر کیسے حمل کر سکتے ہیں یعنی اگر خدا تعالیٰ کو یہ کہیں کہ تو نے جفا کی اور بیدلوں پر قلم چلایا تو یہ کفر ہے اور ایسا سماع حرام مطلق ہے وہ احمق یہ نہ سمجھا کہ یہ بزرگان ایک حال سے دوسرے حال اور ایک حکایت سے دوسری حکایت میں پہنچتے ہیں۔ کم سے کم صوفی کی یہ حالت ہوتی ہے کہ فرمان ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن۔ ۶۰) "مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔" اور وہ برسوں سے دعا کر رہا ہے اور طلب میں کوشش کرتا ہے تمام عمر اس کی سوختگی میں تمام ہو رہی ہے اور مقصود تک نہیں پہنچتا اسی امید میں اس نے سالہا سال ریاضت و مجاہدہ کیا مگر کچھ مراد حاصل نہ ہوئی' اس کے دل میں شوق و طلب جو ڈالی گئی ہے اس واسطے جلن پر جلن بڑھتی جاتی ہے اور وصل کی کوئی امید نہیں' میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان میں کم سے کم درجہ کا وہ شخص ہوتا ہے جس کی یہ حالت بیان کی گئی۔

ایک واعظ گدھا عالم بے علم دانش مند بے دانش پیر نابالغ مجلس میں حاضر تھا اور صوفیوں کو ایک ہندی کلام پر وجد ہو رہا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ عاشق و معشوق کے درمیان میں ایک دریائے عمیق حائل ہے جس کے سبب سے عاشق معشوق تک نہیں پہنچ سکتا اور اپنی اس مجبوری اور لاچاری پر حسرت و غم اور رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے' واعظ بیوقوف کہنے لگا کہ اس مضمون کو حقیقت پر کیسے حمل کر سکتے ہیں' وہ احمق یہ نہ سمجھا کہ یہ

Marfat.com

حکایت دردفراق کی ہے عاشق جل رہا ہے اور چاہتا ہے کہ جس طرح ہو سکے معشوق تک پہنچے مگر کوئی ایسا مانع درپیش ہے جو اس کو آگے بڑھنے نہیں دیتا۔

ان دونوں حکایتوں کے نقل کرنے سے مطلب یہ ہے کہ تم کو حمل کرنے کا طریقہ معلوم ہو جائے مگر یہ میرا کلام صوفیاء کاملین کی نسبت ہے جو شوق الٰہی میں رقص کرتے ہیں ہزل وغفلت میں وقت نہیں کھوتے' ان پر دیگر بیہودگان کو قیاس نہ کرنا چاہئے۔

اشارات رقص کی توضیح

ان بزرگوں کے رقص میں بھی چند اشارے ہیں اگر دونوں ہاتھوں کو اوپر لے جا کر پھر آئیں اور سینہ پر جمع کریں تو یہ مطلب ہے کہ دونوں جہاں کو ہم نے جمع کر کے ایک جگہ رکھ دیا اگر اثناء رقص میں تالی بجائیں تو یہ مطلب ہے کہ کون ومکان سے ہم درگزرے اور ہم خوش ہیں کہ دوست سے مل گئے یا یہ مطلب ہے کہ ہم مصیبت زدہ اور خالی ہاتھ ہیں۔

پَیر مارنے میں یہ اشارہ ہے کہ غیر خدا کو ہم نے پَیروں سے کچل ڈالا اور نابود کر دیا اور یہ بھی اشارہ ہے کہ اپنی خودی کو زیر پا کیا اور یہ بھی اشارہ ہے کہ اب ہم اوپر کو جاتے ہیں مگر طبع جبلی نیچے کی طرف کھینچتی ہے' روح چاہتی ہے کہ عروج کرے مگر نفس کی قید مانع ہوتی ہے اور یہ بھی اشارہ ہے کہ تمام موجودات ہمارے پیر کے نیچے ہیں اور ہم سب سے فارغ ہیں۔

چکر جو یہ لوگ لگاتے ہیں اس میں یہ اشارہ ہے کہ وجود کی چکی جو چل رہی ہے ایک حالت پر نہیں رہتی اور یہ بھی اشارہ ہے کہ ہم ہر طرف ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ کدھر سے محبوب کا جمال نظر آتا ہے' علاوہ ازیں طبیعت کا اضطراب اور بے چینی گشت لگانے پر مجبور کرتی ہے۔

بعض لوگ سینہ کو ہاتھوں سے بھینچ کر گشت لگاتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ

Marfat.com

میں دونوں جہاں سے نکلنا چاہتا ہوں مگر نہیں نکل سکتا اس لئے پہنچ کر رہ گیا ہوں' بعض لوگ سینہ پر ہاتھ رکھ کر رقص کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ میں دل کی حفاظت کر رہا ہوں تاکہ پریشان نہ ہوں اور جو کچھ فرمان ہو اس پر عمل کروں اور بعض لوگ بغل میں ہاتھ دبا کر چکر کھاتے ہیں ان کا یہ مطلب ہے کہ میرا راستہ بند ہے کام پیچیدہ ہے ہر چند کوشش کرتا ہوں مگر دروازہ نہیں کھلتا اور اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ میں نے معشوق کو بغل میں دبا لیا ہے اب ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

بعض لوگ سینہ پر ہاتھ مارتے ہیں ان کا مقصد اپنی مصیبت کا اظہار کرنا ہے کہ مقصد حاصل نہیں ہوا اور نہ معلوم کہ آئندہ بھی حاصل ہو اور اگر حاصل ہوا بھی تو مرضی کے موافق نہ ہوا۔

بعض لوگ پشت پر ہاتھ رکھ کر رقص کرتے ہیں یعنی ہماری مشکیں بندھ گئی ہیں جو کسی طرح نہیں کھل سکتیں اور ہم جس قدر آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں پیچھے چلے جاتے ہیں' بعض صوفی ایک ہاتھ سمیٹ کر اور ایک پھیلا کر وجد میں آتے ہیں مطلب یہ کہ ہم ٹھہر گئے ہیں اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ جو شخص رقص میں دو قدم آگے بڑھتا پھر دو قدم پیچھے ہٹتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مجھ پر ایسی ہی حالت گذر رہی ہے۔

جو لوگ آہ کے نعرے لگاتے ہیں وہ ذوق کا تحمل نہیں رکھتے یا ذوق و لذت حاصل ہونے سے فریاد کرتے ہیں' رونے کی باریک آواز بھی شوق و ذوق کی دلیل ہے اور رنج پر بھی دلالت کرتی ہے اور ہاتھوں کا ملنا محرومی پر افسوس کرنے کی دلیل ہے یعنی کوئی چیز اس کے ہاتھ آئی تھی اور پاس نہ رہی یا یہ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ ھُو کا نعرہ مارنے میں یہ اشارہ ہے کہ بس جو کچھ ہے وہی ہے اور کچھ نہیں۔

میں نے یہ اشارات کاملوں' متوسطوں اور مبتدیوں سب کے ملے جلے بیان کئے ہیں ان کی تفصیل مرد صادق خود سمجھ سکتا ہے۔

سماع ایک بے ضبطی اور اضطراب کی حالت ہے' بعض وقت ایسی گمشدگی ہوتی ہے کہ کسی اشارہ کی خبر نہیں رہتی' طبعی طور پر اندر سے بے چینی پیدا ہوتی ہے اسی سبب

Marfat.com

سے سماع میں بعض لوگوں کے چہرہ پر ایسی رونق اور جمال پیدا ہوتا ہے جو اور کسی وقت نہیں ہوتا اور بعض لوگوں کی صورت نہایت قبیح ہو جاتی ہے' بعض لوگ سماع میں اپنے مقصود کو پیش نظر رکھتے ہیں مگر یہ لوگ نادر ہیں۔ مثلاً عشق مجازی میں دیکھو کہ جب کسی عاشق کے سامنے اس کی معشوقہ رقص کرتی ہو تو اس کے ذوق کا کیا ٹھکانا ہے' اسی پر عشق حقیقی کو قیاس کرلو۔

جو لوگ سماع میں امردوں پر نظر دوڑاتے ہیں مردانِ حقیقت کے نزدیک ان کا سماع غیر معتبر ہے اور ان کا درد و سوز کچھ وزن نہیں رکھتا اور یہ لوگ صورت پرست کہلاتے ہیں' مگر جس نے کیمیا گری کی اور مجاز سے حقیقت میں پہنچ گیا کیونکہ حقیقت ایسی اکسیر ہے کہ اگر اس کو سنگ خار پر بھی ڈالو تو زر خالص کر دے گی' مگر یہ ہر شخص کا کام نہیں ہے خدا ہی جانے کہ اس کام کا کون ہوگا۔

ایں جا نہ رسد ذوق ہر سودائی

اس مقام میں ہماری گفتگو نہیں ہے۔ سماع میں رقص اس طور سے کرنا چاہئے کہ کسی کو دھکا یا آزار نہ پہنچے اگر کسی رقص کرنے والے سے کسی کو تکلیف پہنچی تو سمجھ لو کہ یہ سماع کا اہل نہیں ہے' بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو سماع میں خبر نہیں رہتی ایسا ہوتا ہے مگر کَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ یعنی ایسا جیسے کہ بجلی چمک گئی۔ بعض لوگ معذور وضعیف ہوتے ہیں مگر سماع میں ان کے اندر وہ قوت آجاتی ہے جو قوی آدمی میں نہیں ہوتی اس قوت کا سبب وہ وارد ہے جس نے اس کو اس کی ہستی سے باہر کر کے اس کی خودی کے تصرف میں نہیں رکھا۔

جب سماع میں ذوق و شوق ترقی کرے تو بہتر یہ ہے کہ ایک گوشہ میں بفراغت بیٹھ جائے۔ حالت وجد میں بلند آواز سے نہ روئے اگر رونا شدت کرے تو زبان کو دانتوں سے دبالے' سماع کے دن پیٹ بھر کر نہ کھائے نہ لہسن پیاز استعمال کرے اور پان وغیرہ سے منہ خالی کر کے شریک ہو' اثناء وجد میں شعر کے معانی کا بیان نہ کرے نہ قوال کو اپنے ساتھ رقص میں شریک کرے اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ قوم کے دائرہ سے

Marfat.com

بالکل خارج ہے۔ سماع کی مجلس میں کسی قسم کا غضب وتعصب نہ کرنا اور نہ کسی کے وقت کو خراب کرنا چاہئے' صرف اپنے ہی ذوق ولذت کا خیال نہ کرے بلکہ یہ سمجھے کہ سماع تمام حاضرین کی مشترکہ چیز ہے۔ اگر کسی کو مجلس سماع میں ہزل وہنسی کرتے دیکھے تو اس کے منہ پر طمانچہ مارے' حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت تم نے سنی ہوگی جو اوپر گذر چکی ہے۔

سماع میں مخنثوں کی طرح رقص کرنا اور تالیاں بجانی نہ چاہئے ہاں یہ کوشش کرے کہ شعر کے موافق چلے۔ اگر اوزانِ موسیقی سے ذوق حاصل ہو تو وہ مثل نغمہ کے ہے جس کا ہم نے اعتبار کیا ہے۔ قوال جو شعر کے ساتھ خواجہ یا میراں کا لفظ کہتے ہیں اس کی طرف دھیان نہ کرے۔ فارسی وعربی اشعار کی طرف زیادہ میلان رکھے اگر ہندی کلام میں کوئی فحش بات ہو اور اس کا حمل بھی درستی سے ہو سکتا ہو تب بھی اس سے اعراض کرے اور خلوت وتنہائی کو اس کام کے لئے بہتر ومبارک جانے۔

سماع کی مجلس میں عورت نہ ہو اور اگر خود عورت ہی گانے والی ہے[1] فَعَلَيْكَ بِالتَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ۔ اگر عورت پردہ میں گا رہی ہے اور بلا قصد تمہارے کان میں اس کی آواز آئی اور ذوق پیدا ہوا تو یہ مستثنیٰ ہے۔

جو چیزیں شریعت میں فقہا کے نزدیک بالا جماع حرام ہیں جیسے کہ بعض مزامیر' ان سے نہایت پرہیز کرے خاص کر جو شخص کہ ارشاد وتعلیم کرتا ہو سماع کی مجلس بڑے احتیاط کے ساتھ ہونی چاہئے کسی کھڑکی میں سے عورتیں نہ جھانکتی ہوں کیونکہ عورت کی نظر نہایت شوم ومنحوس ہے۔

اگر قوال بھی صوفی ہو تو پھر کیا کہنے' سننے والے قوال پر نظر رکھیں یا اپنے دل پر۔ سماع کی مجلس میں چھوٹے کپڑے پہنے اور شب کے وقت مجلس منعقد کرنی بہتر ہے کیونکہ وہ وقت پوشیدگی کا ہے' اگر کسی کے پاس دن کو بہت لوگ آتے جاتے ہوں تو وہ دن ہی کو مجلس منعقد کرے کیونکہ آنے جانے والوں سے پریشان خاطری ہوتی ہے اور

---

[1] یعنی تم کو اس کام سے توبہ کرنی چاہئے۔

Marfat.com

سماع دل جمعی کرتا ہے تو سماع کے طفیل یہ اس پریشانی سے محفوظ رہے گا۔ قوال ایسا قیافہ شناس ہونا چاہئے جو حاضرین مجلس میں درد مند اور ہوا پرست کو پہچان لے اگر کسی شخص کی ظاہری حالت سے نہ معلوم ہو کہ یہ صاحب ذوق ہے اور درحقیقت وہ ہے پھر تم اس کی مزاحمت کرو تو یہ تمہاری فاش غلطی ہے۔

سماع کی مجلس میں ہر کسی کو بلانا ٹھیک نہیں اور جہاں ہر کس و ناکس شریک ہوں وہاں سے احتراز بہتر ہے شادی کی مجلس میں جو بھانڈ وغیرہ گاتے بجاتے ہیں اس میں شریک نہ ہو کسی حیلہ سے کھسک جائے کہتے ہیں کہ مہمان بغیر اجازت میزبان کے باہر نہ جائے یہ ٹھیک ہے مگر جب مجلس ناموافق ہو اور کہنے سننے کا موقعہ نہیں ہے تو بلا اجازت چلا جائے۔

آدابِ سماع

بزرگانِ دین جب سماع سننے کا قصد کرتے ہیں تو پہلے سے اس کی تیاری کرتے ہیں، غسل کر کے سفید کپڑے پہنتے خوشبو لگاتے اور کھانا بہت کم کھاتے ہیں بلکہ جو لوگ منتہی ہیں وہ طے کا روزہ رکھتے اور وقار و عزت کے ساتھ حضور قلب سے مقصود کا تصور کر کے سنتے ہیں۔

مجلس میں اِدھر اُدھر نظر دوڑانی نہ چاہئے قوال کی طرف نظر رکھے یا اپنے سامنے، قوال کے تال سُر اور قواعد موسیقی میں غور نہ کرے، قوالوں میں امرد ملیح و خوبصورت نہ ہو اگر اتفاقاً آ جائے تو اس پر نظر نہ ڈالے نہ ہر حیلہ بہانہ سے آہ آہ کرے جہاں تک ہو سکے یہی عزم رکھے کہ خود رقص کرنے نہ کھڑا ہو یعنی اپنے آپ کو ضبط کئے رہے۔ اگر رقص کرنے پر مجبور ہو جائے تو قصداً حلقہ کے درمیان نہ رقص کرے نہ یہ چاہے کہ قوال کی توجہ میری طرف ہو یا لوگ مجھ کو دیکھیں نہ کپڑا اتار کر قوال کی طرف پھینکے مگر جب کہ بہت ہی غلبہ ہو قوال کو اتنا کچھ دے دے پھر نہ مانگے، اگر اثناء رقص میں کپڑا گر پڑا تو وہ قوال کا ہے لینا چاہئے تو قوال کو معاوضہ دے کر خوش کرے۔ جب

Marfat.com

حالتِ رقص میں صوفی نے دونوں جہان سے قطع تعلق کیا تو پھر تعجب ہے کہ ایک کپڑے میں الجھا ہوا رہ جائے اور قوال کو دینے میں تامل کرے۔

اگر صوفی ایسا فقیر ہے کہ بجز ایک تہبند کے اور کوئی کپڑا نہیں رکھتا اور اندیشہ ہے کہ رقص میں تہبند کھل گیا تو قوال کے پاس چلا جائے گا ایسے صوفی کو ہرگز ہرگز مجلس میں شریک ہونا نہ چاہئے' اگر شریک ہو بھی تو کسی گوشہ میں خاموش بیٹھا رہے رقص نہ کرے۔

پیر کے روبرو مرید مجلس میں جنبش نہ کرے' نہ ہائے وائے کے نعرے لگائے بلکہ اپنے دل کو پیر کی طرف متوجہ کئے بیٹھا رہے' تکلف سے نہ روئے' پیر کے علاوہ کوئی اور بزرگ مجلس میں موجود ہوں تو ان کا بھی ایسا ہی ادب کرے۔

اگر اپنے یارانِ ہم خرقہ یعنی پیر بھائیوں ہی کی مجلس ہو تو بہت بہتر ہے تاکہ ان میں کسی طرح کا اختلاف پیدا نہ ہو' مخالف و منکر اور گمراہ و نالائق کو اس مجلس میں نہ آنے دیں اگر اتفاقاً آ جائے تو کسی بہانہ سے ٹال دیں' مخالف اگرچہ بظاہر اختلاف نہ کرے مگر اس کے قدم کی نحوست ہی بہت ہوتی ہے' بالخصوص یہ بھی اہتمام کیا جائے کہ دنیا دار نہ آنے پائے اگر اتفاق سے آ جائے تو دیگر حضرات مجلس کی طرح بیٹھ جائے نہ یہ کہ اس کو صدر میں جگہ دی جائے' نہ ایسے لوگوں کے سامنے صوفیوں کو جنبش کرنی چاہئے اگر کوئی شخص دینوی رنج مثلاً کسی دوست کے مرنے کا غم رکھتا ہو تو سماع کے اندر شرکت نہ کرے کیونکہ غمزدہ دل پر سماع کا اثر زیادہ ہوتا ہے' کسی کے بدن میں پھوڑا ہو اور اس پر چوٹ لگے تو کیسی تکلیف ہوتی ہے یہی حال دل دردمند کا ہے مگر یہ درد خدا ہی کی طرف کا ہونا چاہئے اگر اس میں زن و فرزند شامل ہوئے تو کام خراب ہو گیا لہٰذا ایسے وقت سماع سے باز رہے۔

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ کے نواسہ خواجہ تقی الدین نوح نے انتقال فرمایا تو حضرت نے چھ ماہ تک سماع نہ سنا۔ کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ ہنوز میرے دل میں نوح کا درد تازہ ہے مجھ کو اندیشہ ہے کہ

Marfat.com

اگر میں سماع سنوں اور نفس استراق کرے تو شاید مجھے خبر نہ ہو۔ بعض لوگ رقص کرتے ہوئے ہر ایک کے پاؤں میں گرتے اور دامن پکڑتے ہیں دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ اس شخص کا ایثار ہے حالانکہ جو شخص اپنا وقت خراب کر رہا ہے وہ ایثار کیا کرے گا۔

جو شخص سب سے پہلے رقص کرنے کھڑا ہو وہ ایسا ہونا چاہئے جو تمام اہل مجلس کو ذوق وشوق تقسیم کرے، اگر اس کے رقص کرنے سے بدمزگی پیدا ہو تو اس کو شوم قدم سمجھیں۔

سماع کی مجلس میں جس طرح عورت کو شرکت سے پرہیز کرنا چاہئے اسی طرح اس فقیہہ سے بھی جو صوفی کے اضطراب وگریہ پر ہنستا ہو۔

نامراداں را ازیں قدح رنگے نیست

اگر کوئی شعر پسند آئے اس کی تکرار نہ کرائے کیا خبر ہے دوسروں کو ناپسند ہو اور ان کا وقت بیکار جائے۔ مجلس میں ہر شخص کو اپنا ہی حصہ لینا چاہئے دوسروں کے حصہ پر قبضہ نہ کرے کیونکہ بزرگوں کا ارشاد ہے اَلسَّمَاعُ مُشْتَرَکٌ"۔ اگر ایسا شعر پسند آئے جو دوسروں کو ناپسند ہے تو اس کو روک دے، سماع ایک غیبی وارد ہے اگر اس کے نصیب میں ہے تو دوسرے شعر سے وہی ذوق حاصل ہو گا جو پہلے سے ہو رہا تھا' جہاں تک ہمت وطاقت ہے اپنے کیف کو روکے جب مجبور ومغلوب ہو جائے تو رقص کرنے کھڑا ہو جیسا کہ فقہاء شافعیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ اَلنِّکَاحُ عِنْدَ التَّوَقَانِ وَاجِبٌ"۔ یعنی بیقراری کے وقت نکاح واجب ہے ایسی ہی حالت میں صوفی بھی رقص کرے۔

بعض لوگ کہتے ہیں وارد غیبی کو نزول کے وقت نہ دفع کرے نہ جذب کرے اگر آئے آنے دے اگر نہ آئے تو متکلف نہ بلائے یہاں تک کہ وہ خود ہی غالب ہو جائے مگر میرے نزدیک وہی بات محقق ہے جو میں نے بیان کی یعنی جہاں تک ہو سکے ضبط کرے۔ سماع کی مجلس میں نااہل جنبش کرے گا سب کا وقت خراب ہو گا ایسے شخص کو کسی حیلہ سے باہر نکال دیں اگر اس طرح نہ نکلے تو زبردستی دور کریں۔

Marfat.com

اگر کوئی ایسا شخص روتا ہو جس کے دیکھنے سے دوسروں کو ہنسی آئے تو اس کا بھی یہی حکم ہے! اگر کوئی شخص بغیر تال سُر کے رقص کرتا ہے مگر ہے مجاہد و مرتاض تو اس کے درد و سوز پر نظر کریں تال سُر کو نہ دیکھیں۔ سماع سننے کے دو طریق ہیں ایک یہ کہ قوال سماع شروع کرے اور صوفی آنکھیں بند کر کے نغمہ پر دل لگائے اور مراقبہ میں مشغول ہو جائے۔ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ اسی طور سے سنتے تھے' نیز حکماء یونان و جوگیان ہند کے سماع سننے کا بھی یہی طریق ہے' بوڑھے طالب کو بھی اسی طور سے سننا چاہئے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وجد رقص اور گریہ و بکا کے ساتھ سماع سنے جیسا کہ صوفیوں کا طریقہ ہے۔ اگر بوڑھا طالب روحانی قوت سے جوانوں کی طرح رقص کرے تو حرج نہیں ہے مگر جو شخص ابتدا سے پہلی قسم کے سماع کا عادی ہے وہ بہت ہی کم رقص کرے گا' بعض درویش ظاہری صورت سے ذلیل و خفیف معلوم ہوتے ہیں مگر جب کوئی ان سے ملاقات کرتا ہے تو ان میں عزت و کبریائی کی وہ شان دیکھتا ہے جس کا بیان ممکن نہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ جس وقت سماع میں ہوتے قاضی حمید الدین ناگوری آپ کے قدموں پر سر رکھ دیتے' حضرت شیخ اپنے ہاتھ سے ان کا سر نہ اٹھاتے بلکہ خادم کو اشارہ فرماتے اور وہ سر اٹھاتا۔ ہمارے شیخ حضرت مخدوم العالم نصیر الدین چراغ دہلی قدس اللہ سرہ سے کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ خواجہ قطب الدین مقام کبریائی میں تھے' کبریائی کے ساتھ یہ ذلت کیسے موافق ہوتی اور اس کبریائی کے ساتھ اس ذلت کا کیا اعتبار' اگر کوئی کہے کہ نفس کے ذلیل کرنے کے لئے ذلت اختیار کرنی چاہئے حالانکہ اس ذلت کے دوسری طرف عین عزت ہے تو پھر نفس میں یہ بات آئے گی کہ میں ایسا ہوں باوجود اس قدر عزت کے میں نے ذلت اختیار کر رکھی ہے۔

سماع کے اندر جو شعر سنے اس کو معشوق مجازی پر حمل نہ کرے ایسا کرے گا تو

Marfat.com

عاشق وطالب نہ رہے گا' جیسے بیوہ عورت جب کوئی شعر سنتی ہے تو اپنے خاوند کی یاد میں زار زار روتی ہے' سماع میں اس عورت کا حصہ نوحہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

سماع کے متعلق حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ

سبع سنابل میں ہے کہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سماع سنا کرتے تھے آخر وقت میں انہوں نے سماع سننا ترک کر دیا تھا اس کے بعد ان کا وصال ہو گیا۔ حضرت خواجہ کے وصال کے بعد بغداد میں سماع کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔ قاضی حمید الدین صاحبؒ سماع کے اس قدر دلدادہ تھے کہ انہوں نے دس غلام خوش الحان بازار سے خریدے اور ان کو عمدہ عمدہ غزلیات یاد کرا دیں یہ غلام نہایت خوش الحانی سے قاضی صاحب کو سماع سنایا کرتے تھے' اس زمانہ کے مفتیوں اور فقیہوں نے قاضی صاحب پر اعتراض کیا اور کہا کہ سماع سننا ناجائز ہے کیونکہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ بھی سماع نہیں سنا کرتے تھے' قاضی صاحب نے کہا کہ حضرت جنید بغدادیؒ کے تمام ہم عصر سماع سنا کرتے تھے چونکہ حضرت جنیدؒ کے اپنے ہم مشرب نہ تھے اس لئے انہوں نے سماع سننا ترک کر دیا تھا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ سماع کی اباحت پر ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا' مَا تَقُوْلُ فِی السَّمَاعِ تو آپ نے جواب دیا کل مَا لَیَجْمَعُ الْعَبْدَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ فَھُوَ مُبَاحٌ حضرت جنیدؒ کی سماع سے توبہ میرے نزدیک حجت نہیں ہے۔

Marfat.com

خواجگان چشت اور سماع

حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ بھی سماع کا ذوق رکھتے تھے اور کثرت سے سماع سنا کرتے تھے' حضرت کی محفل میں جو شخص ایک مرتبہ بھی شریک ہو جاتا وہ بھی صاحب ذوق ہو جاتا تھا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ بھی سماع کے دلدادہ تھے۔ حضرت علیہ الرحمہ کے زمانہ میں جو خلیفہ وقت تھا وہ خاندان سہروردیہ میں مرید تھا۔ ایک روز اس نے اپنا قاصد حضرت کی خدمت میں بھیج کر کہلایا کہ خواجہ جنیدؒ نے سماع سے توبہ کر لی تھی اگر سماع اچھی چیز ہوتی تو وہ سماع سے توبہ نہ کرتے۔ حضرت خواجہ جنیدؒ سات سال کی عمر میں ہی درجہ اجتہاد کو پہنچ گئے تھے' جب ایسے مجتہد وقت سماع سے تائب ہو گئے تو ہمیں بھی سماع سے توبہ کرنی چاہئے' لہٰذا میرا حکم ہے کہ اب جو شخص سماع سنے اس کو سولی پر چڑھا دیا جائے اور قوالوں کو قتل کر دیا جائے۔

خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سماع خدا اور بندہ کے درمیان ایک بھید ہے اگر ہم سماع سے تائب ہو گئے تو بیکار ہو جائیں گے۔ ہم اپنے پیروں کی تقلید سے باز نہیں رہ سکتے' ہم علماء کی مجلس میں آئیں گے اور دیکھیں گے علماء ہمارے سماع کو قبول کرتے ہیں یا رَد۔

خلیفہ نے علماء کی مجلس منعقد کی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ استخارہ کر کے مجلس میں تشریف لے گئے' حضرت خواجہؒ کا روئے انور دیکھ کر علماء پر اس قدر رعب اور ہیبت طاری ہوئی کہ وہ اپنا سب پڑھا لکھا بھول گئے' حروف تہجی تک یاد نہ رہے' حضرت کے قدموں میں گر پڑے اور عرض گذار ہوئے' آپ بے شک اللہ کے ولی ہیں آپ کے لئے بلاشبہ سماع مباح ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ جس زمانہ میں حضرت جنیدؒ نے سماع سے توبہ کی تھی یہ ان کا ذاتی فعل تھا' انہوں نے سماع کے اہل لوگوں کے لئے سماع کو حرام نہیں فرمایا۔ جس

Marfat.com

وقت خواجہ نصیر الدینؒ چشت میں تھے وہ فرمایا کرتے تھے' اگر جنیدؒ چشت میں ہوتے یا ناصر الدینؒ بغداد میں ہوتا تو جنیدؒ کبھی سماع سے توبہ نہ کرتے' نہ ہمارے پیروں نے سماع سے توبہ کی اور نہ ہم توبہ کریں گے' ہمارے تمام پیروں نے سماع سنا ہے۔ جنید رحمتہ اللہ علیہ کی توبہ ہمارے لئے حجت نہیں ہے' یہ سن کر علماء نے حضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا' حضرت نے ان علماء پر ایک نظر رحمت ڈالی سب خدا رسیدہ ہو گئے۔

خلیفہ کو اس واقعہ کی رپورٹ ملی' خلیفہ نے حضرت کو سماع کی اجازت دے دی' حضرت نے اپنے مکان میں تشریف لا کر محفل سماع منعقد کی بعض لوگوں نے اعتراض کرنا چاہا' خلیفہ نے کہا کہ حضرت خواجہؒ کو سماع کی اجازت میں نے دی ہے اور قوالوں کو بلا کر حکم دیا کہ سوائے حضرت خواجہؒ کے اور کسی کو سماع نہ سنانا ورنہ تمہیں قتل کر ڈالوں گا اور بیت المال سے ان کی تنخواہ مقرر کر دی۔

حضرت خواجہ صاحبؒ محفل سماع میں اکثر رویا کرتے تھے' آپ کی یہ حالت ہو جاتی تھی کہ آپ کا رنگ زرد ہو جاتا تھا' آنسو خشک ہو جاتے تھے' جسم مبارک میں خون نہ رہتا تھا' نعرہ مار کر رقص کرنے لگتے تھے۔

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ بھی سماع سنا کرتے تھے' بارہا ایسا ہوا کہ آپ محفل سماع سے غائب ہو گئے' ایک صوفی کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ ابھی تک تیری باطن کی آنکھ روشن نہیں ہے' اہل سماع نور کے ایک انتہائی مقام پر پہنچ جاتے ہیں' ظاہر بین نگاہوں کو نظر نہیں آتے' کبھی سماع میں آپ اس قدر روتے کہ سینہ مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔

حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ علم و فضل میں یگانہ روزگار تھے' ان کے زمانہ کے کسی مولوی یا مفتی کو سماع پر اعتراض کرنے کی ہمت نہ تھی صرف ایک مجتہد فضیل مکی سماع کا منکر تھا یہ بات حضرت کے کانوں تک پہنچ گئی' حضرت نے اس وقت متوجہ بخدا ہو کر دعا کی یا الٰہی اگر ابو محمد چشتیؒ کسی فعل بدعت کا مرتکب ہو تو اسے سزا دے ورنہ فضیل مکی کو تادیب کر۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ فضیل مکی پر ایسی بیماری

Marfat.com

آ کر پڑی کہ اس کا جسم گلنے لگا' ناک بھی گل کر بیٹھ گئی' حکیموں سے علاج کراتا تھا مرض میں اضافہ ہو جاتا تھا' آخر مجبور ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہوا۔ خواب میں دیدار پُر انوار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا' عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے دعا فرما دیجئے' مجھے اس بیماری سے نجات مل جائے' حضور سرور کائنات نے فرمایا! تو نے ابو محمد چشتی " کی سماع کا انکار کیا تھا' تجھے معلوم نہیں کہ تیرا یہ انکار اس کے پیروں کا انکار تھا اور پیروں کے سماع کا انکار ہمارے سماع کا انکار تھا' تو اگر اس زحمت سے نجات کا طالب ہے تو ابو محمد کے سماع میں صدق دل کے ساتھ حاضری دے۔ فضیل مکی حسب ہدایت محفل سماع میں حاضر ہوا اسی وقت اس کی بیماری دور ہو گئی' حضرت شیخ نے سماع سے فارغ ہو کر فضیل مکی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا' اب تو تُو نے سماع اور اہل سماع کے درجات دیکھ لئے' فضیل مکی نے یہ سن کر شرم و ندامت سے گردن جھکا لی۔

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رحمتہ اللہ علیہ بھی سماع بہت سنا کرتے تھے۔ آپ کے زمانہ میں بڑے بڑے مجتہد مفتی اور مُلا تھے مگر کسی کی مجال نہ تھی کہ حضرت کے خلاف زبان اعتراض کھول سکے' ہر مجتہد مادی سماع کی اباحت کا قائل تھا۔ حضرت کی سماع میں تمام محفل وجد میں آ جاتی تھی' در و دیوار تک جنبش کرنے لگتے تھے' حضرت کا جب ارادہ سماع سننے کا ہوتا تو یاران ہم مشرب کو اطلاع بھیج دیتے تھے' قوال بھی تین روز پہلے سے اپنی حرکات و افعال کی نگہداشت کرتے تھے۔

آپ کے زمانہ میں ایک مرتبہ سخت امساک باران ہوا' خلیفہ وقت نے بارش کی دعا کے لئے حضرت سے درخواست کی' حضرت نے فرمایا! قوالوں کو بلاؤ' جس وقت ہم پر کیفیت طاری ہو گی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں' اسی وقت بارش ہو گی چنانچہ ایسا ہوا۔ حضرت شیخ دینوری رحمتہ اللہ علیہ بھی ہر سال اپنے پیروں کا عرس کیا کرتے تھے اور سماع سنا کرتے تھے' کسی شخص نے پوچھا حضرت آپ سماع کیوں سنتے ہیں۔ فرمایا! ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' مولا علی کرم اللہ وجہہ اور ہمارے پیروں نے سنا ہے' آج چونکہ ہمارے پیر کا عرس اور وصال حبیب کا دن ہے اس خوشی میں ہم سماع سنتے ہیں' اب بزرگوں کی برکت سے یہ سعادت ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔

Marfat.com

پیری مریدی کا بیان

موجودہ زمانہ میں پیری مریدی کی جس قدر مٹی پلید ہے نا قابل بیان ہے' نہ پیروں میں پیروں کی سی شان نظر آئی ہے' نہ مریدوں میں مریدوں کی سی بات' ایک رسم ہے جو جاری ہے' یہ حقیقت ہے کہ موجودہ زمانہ میں صحیح معنی میں پیر بڑی مشکل اور جدوجہد سے ہی مل سکتا ہے۔

پیر جن اوصاف کا حامل ہونا چاہئے اگر اس معیار پر موجودہ زمانہ کے پیروں کو جانچا جائے تو سوائے گنے چنے اصحاب کے ایک شخص بھی اس معیار پر صحیح وسچا نہ اترے گا مگر اندھیری رات میں آفتاب کی عدم موجودگی میں چراغ سے روشنی حاصل کی جاتی ہے رات میں آفتاب کہاں سے لایا جائے۔

ارادت کے کیا معنی ہیں: ارادت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کسی جھوٹے سچے پیر سے بیعت ہو کر گیروے کپڑے پہن لئے اور اپنے آپ کو شبلیؒ اور جنیدؒ ثانی سمجھنے لگے' مرید حقیقت میں وہ ہے جو اپنے ارادہ اور اختیار تک کو پیر کے سپرد کرے' پیر کو حاکم تسلیم کرے اور اس کے حکم کے آگے بلا چون وچرا سر جھکا دے۔ حق تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (النساء۔۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان

Marfat.com

لیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ارادت کی شان وہی تھی جو آیت متذکرہ بالا میں مذکور ہے۔ جب صحابہ کرام ارادت کے متذکرہ بالا پختہ رنگ میں رنگے جا چکے تو حق تعالیٰ نے دین کی تکمیل اور تمام نعمت سے سرفرازی عطا فرمائی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (المائدہ۔۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

پھر جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معرفت و سعادت کے مرتبہ کمال کو پہنچ گئے تو دوسروں کو ان کے اتباع کا حکم دیا گیا۔

پھر تمام تابعین اور تبع تابعین کی ان شاندار الفاظ میں تعریف کی گئی اور امت کے لئے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا بہ سعادت آخرت قرار دیا گیا۔

پیر کیسا ہونا چاہئے: حقیقی معنی میں وہی پیر ہے جس میں حسب ذیل شرائط پائی جاتی ہوں۔ ۱۔ مسلک صحیح رکھتا ہو۔ ۲۔ حقوق شرائط کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرتا ہو۔ ۳۔ مذہب اہلسنت والجماعت رکھتا ہو۔

(پہلی شرط کی توضیح) مرید اور طالب صادق کو سب سے پہلے صحیح اور درست سلسلہ کی جستجو کرنی چاہئے' اس معاملہ میں آج کل بہت ہی زیادہ گڑبڑ ہے ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بزرگ اپنی حیات میں اپنا قائم مقام یا خلیفہ اپنے لڑکے کو مقرر نہیں کرتے نہ اس بارے میں وصیت کرتے ہیں' وصال کے بعد تیسرے دن لوگ باپ کا خرقہ بیٹے کو پہنا کر ان کی جگہ بٹھا دیتے ہیں' خلقت ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگتی ہے اور وہ اپنے باپ کی جگہ پیر بن بیٹھتا ہے اور وہ اس بات سے قطعی ناواقف ہوتا ہے کہ بغیر اجازت والد کے بیٹے کو اپنے باپ کا خرقہ پہننا جائز بھی ہے یا نہیں' خرقہ پوشی کے لئے اولاً ارادت دوم اجازت شرط ہے۔

Marfat.com

اس طرح قطب اور غوث کی اولاد بغیر رخصت و اجازت اولاد ہونے کے محض رشتہ سے لوگوں کو مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم فلاں قطب یا غوث کے صاحبزادہ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اور ہم نے جو کچھ کیا درست کیا حالانکہ یہ فعل سراسر ضلالت اور گمراہی ہوتا ہے۔

(دوسری شرط کی توضیح) پیر کے لئے عالم اور عامل ہونا بھی شرط ہے علم کے بغیر عمل دشوار ہے۔ پیر وہی شخص بن سکتا ہے جو فرائض واجبات سنن اور مستحبات کی ادائیگی میں کوتاہی یا سستی نہ کرتا ہو اور ایسے شخص کے لئے جو مرجع خلائق ہو اس کے لئے جزئیات شریعت کا لحاظ ضروری ہے ایسے شخص کی ذرا سی بے احتیاطی مریدوں کی گمراہی کا باعث ہو گی۔

مرید کو سب سے پہلے ان شرطوں کو دیکھنا چاہئے کہ وہ جس پیر کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتا ہے اس میں یہ شرطیں ہیں یا نہیں' اگر یہ تینوں شرطیں موجود ہیں تو بلاشبہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دینا چاہئے اور اگر ان تینوں شرطوں میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو وہ پیر بنانے کا اہل نہیں۔

یہ شرطیں پیر بننے کی شریعت کے اعتبار سے ہیں' طریقت کے قانون کی رو سے اگرچہ پیری کی بہت شرطیں ہیں لیکن بعض اہم اور ضروری ہیں۔ پہلی شرط یہ کہ پیر لقمہ حلال کھاتا ہو حرام اور مشتبہ لقمہ سے پرہیز کرتا ہو' دوسری شرط یہ ہے کہ وہ سچ بولتا ہو اس کی زبان پر کبھی جھوٹ غیبت اور فحش بات نہ آتی ہو' تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دنیا کا حریص نہ ہو' لذات اور شہوات کا تارک ہو' رجوع خلائق کی طرف اس کی رغبت نہ ہو' اغنیاء اور مالدار لوگوں سے میل جول کو پسند نہ کرتا ہو اور حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو جو وجہ اعزاز حاصل ہو اس پر فخر و مباہات نہ کرتا ہو' چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ مال جمع کر کے نہ رکھتا ہو ہاں البتہ یہ جائز ہے کہ اگر کسی جگہ سے زیادہ فتوحات حاصل ہوئی ہوں تو جمعیت خاطر یا اہل و عیال کے نان و نفقہ کے لئے ذخیرہ کر لے۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ پیر خوش خلق ہو' خلقت کی ایذا رسانی سے رنجیدہ اور ترش رو نہ ہو' اس لئے کہ نہ ہر کہ مردم

Marfat.com

آزارست حق سبحانہ تعالیٰ ازوے بیزارست۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو تکریم و تعظیم کی نیت سے نہ دیکھتا ہو' خود بینی کی جگہ اس میں صدق اور خودنمائی کی جگہ اخلاص ہو' ساتویں شرط یہ ہے کہ وہ لوگوں کو مرید بنانے کا آرزومند نہ ہو' آٹھویں شرط یہ ہے کہ وہ مخلوق کی جفا کا متحمل ہو' نویں شرط یہ ہے کہ ذنوب و معاصی سے محترز ہو' دسویں شرط یہ ہے کہ وہ طالب استقامت ہو' کشف و کرامات کا طالب نہ ہو۔

ثبوت بیعت و علامت: پیران طریقت نے سلسلہ میں شامل ہونے کی چند علامتیں مقرر کر رکھی ہیں۔ ایک ثبوت یہ علامت کاغذی ہے کہ پیر اپنے مرید کو اپنے سلسلہ کا شجرہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر یا لکھوا کر عطا فرماتے ہیں' دوسرا ثبوت مریدی کا وہ کلاہ ہے جو پیر اپنے ہاتھ سے مرید کو عطا کرتے ہیں۔

اقسام مرید: مرید دو قسم کے ہوتے ہیں' رسمی' حقیقی' مرید رسمی وہ ہے جس کو اپنے پیر سے کلاہ و شجرہ حاصل ہو' پیر نے جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا ہو اس کی تعمیل میں مصروف رہے اور جن باتوں سے منع کیا ہو ان سے باز رہے' مرید حقیقی وہ ہے جو ظاہر اور باطن میں پیر کا متبع ہو اس کی تمام حرکات و سکنات پیر کی حرکات و سکنات کے مطابق ہوں اور اس کا کوئی قدم خلاف راہ و روش نہ اٹھتا ہو۔

مرید کو حلقہ ارادت میں شامل کرنے کے بعد پیر کو چاہئے کہ وہ مرید کا امتحان لے اگر وہ اپنی طلب میں صادق ہو تو سر کے بال منڈوا کر خرقہ پہنا کر ذکر و مراقبہ کی تعلیم کرے اور مرید کو ایک گوشہ میں بٹھا کر اس کی دیکھ بھال اور تربیت میں مصروف ہو جائے' سر منڈانے کی حدیث میں فضیلت منقول ہے' آئمہ مذہب اربعہ اور تمام مشائخ محلوق الراس ہمیشہ رہا کرتے تھے' اس لئے نئے مرید کو بھی اس سنت پر عمل درآمد رکھنے کے لئے صوفیائے کرام کے نزدیک سر منڈانا سنت ہے۔

پیر کو چاہئے کہ وہ اپنے مرید کو خالصتہ اللہ خرقہ عطا فرمائے' صوفیائے کرام کے نزدیک نئے مرید کو بھی خرقہ پہنانا جائز ہے' حضرت شیخ ابو نجیب سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک مرید نے حضرت شیخ احمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ سے خرقہ طلب کیا'

Marfat.com

حضرت شیخ نے اس مرید کو میرے پاس بھیج دیا میں نے اس مرید کے سامنے خرقہ پوشی کے تمام حقوق بیان کیۓ وہ مرید حقوق اور شرائط سن کر ڈر گیا' اگلے روز شیخ نے مجھے بلا کر سخت غصہ کا اظہار کیا' فرمایا میں نے تو تمہارے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس سے کچھ ایسی باتیں کرو گے جس سے اس کی رغبت اور شوق میں اضافہ ہو تم نے اس سے ایسی بات کہی کہ وہ خود ہی اس راستہ سے ہٹ گیا۔ تم نے اس سے جو کچھ کہا وہ اگرچہ صحیح تھا' اگر ہم بھی مریدوں سے ایسی بات کرنے لگیں تو ایک مرید بھی ہمارے پاس نہ ٹھہرے سب بھاگ جائیں' ہم اسے ضرور خرقہ پہنائیں گے' کم از کم اس قوم کی مشابہت تو پیدا ہو جائے گی' صوفیاء کی فیض صحبت سے امید ہے کہ کبھی نہ کبھی اس پر یہ رنگ اثر انداز ہو گا اور خدا تعالیٰ اس کو بھی تصوف کی نعمت سے مالا مال کر دے۔ بہر حال خرقہ پہننے کے بعد مرید کو اپنے پیر کا شکر گزار ہونا چاہئے' اس کو اپنے پیر کی خاص عنایت تصور کرنی چاہئے اور یہ خیال کرنا چاہئے کہ مجھ میں خرقہ پہننے کی اہلیت کہاں سے تھی یہ سب کرم پیر و مرشد کا ہے۔

خواجگان چشت کی متفقہ رائے ہے کہ طالب صادق کے لئے ایک ذکر اور ایک فکر ہی کافی ہے اور وہ لاالہ الا اللہ کا ذکر ہے اس لئے کہ یہ افضل الاذکار ہے' اس ذکر میں دیگر اذکار بھی شامل ہیں۔ مراقبہ کے معنی خدا کو حاضر و ناظر جاننا اس طریقہ پر کہ وہ تمام حرکات جوارح اور دل کی پوشیدہ باتوں سے واقف ہیں۔

خلوت کا بیان: خلوت کم از کم چالیس دن ہونی چاہئے' چالیس دن میں انسان کی طبیعت میں تغیر و انقلاب آ جاتا ہے۔ سلطان المشائخ حضرت مولانا خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ سے فرمایا کہ تم چشتیوں کا چلہ کرو حضرت شیخ نصیر الدینؒ نے یاران طریقت سے چشتی چلہ کی بابت دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ دیوار کے پیچھے بیٹھے رہو' چشتیوں کے طریق میں سال بھر میں پانچ چلے ہوتے ہیں جن کا ذکر گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

شرائط خلوت: خلوت یا چلہ کشی کی چند ضروری شرائط ہیں۔ ان میں سے ایک شرط کی

Marfat.com

عدم موجودگی تحصیل مقصود میں مانع ہوتی ہے' شرائط یہ ہیں۔ خلوت میں بیٹھنے کے لئے حجرہ میں دایاں قدم داخل کرے اور اعوذ باللہ' بسم اللہ اور سورہ الناس تین تین بار پڑھے پھر بایاں پیر رکھ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ وَلِیْ فِیْ الدُّنْیَا وَالاٰخِرَۃِ وَارْزُقْنِیْ مَحَبَّتَکَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ فِیْ شَغَفِیْ وَاحْلَنِیْ بِجَلَالِکَ وَجَمَالِکَ مِنَ الْمُخْلِصِیْنَ اَللّٰھُمَّ نَفْسِیْ بِجَذْبَاتِ ذَاتِکَ یَا اَنِیْسَ مَنْ لَّا اَنِیْسَ لَہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْداً وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ○

پھر مصلٰی پر قبلہ رو کھڑا ہو کر اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ پڑھے' پھر دو رکعت بہ نیت جلال الٰہی ادا کرے' پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری میں امن الرسول آخر کے بعد تک پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر سر سجدے میں رکھ کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ کُنْ اَنِیْسًا فِیْ خَلْوَتِیْ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَلْوَتِیْ فِیْ سَوْجَبَۃِ یُشَاھِدَتِکَ وَوَفِّقْنِیْ فِیْہِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَسْئَلُکَ رِضَاکَ اَللّٰھُمَّ اَنَا عَبْدَ لِھَوٰی اَللّٰھُمَّ اکْشِفَ الْغِطَاءَ عَنْ عَیْنِیْ وَارْفَعِ الْغَیْنَ عَنْ قَلْبِیْ حَتّٰی اَشْھَدُ جَمَالُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. یہ پڑھ کر ارادت و عقیدت کے ساتھ اثبات و نفی میں مشغول ہو جائے۔

چلہ کی شرطیں: چلہ میں بیٹھنے کے لئے طالب کو ان شرائط کا عامل ہونا ضروری ہے۔

۱۔ ایک یہ کہ خلوت میں کوئی دوسرا شخص داخل نہ ہو' خلوت خانہ میں ہمیشہ قبلہ رو چوکڑی مار کر بیٹھے' دونوں ہاتھ زانو پر رکھے' غسل کرتے وقت دل میں نیت رکھنا کہ یہ میت کا غسل ہے اور خلوت خانہ کو ہی لحد تصور کرے' خلوت خانہ سے سوائے وضو نماز یا حوائج

Marfat.com

ضروری ہے کے باہر نہ آنا چاہئے اور خلوت خانہ تاریک ہونا چاہئے' دروازہ پر بھی پردے پڑے رہیں تا کہ باہر کی روشنی اور آواز نہ آسکے' کہیں ایسا نہ ہو کہ خلوت میں محسوسات میں مشغول ہو کر عالم غیب سے محروم ہو جائے' خلوت میں بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہو جائیں' دل سے تمام خطرات دور کر دیں اور خدا کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جائیں۔

۲۔ خلوت میں ہمیشہ باوضو رہیں۔ ۳۔ تمام اوقات ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ ۴۔ دل میں خطرات نہ آنے دیں اگر آئیں تو لا الٰہ الا اللہ سے دفع کر دیں' بہرحال دل کی صفائی کی طرف متوجہ ہوں' دل صاف ہو جانے کے بعد لغزش شہوانی محو ہو کر دل اس قابل ہو گا کہ اس پر غیبی مشاہدات کے نقش نظر آنے لگیں۔

۵۔ دوران خلوت روزہ سے رہیں روزہ تزکیۂ نفس کے لئے ایک اہم ترین ذریعہ ہے۔ ۶۔ خلوت میں بیٹھ کر کسی شخص سے بات چیت نہ کریں البتہ شیخ سے بقدر ضرورت گفتگو کر سکتے ہیں۔ ۷۔ اپنے پیر کے ساتھ ربط محکم رکھے اگر دوران خلوت کوئی آفت یا خوف مرید کو پہنچے اسی وقت اپنے پیر کی ولایت کی طرف متوجہ ہو اور شیخ کے دل سے استمداد کرے' انشاء اللہ واردات رفع ہو جائیں گے۔ ۸۔ رنج یا مصیبت کے معاملہ میں کبھی نہ خدا تعالیٰ پر معترض ہو نہ شیخ پر' ہر بات کو منجانب الٰہی اور تقدیر تصور کرے۔

خلوت کی شرطیں اگرچہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی ہیں مگر یہ آٹھ شرطیں بنیادی اور اہم ہیں۔

اخلاق اہل تصوف : مرید کو اپنے اندر مکارم اخلاق مقامات اور احوال پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے' حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہیں ان لوگوں کی بابت خبر دوں جو قیامت کے دن مجھ سے قریب تر اور میرے نزدیک محبوب ہوں گے' عرض کیا گیا ضرور ارشاد فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' وہ لوگ ہوں گے جو نیک اخلاق' نرم خو محبت کرنے والے' محبت کئے جانے والے ہوں گے اور ان لوگوں کے اخلاق یہ ہوں گے۔ محبت' دلاوری' چشم پوشی' پردہ پوشی' صبر و رضا' بشاشت' بردباری' تواضع' حلم' شفقت' مصیبت کو برداشت کرنا' موافقت اور احسان صلح'

Marfat.com

غیر کے نفع کو اپنی مصلحت پر مقدم کرنا' لوگوں کی خدمت کرنا' محبت کرنا' کشادہ دلی' جواں مردی' عفو و درگذر' سخاوت' وفا' حیا' تمکنت و وقار' دعا' حسن ظن' انکساری' بزرگوں کی تعظیم کرنا' چھوٹوں پر رحم و شفقت کرنا اور دوسروں کے ہدیہ کو بڑا سمجھنا اور اپنی طرف سے ہدیہ کو حقیر خیال کرنا۔

مقامات کا بیان: سب سے پہلا مقام انتباہ ہے جس کے معنی ہیں خواب و غفلت سے بیدار ہونا' اس کے بعد توبہ ہے' توبہ کے معنی ترک معصیت اور دائمی ندامت کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا' توبہ کے بعد کثرت سے استغفار پڑھنا' اس کے بعد انابت ہے جس کے معنی ہیں غفلت سے نکل کر ذکر خداوندی میں مشغول ہونا' اس کے بعد ورع ہے' ورع کہتے ہیں ان چیزوں کو چھوڑنے کو جن کی حلت میں شبہ ہو' اس کے بعد محاسبہ نفس ہے' اس کے بعد ارادت ہے' ارادت کے معنی ہیں راحت و آرائش ترک کر کے طاعت و عبادت خداوندی میں سرگرم ہو جانا' اس کے بعد زہد ہے' زہد کے معنی ہیں دنیا کی حلال چیزوں کا ترک اور شہوات سے باز رہنا' اس کے بعد فقر ہے' فقر کے معنی ہیں دل کو ہر دنیاوی مملوکات سے خالی کرنا اور خود دنیا کی کسی چیز کا مالک نہ رہنا' اس کے بعد صدق ہے جس کے معنی ہیں ظاہر و باطن میں برابر ہونا' اس کے بعد صبر ہے جس کے معنی ہیں مصیبتوں کی تلخی کو برداشت کرنا' اس کے بعد رضا ہے مصیبت خداوندی میں لذت محسوس کرنا' اس کے بعد اخلاص ہے' معاملات خداوندی سے خلقت کو الگ سمجھنا' اس کے بعد توکل ہے' اپنے دل سے طمع دور کرنا اور خدا ہی کی رزاقیت پر بھروسہ کرنا۔

احوال کا بیان: دل کی صفائی کے بعد اس پر جو حالات گزرتے ہیں ان کا نام احوال ہے۔ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ حال حادثہ کا نام ہے جو سالک کے دل پر گزرتا ہے اور اسے دوام و استمرار نہیں ہوتا' چنانچہ انہی احوال میں سے ایک مراقبہ ہے جس کے معنی ہیں صفائی یقین کے ساتھ مغیبات پر نظر رکھنا۔

اس کے بعد قرب ہے جس کے معنی پوری ہمت اور طاقت کے ساتھ ماسوا کو

Marfat.com

ترک کر کے خدا کی طرف پوری طرح سے متوجہ ہو جانا۔ اس کے بعد محبت ہے یعنی محبوب کی خواہشات کی موافقت کرنا خواہ اس میں تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے۔ اس کے بعد رجاء ہے اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کا وعدہ کیا ہے ان پر یقین رکھنا۔ اس کے بعد خوف ہے' دل سے اس بات کا یقین کرنا کہ خدا کی گرفت بہت سخت ہے۔

اس کے بعد حیا ہے جس کے معنی ہیں دل کو کشادہ روی سے باز رکھنا۔ اس کے بعد انس ہے یعنی تمام باتوں میں خدا تعالیٰ کے آگے عاجزی کا اظہار۔ اس کے بعد طمانیت ہے قضا و قدر کے معاملہ میں خدا تعالیٰ کے فیصلہ پر یقین و اعتماد کرنا۔ اس کے بعد یقین ہے جس کے معنی تصدیق کے ہیں جس میں ذرہ بھر بھی شک نہ ہو۔ اس کے بعد مشاہدہ ہے جس کے معنی ہیں کہ عبادت اس طرح کیا کرو گویا تم خود اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھ رہے ہو اگر یہ بات حاصل نہ ہو تو یہ بات ضرور ہونی چاہئے کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یہ اخلاق و مقامات احوال' کشف علویات و سفلیات اکثر پیران طریقت کو بیعت سے پہلے ہی حاصل تھے' روایت ہے کہ حضرت مخدوم فرید الدین گنج شکرؒ' مخدوم شیخ بہاء الدینؒ اور مخدوم شیخ نجم الدین کبریٰؒ یہ تینوں حضرات بیعت کے ارادہ سے مخدوم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت بابرکت میں گئے' حضرت شیخ نے بابا فرید الدین گنج شکرؒ سے فرمایا کہ تمہارا حصہ خاندان چشت میں ہے تمہارا پیر دلی میں قطب الدینؒ ہے۔ حضرت شیخ نے باقی دونوں حضرات کو بیعت کر لیا' اتنے میں حضرت شیخ کے ملازم نے معزز مہمانوں کے سامنے ہاتھ دھونے کے لئے لوٹا اور طشت پیش کیا۔ خادم نے سب سے پہلے سفلچی حضرت بابا فریدؒ کے سامنے پیش کی' حضرت مخدوم صاحبؒ بہت دیر تک ہاتھ دھوتے رہے لوٹے کا سارا پانی ختم ہو گیا۔ آپ کے بعد ان دونوں حضرات نے ہاتھ دھوئے' کھانا چنا گیا اور معزز مہمان کھانے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت شیخ نجم الدینؒ نے بابا فریدؒ سے کہا کہ آپ نے تو ہاتھ دھونے میں سارا لوٹا ہی ختم کر دیا ہمیں نہ معلوم ہو سکا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ حضرت مخدوم بابا فریدؒ نے فرمایا کہ یہ ملازمہ جس

Marfat.com

نے ہمارے ہاتھ دھلائے تھے حضرت شیخ کی خدمتگار ہے۔ مجھے لوح محفوظ میں لکھا نظر آیا کہ وہ دوزخی ہے مجھے بہت افسوس ہوا کہ حضرت شیخ کی خادمہ اور دوزخ میں جائے' میں نے لوح محفوظ سے وہ حروف مٹا کر اس کا نام بہشتیوں میں لکھ دیا۔ اب ان دونوں بزرگوں نے اس واقعہ کی تحقیق کی تو وہ حرف بحرف صحیح تھا' اس واقعہ کے نقل سے غرض یہ ہے کہ بیعت ہونے سے پہلے ہی اس قسم کے مکاشفات اور تصرفات حضرت مخدوم علیہ الرحمہ کو حاصل تھے۔

اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ دہلی پہنچ کر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے شرف اندوز ہوئے اور اپنے پیر کی خدمت میں رہنے لگے' کچھ عرصہ کے بعد خواجہ عالم حضرت غریب نوازؒ دہلی تشریف لائے' حضرت بابا فریدؒ ان کی قدم بوسی کے لئے نہ گئے اس لئے کہ اپنے پیر کے سامنے دادا پیر کی قدم بوسی کروں تو یہ بات بھی اچھی معلوم نہیں ہوتی اور اگر دادا پیر کے سامنے اپنے پیر کی قدم بوسی کروں تو یہ بات بھی مناسب معلوم نہیں ہوتی' آخر حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے حضرت خواجہ قطبؒ سے فرمایا کہ شیخ فریدؒ کو بلاؤ' حضرت بابا فریدؒ حاضر ہو کر اپنے پیر کے قدم بوس ہوئے' حضرت قطب باباؒ نے ان کو اٹھا کر حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضرت غریب نوازؒ نے بابا فریدؒ کو اٹھا کر بغل میں لیا اور نوازشات بے پناہ فرمائیں اور قطب باباؒ سے فرمایا کیا بات ہے شیخ فریدؒ کا کام اب تک کیوں نہیں ہوا جب وہ لوح محفوظ کی تحریریں تصرف کر سکتے ہیں اب کس بات کی کمی باقی رہ گئی ہے۔

فوائد

فائدہ: علم افضل ہے یا عمل' اس بارے میں عوام کی رائے یہ ہے کہ علم عمل سے افضل ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ العلم بلا عمل کجسد بلا روح بعض جاہل صوفیاء عمل کو علم سے افضل سمجھتے ہیں بلکہ علم کو حجاب اللہ کہتے ہیں یہ بھی صحیح

Marfat.com

نہیں۔

حضرت شیخ صفی قدس سرہ کی خانقاہ میں ایک شخص شب و روز عبادت میں مشغول رہتا تھا' حضرت شیخ سے کسی نے اس عابد کے بارے میں تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا لیــس بشــی ءِ (وہ کچھ نہیں) کچھ عرصہ کے بعد لوگوں نے اس عابد کی تعریف حضرت شیخ کے سامنے بیان کی' انہوں نے پھر وہی فرمایا' لیــس بشی ءِ (وہ کچھ نہیں) لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور تفتیش حالات کے درپے ہو گئے' آخر رمضان کے مہینہ میں عصر کے بعد ایک شخص نے دیکھا کہ اس مرد عابد نے ازار بند سے افیون کی گولی نکال کر منہ میں رکھی تب لوگوں کو یقین آیا کہ وہ عابد افیونی تھا۔

فائدہ: سماع میں جہاں بہت سے فوائد اور منافع ہیں لغزش اور ضلالت بھی اسی قدر ہے لیکن مضرات کے امکان وقوع سے سماع کا ترک لازم نہیں' اس لئے کہ اعمال ظاہریہ میں افضل ترین عمل نماز ہے جو بعض لوگوں کے حق میں باعث فلاح اور بعض لوگوں کے حق میں سبب عذاب دوزخ ہے' سہو اور غفلت نماز میں باعث عذاب دوزخ ہے۔

تو محض اس احتمال سے نماز ترک کرنا درست نہیں' یہی حال سماع کا بھی ہے' اگر یہ کہا جائے کہ عہد رسالت وصحابہ میں سماع نہیں ہوا کرتا تھا اس لئے سماع فعل بدعت ہے یہ بات صحیح ہے کہ سماع فعل بدعت ہے لیکن یہ بدعت کسی سنت کے مزاحم نہیں اس لئے سماع کو بدعت کہنا درست نہیں سماع سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں' مشائخ متاخرین نے سماع کو مستحسن قرار دیا ہے۔ سب سے بڑا فائدہ سماع کا یہ ہے کہ طالب کو طلب آرزو میں بعض اوقات حالت یاس وقبض پیش آجاتی ہے جس سے اعمال عبادت میں کمی آجاتی ہے کیونکہ ہر وقت طبیعت پر ایک ایسا بار رہتا ہے جس کی موجودگی میں ایسے کسی کام میں ذوق حاصل نہیں ہوتا' سماع سے یہ حالت قبض دور ہوتی ہے' مشائخ متاخرین نے اس عارضہ کو دور کرنے کے لئے سماع کو خوش الحان اور عمدہ مضامین کے اشعار سے مشروع طریقہ پر مرتب کر کے طالبوں کو بوقت ضرورت بقدر ضرورت سننے کی

Marfat.com

اجازت دی ہے تاکہ طبیعت کا ثقل اور کسل دور ہو کر شوق کی تیز گامی بڑھ جائے اور طبیعت کا قلق واضطراب دور ہو جائے۔

فائدہ: نقل ہے امام شمس الائمہ گرگانیؒ نے شیخ المشائخ حضرت خواجہ مودود چشتیؒ سے کہا کہ روایت فقہ اور مسئلہ شرعی کی بحث سے قطع نظر آپ کے مسئلہ کے مطابق سماع کے بارے میں کیا رائے ہے۔ سماع بہتر ہے یا نماز؟ حضرت نے جواب دیا آپ عالم دین ہیں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اگر کوئی شخص دو رکعت نماز شرائط و ارکان کے ساتھ اخلاص سے ادا کرے تو اس کے متعلق احتمال ہے کہ حق تعالیٰ اس کو قبول فرمائے' اگر چاہے قبول کر لے نہ چاہے نہ قبول کرے لیکن سماع تو اللہ تعالیٰ کے جذبات میں سے ایک جذبہ ہے جس کی قبولیت میں کوئی شبہ نہیں' آپ عالم دین ہیں اور بخوبی واقف ہیں کہ نماز ایک ایسی چیز ہے اور سماع و وجد ایک امروہبی ہے' سماع عین عنایت وقبول حق سبحانہ ہے جس میں رد کا شائبہ بھی نہیں۔

حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ نے خواب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا' آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا' مجلس سماع کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں' ہاں محفل کا آغاز واختتام قرآن پر ہونا چاہئے۔

فائدہ: دین کا کمال دیانت داری میں ہے اور ایمان کا کمال امانت گزاری میں ہے۔

فائدہ: کسی شہر میں ایک عارف کامل رہا کرتے تھے' ایک روز بادشاہ کو ان سے ملاقات کا شوق ہوا' وزیر کو بلا کر کہا کہ فلاں بزرگ سے ملاقات کی کوئی سبیل نکالنی چاہئے' اتفاق کی بات کہ اس بزرگ کے دو پیرزاد بادشاہ کے ہاں ملازم تھے' وزیر نے ایک کاغذ پر اَطِیْعُو اللّٰهَ وَ اَطِیْعُو الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْر لکھ کر اس بزرگ کے پاس بھیجا' انہوں نے بادشاہ کے ان دونوں قاصدوں کی بڑی تعظیم وتکریم کی۔ پیرزادوں نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت آپ کے دیدار کے طلب گار ہیں ہم آپ سے اجازت

Marfat.com

حاصل کرنے آئے ہیں' اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اولی الامر کی اطاعت کیا کرو' یہ سن کر مرد بزرگ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اولی الامر کون ہوتا ہے' پیرزادوں نے عرض کیا۔ بادشاہ وقت' مرد بزرگ نے فرمایا کہ اولی الامر سے مراد وہ انبیاء صفت علماء ہیں جن کی شان میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں) پیرزادوں نے کہا' ہاں دونوں معنی بیان کئے گئے ہیں۔ مرد بزرگ نے فرمایا کہ ایک معنی پر تو حق تعالیٰ نے تمہیں توفیق بخشی ہے جس پر تم عمل پیرا ہو' مجھے دوسرے معنی کی توفیق عطا فرمائی ہے میں اس پر عامل ہوں' لہٰذا مجھے چھوڑو تم پہلے معنی پر عمل کرو میں دوسرے معنی پر۔ الغرض مرد بزرگ خود بادشاہ سے ملنے گئے نہ بادشاہ کو ہی اپنے پاس آنے کی اجازت دی' جب یہ دونوں پیرزادے اٹھ کر چلے گئے تو جس جگہ وہ دونوں بیٹھے تھے مرد بزرگ نے اس جگہ کی مٹی کھدوا کر پھنکوا دی۔

فائدہ: روح انسانی کا تعلق خواہ وہ نیک ہو یا بد قالب سے رہتا ہے' موت کے بعد منقطع نہیں ہو جاتا' جسم خاکی اگرچہ مٹی میں گل سڑ جاتا ہے پھر بھی روح کا تعلق باقی رہتا ہے' مثال کے طور پر پان کا پتہ ہے درخت سے جدا ہونے کے بعد بھی اس کا تعلق شاخ سے قائم رہتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو پتہ شاخ سے جدا ہو جانے کے بعد فوراً خشک ہو جاتا مگر یہ بات نہیں' اگر احتیاط سے رکھا جائے تو پان کئی کئی مہینہ تک تر و تازہ رہ سکتا ہے۔

فائدہ: خواجہ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید کو مرتے وقت تین باتوں کی وصیت کی تھی' (۱) جمعہ کا غسل نہ چھوڑنا۔ (۲) رات کو وضو کر کے سونا۔ (۳) خدا تعالیٰ کو ہر نیک و بد حالت میں یاد رکھنا۔

فائدہ: مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جس وقت نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تھے تو آپ کا جسم تھر تھر کانپنے لگتا تھا فرمایا کرتے تھے یہ وقت اس امانت کے ادا کرنے کا ہے جس کو زمین و آسمان برداشت نہ کر سکے تھے۔

Marfat.com

فائدہ: پیری مریدی کا کام لوگوں نے سہل سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ بہت ہی مشکل کام ہے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ ایک روز تشریف فرما تھے احباب کا مجمع تھا آپ بیٹھے بیٹھے کئی مرتبہ اٹھ کھڑے ہوئے بیٹھ گئے حاضرین مجلس نے دریافت کیا' کیا بات ہے آپ کئی مرتبہ کھڑے ہوئے فرمایا ہمارے پیر دستگیر کی خانقاہ میں ایک کتا رہا کرتا تھا اسی صورت وشکل کا کتا سامنے گلی سے کئی مرتبہ آیا تھا میں اس کی تعظیم کے لئے اٹھتا تھا۔

ہم شکل کتے کی اتنی تعظیم! اور اگر وہی کتا ہوتا تو نہ معلوم کس قدر تعظیم فرماتے۔

ذکر اذکار کا بیان

کتاب منہج السالک الی اشرف المسالک میں ذکر کے بیس آداب بیان کئے گئے ہیں' جن میں سے پانچ آداب ذکر سے قبل کے ہیں اور بارہ ذکر کے وقت اور تین بعد کے۔

آداب قبل از ذکر: (۱) توبہ۔ (۲) اطمینان۔ (۳) طہارت۔ (۴) اپنے شیخ سے امداد طلب کرنا۔ (۵) شیخ کی امداد کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد سمجھنا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد کو خدا کی امداد تصور کرنا۔

آداب وقت ذکر: (۶) ذکر کے لئے چار زانو یا نماز کی قعدہ کی طرح بیٹھنا۔ (۷) دونوں ہاتھ گھٹنوں کی چپنیوں پر رکھنا۔ (۸) خوشبو لگانا یا خوشبو سلگانا۔ (۹) پاک صاف کپڑے پہننا۔ (۱۰) حجرہ کا تاریک ہونا۔ (۱۱) دونوں آنکھوں کو بند کرنا۔ (۱۲) دونوں کانوں کے سوراخ خوب بند کرنا۔ (۱۳) شیخ کو اپنے روبرو حاضر تصور کرنا۔ (۱۴) صدق ظاہر اور باطن میں اور اخلاص دریا یا شہرت مقصود نہ ہونا۔ (۱۵) کلمہ توحید کا ذکر کرنا۔

Marfat.com

آداب بعد ذکر: (۱۶) ذکر کرنے کے بعد بہت دیر تک خاموش رہنا۔ (۱۷) حبس نفس۔ (۱۸) ہر مرتبہ ذکر کرتے وقت اس کے معنی کا دل میں استغفار کرنا۔ (۱۹) ذکر کرنے کے بعد ٹھنڈی ہوا یا ٹھنڈے پانی کے استعمال سے پرہیز کرنا۔

ابن عطاء اللہ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے سے عرش الٰہی حرکت میں آ جاتا ہے' جو شخص کلمہ توحید روزانہ صبح کو بطہارت کامل پڑھے گا حق تعالیٰ اس پر رزق کے اسباب سہل فرما دے گا اور جو شخص ایک ہزار مرتبہ کلمہ توحید پڑھ کر سوئے گا نیند میں اس کی روح عرش کے نیچے آرام کرے گی اور جو شخص زوال کے وقت کلمہ توحید ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا اس کا شیطان کمزور اور حقیر ہو جائے گا۔

اور جو شخص نیا چاند دیکھ کر کلمہ طیبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو تمام بیماریوں سے حفاظت میں رکھے گا اور جو شخص شہر میں داخل یا خارج ہونے کے وقت ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے گا ہر طرح محفوظ و مامون رہے گا' نیز جو شخص ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ظالم اور سرکش کے سامنے جائے گا حق تعالیٰ اس سرکش کو زیر کر دے گا اور اگر بہ نیت کشف غیوب ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا حق تعالیٰ اس پر اسرار ملک و ملکوت واضح کر دے گا اور جو شخص ستر ہزار مرتبہ پڑھے گا وہ بلاشبہ جنت میں داخل ہو گا۔

بعض عارفین نے کہا کہ زبانی ذکر سے دل بھی ذاکر ہو جاتا ہے اس لئے ذکر کرتے وقت زبان اور دل کو مطابق رکھنا چاہئے۔

اذکار اور مراقبات کے سینکڑوں ہزاروں اقسام کتب میں مذکور ہیں' ذیل میں ان بعض اذکار و مراقبات کا مختصر تذکرہ پیش کیا جاتا ہے جو صوفیائے کرام کے معمولات و مختارات میں سے ہیں۔

طریقہ ذکر: طالب حق کو چاہئے کہ قبل از صبح صادق یا مغرب و عشاء کے درمیان گوشہ خلوت میں چار زانو بیٹھ کر رگ کیماس پائے چپ کو داہنے پیر کے انگوٹھے سے خوب مضبوط دبائیں اور دونوں ہاتھ دونوں زانوں پر رکھ کر انگلیاں کھول دیں اور الا اللہ کی

Marfat.com

ضرب لگائیں، نفی کے وقت آنکھیں کھلی رکھیں اور اثبات کے وقت اس معنی کو ذہن میں رکھیں کہ سوائے خدا کے کوئی موجود نہیں، دس ضرب لگا کر ایک مرتبہ محمد رسول الله کہیں، ذکر جس قدر ہو سکے کریں۔

طریقہ ذکر اسم ذات

اللہ اسم ذات الٰہی کے تین طریقے ہیں، اول یہ کہ جس دم کے ساتھ آنکھیں کھول کر اس قدر اللہ اللہ کہیں کہ سامنے اندھیرا چھا جائے اور زبان گنگ ہو جائے۔

اس ذکر سے بے اختیار دل ذاکر ہو جاتا ہے اور کچھ عرصہ کی مشق کے بعد تمام اعضائے جسمانی بلکہ تمام چیزیں ذاکر نظر آنے لگتی ہیں اور تھوڑی ہی مدت میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا طریقہ پاس انفاس کا ہے جس وقت سانس باہر آئے لا الٰہ اور جس وقت اندر جائے الا اللہ کہیں، یا ہُو ہُو کہیں اور ہر وقت اسی شغل میں مصروف رہیں۔

تیسرا ذکر ہا، ہُو، ہی، اسی ذکر کا نام ذکر اور دو برد ہے، پیران پیر حضرت غوث الاعظم دستگیرؒ کے معمولات میں سے ہے، اس ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر گردن کو پیٹ تک خم کر دے اور اپنے مونڈھے کی طرف منہ لے جا کر ''ہا'' کہیں اور بائیں مونڈھے پر ''ہُو'' اور سر کو نیچے جھکا کر ''ہی'' ضرب لگائیں۔

دوسرا طریقہ پاس کا یہ ہے کہ جب سانس باہر آئے تو لا الٰہ کا تصور کریں اور سانس باہر آتے وقت اور اندر جاتے وقت ناف پر نگاہ رکھیں۔

اذکار نفی و اثبات

ذکر دو ضربی و مادم: لا الٰہ کی ضرب دائیں مونڈھے پر اور الا اللہ کی ضرب لگائیں اور تین یا پانچ یا سات یا نو ضرب کے بعد محمد رسول اللہ کہیں۔

Marfat.com

ذکر چہار ضربی: بجلسہ معود بیٹھ کر لا کو درمیان دونوں زانو کے کھینچ کر بائیں زانو پر لائیں اور الہ کو دائیں مونڈھے پر ضرب دے کر ھا کو بائیں مونڈھے اور بازو پر ضرب دیں اور چوتھی ضرب الا اللہ کی دل پر لگائیں۔

ذکر پانچ ضربی: پہلوئے چپ سے لا الہ شروع کر کے داہنے مونڈھے تک لائیں اور داہنے مونڈھے کی ہڈی کو اٹھا کر الا اللہ کی ضرب لگائیں پھر پشت کی جانب سر لے جا کر بائیں مونڈھے پر لائیں اور ایک ضرب لگائیں پھر سر کو نیم پشت پر لا کر ایک ضرب لگائیں پھر دونوں مونڈھے کانوں تک اٹھا کر ایک ضرب لگائیں پھر دو زانو ہو کر دونوں زمین سے قدرے اونچا کر کے پانچویں ضرب لگائیں اس کے بعد پھر سرے سے شروع کریں' یہ واضح رہے کہ اس ذکر میں حبس دم ضروری ہے۔

ذکر ہفت ضربی: سر کو زمین کی طرف لے جا کر لا الہ کہتا ہوا اوپر اٹھائے اور آسمان کی طرف الا اللہ کی ضرب لگائے' پھر سر جھکا کر ایک ضرب زمین پر' اس کے بعد ایک ضرب داہنی طرف اور ایک ضرب بائیں طرف اور ایک ضرب آگے اور ایک ضرب جانب پشت خم کھاتا ہوا لگائے اور ساتویں ضرب سر بلند کر کے دل پر لگائے۔

نوٹ: دل پر ضرب لگانے کا فائدہ یہ ہے کہ بعض اموات حرکت قلب بند ہو جانے یا اس پر چربی چڑھ جانے سے واقع ہو جاتی ہیں اس ذکر کی مشق سے ذاکر اس قسم کی موت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ذکر شانزدہ ضربی: دو زانو بیٹھ کر دونوں ہاتھ زانو پر رکھیں اور سر کو تین چکر دیں اور اس درمیان میں حبس دم کے ساتھ لا الہ کا تصور کریں پھر تین مرتبہ معدہ کو بہ تصور الا اللہ نیچے سے اوپر کی طرف کھینچیں پھر ایک ضرب الا اللہ کی درمیان میں لگائیں' پھر ایک داہنے زانو پر دوسری ضرب بائیں پر اور ایک درمیان دو زانو کے لگائیں' باقی ضربات بھی اسی طرح مقامات مذکور پر لگا کر سولہ ضرب پوری کریں۔

یہ ضربات دور بدور اس لئے مقرر کی گئی ہیں کہ انسان کے ہر عضو کے ساتھ دل کے پردوں کا تعلق ہے' اس طرح ذکر کرنے سے دل صاف ہو کر حجاب اکبر کے

Marfat.com

پردوں سے باہر آئے گا اور صوفی کو مکاشفہ و مشاہدہ ہونے لگے گا۔

نوٹ: نفی اور اثبات میں مبتدی کے لئے مرشد کی تلقین ضروری ہے، مرشد ایک لفظ کلی فرما کر لا الہ الا اللہ کے معنی سمجھا دے تاکہ خطرات کی نفی ایک بار ہی حاصل ہو جائے۔

ذکر اثبات

طریقہ ایک ضربی: جلسہ معہودہ میں بپاسے زانو چپ پر الا اللہ کی ضرب لگائیں اور زبان سے الا اللہ کہتے رہیں اور باطن میں لا موجود الا اللہ کا فکر رکھیں۔

طریقہ دو ضربی: ایک ضرب زانوئے چپ پر اور ایک ضرب نیم کج ہو کر بائیں کہنی پر لگائیں اور الا اللہ کہتے ہوئے سر زمین کی جانب لے جا کر اوپر لائیں اور ایک ضرب اپنے آگے لگائیں پھر سر کو داہنی کی طرف زمین کے نزدیک پہنچا کر اوپر کی طرف لائیں اور ایک ضرب اپنے سامنے لگائیں اسی طرح متواتر ضربیں لگاتے رہیں۔

طریقہ ذکر سہ ضربی: بہ نشست مذکور ایک ضرب زانوئے چپ پر اور ایک کوب درمیان اپنے اور ضرب زانوئے چپ اور ایک کوب درمیان اپنے گریبان پھر ایک ضرب درمیان دو زانو کی اور کوب الا اللہ درمیان اپنے یعنی دل پر لگاتا ہوا پے در پے ذکر کرتے رہیں۔

اذکار اسم ذات

طریقہ یک ضربی: نشست مذکور پر بیٹھ کر سر کو داہنے مونڈھے کی طرف قدرے بلند کریں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے بائیں پہلو پر ضربیں لگائیں اور اسی طرح متواتر لگاتے رہیں اثنائے ذکر میں آنکھیں کھلی رکھیں اور بدن کو بہ شکل اللہ تصور کریں۔

Marfat.com

طریقہ ایک ضربی باسم ذات: دونوں ہاتھ زانو پر رکھ کر اللہ اکبر کہتا ہوا معدہ کو اوپر کی طرف سختی سے کھینچیں اور دوسرا اللہ اکبر کہتے ہوئے زیر ناف ضرب لگائیں اور پے در پے ضرب لگاتے رہیں۔

طریقہ ایک ضربی یا مدھو: جلسہ معبود میں بیٹھ کر داہنے مونڈھے کی طرف سے اللہ کہتے ہوئے بائیں پہلو پر ضرب لگائیں اور یہاں سے "ہو" کہتے ہوئے سر کو داہنے مونڈھے پر لے جائیں اور اسی طرح متواتر ذکر کریں۔

طریقہ ذکر لامتناہی: زانوئے چپ سے جانب زانوئے راست ہو کہتے ہوئے ایک سانس میں دور بدور لگائیں۔

اذکار متفرقات

ذکر لاہوتی: سر کو جانب کتف چپ لے جا کر اور کی جانب پشت کو خم کر دے کر دو ہو متصلاً کہیں اور ایک ضرب اپنے درمیان لگائیں' لیکن منہ اسی جگہ رہے گا پھر سر کو کتف مذکور رکھ دو ہو متصلاً کہیں اور ایک ضرب پہلوئے راست پر لگائیں' بعدہ دو ضرب زانوئے چپ پر اور دو ضرب درمیان دو زانو اور ایک ضرب درمیان اپنے اور دو ضرب زانوئے راست اور ایک ضرب پہلوئے چپ پر لگائیں۔

پھر سر کو کتف راست پر لے جا کر ہو کہیں اور ایک ضرب پہلوئے چپ پر لگائیں۔ پھر تین بار سرین زمین سے قدرے بلند کر کے دو زانو بیٹھیں اور تین ضرب لگائیں اور چپ سے جانب راست پھر جائیں اور سرے سے شروع کریں۔

ذکر جبروتی: سر کو درمیان زانو کے زمین کے نزدیک لے جا کر یا احد کہتا ہوا ضرب لگائیں اور یا واحد کہہ کر ضرب لگائیں پھر یا واحد یا احد متواتر دس بار کہیں اور سات ضرب اللہ کہتے ہوئے لگائیں اور پھر سرے سے شروع کریں۔

ذکر ملکوتی: ایک ضرب زانوئے چپ پر لگائیں اور یا بدیع کہیں اور ایک ضرب پہلوئے

Marfat.com

راست پر اور یا باعث کہیں اور ایک ضرب زانوئے راست پر یا نور کہتے ہوئے ایک ضرب پہلوئے چپ پر یا شہید کہتے ہوئے پھر سر اور کمر بلند ۔ ے اللہ کہتے ہوئے ضرب لگائیں اور سرے سے شروع کریں۔

ذکر ناسوتی : سر کو تین بار درمیان زانو کے لے جائیں اور وہاں سے اللہ کہتے ہوئے باہر لائیں' یا اللہ کی ضرب اپنے درمیان دیں پھر سر کو اسی جگہ لے جا کر اسی طرح یا اللہ کی ضرب زانوئے چپ پر لگائیں پھر سر کو محل مذکور پر لے جا کر بطرز مذکور یا اللہ کی ضرب زانوئے راست پر لگائیں۔

ذکر حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ : سر کو کتف چپ سے لا الــہ کہتے ہوئے کتف راست پر لائیں اور وہاں سے ٹھوڑی کو زانوئے چپ پر الا اللّٰـہ کی ضرب لگائیں اور متواتر اسی طرح مشغول رہیں۔

ذکر حلاج : یہ ذکر شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے ہندی زبان میں ایجاد کیا' اس کا طریقہ یہ ہے کہ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں اور زبان سے اھـون تـون کہے اور تھوڑی دیر اسی طرح دیکھتے رہیں پھر زمین کی طرف دیکھیں اھـون تـــون کہہ کر کچھ دیر دیکھتے رہیں اور پھر درمیان خیال کر کے متواتر تین بار یا سات بار ھھین تون کہیں اس کے بعد پھر شروع سے شروع کر دیں' اس ذکر سے دوئی رفع ہو کر یگانگت حاصل ہوتی ہے۔

اذکار خفیہ

ذکر جہری اور نفی و اثبات سے فراغت کے بعد جب دل میں نورانیت جلوہ گر ہونے لگے اس وقت ذکر خفی میں مشغول ہونا چاہئے اور ذکر خفی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) پاس انفاس : سانس باہر آنے کے وقت لا الہ اور سانس اندر جانے کے وقت الا اللہ کے تصور میں مشغول رہیں۔

Marfat.com

(۲) ذکر قلب بلا تعین جلسہ حبس دم کریں اور یہ تصور اسم ذات کا دل کو جنبش دے کر معدہ کو اوپر کی جانب کھینچ کر نیچے کی طرف لائیں اور اسی طرح کرتے رہیں جب سانس گھٹتا ہوا معلوم ہو چھوڑ دیں' تھوڑی دیر بعد پھر شروع کریں۔

(۳) ذکر استیلا : سالک کو چاہئے کہ خیال کے قلم سے کلمہ طیبہ لوح باطن پر لکھے وہ اس طرح کہ اول زبان کو تالو سے لگائے اور سانس کو بند کر کے لام کو کتف راست سے شروع کریں اور الف لا کی جانب چپ سے بلند کر کے الف کے سر کو بائیں مونڈھے تک لے جائیں اور الہ کو الف و لام کے درمیان قائم کریں اور الا اللّٰہ دل پر لکھیں۔

تصورات کا بیان

اذکار سے فراغت کے بعد سالک کو تصورات میں قدم رکھنا چاہئے' شروع شروع میں سالک کو ہر وقت اور ہر حال میں اپنے مرشد کا تصور کرنا چاہئے کہ فنا فی الشیخ کا درجہ حاصل ہو جائے اس کے بعد تصور اسم ذات کا شروع کریں اور اس کو اس درجہ بڑھائیں کہ درمیان میں طالب کا وجود باقی نہ رہے۔ **ھو الاول ھو الاخر ھو الظاھر ھو الباطن** کی شان پیدا ہو جائے۔

اشغال و تفکرات صوفیاء

سلطان الاذکار : غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل بعثت غار حرا میں چھ سال تک شغل سلطان الاذکار میں مشغول رہے اس سے جو فوائد اور کشائش ظاہری اور باطنی محسوس ہوتی ہے بیان سے باہر ہے' اس کا طریقہ یہ ہے کہ جنگل یا کسی مکان زمین جہاں آدمی کا گزر نہ ہو اور نہ کسی کی آواز آئے رات کو یا دن کو بطور سہ پایہ بیٹھ کر دونوں انگشت ہابین سے کان بند کر

Marfat.com

پس فوراً کانوں میں ایک آواز سی آنے لگے گی' طالب کو چاہئے کہ پوری توجہ کے ساتھ اس آواز سے مشغول ہو جائے اور ایک لحظہ بھی غافل نہ رہے' رفتہ رفتہ یہ آواز ذاکر کو جمیع جہالت سے احاطہ کرے گی اور پھر یہ حالت ہو گی کہ کانوں میں انگلیاں دیئے بغیر یہ آواز سنائی دینے لگے گی اور جس وقت اس شغل کا غلبہ ہو گا اس کی آواز اس قدر شدید ہو گی کہ ڈھول اور نقارہ کی آواز بھی مغلوب ہو جائے گی' جو کیفیت اس شغل سے ظاہر ہوتی ہے بیان سے باہر ہے' طالب مفصل معلومات اپنے پیر و مرشد سے حاصل کر سکتا ہے۔

O

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

افادات

حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز حسینی قدس اللہ سرہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

امابعد معلوم ہوا کہ اذکار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے اصحاب کو تلقین فرمائے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علیؓ! کیا میں تم کو ایک ایسا راستہ بتاؤں کہ تم اس کے ذریعے سے خدا کو دیکھ لو حضرت علیؓ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاں (ضرور بتایئے) فرمایا کہو لا الہ الا اللہ حضرت علیؓ نے کہا حضرت یہ تو ہم سب پڑھتے ہیں' فرمایا جس طرح میں تم کو بتاؤں اس طرح کہو بعد ازاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر ذوالحلقتین تعلیم فرمایا' جس کی ترکیب یہ ہے لا الہ کو ذہن قلب سے نکال کر گردن اور سر کو دائیں جانب کھینچے اور یہ تصور کرے کہ غیر اللہ کو دل سے نکال کر پھینک رہا ہے یہ ایک حلقہ ہوا۔

پھر گردن کو بائیں طرف لاکر دہن قلب پر ضرب لگائے اور تصور کرے کہ اس کے اندر نور الہی داخل ہو رہا ہے اور ان دونوں حلقوں میں گردن کی پیچیدگی سے یہ مراد

Marfat.com

لے کہ ایک میں دنیا اور دوسری میں عقبیٰ کو لپیٹ دیا اور پشت کے پیچھے ڈال کر ان سے بے خبر و بے غرض ہو گیا محض خدا کو دل میں ثابت و باقی رکھا۔

ضرب زور کے ساتھ بلند آواز سے لگائے اور کوشش کرے کہ یہ آواز دل کے اندر سے برآمد ہو' ذکر کی حالت میں ذاکر کو یہ خیال جمانا بھی ضروری ہے کہ خداوند تعالیٰ کا مشاہدہ کر رہا ہے تاکہ ذکر کے ساتھ ہی مراقبہ بھی ہوتا جائے' ذکر کی حالت میں خدا سے غافل نہ رہے ورنہ کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ حضور قلب کے ساتھ اپنے مقصود کی طرف متوجہ رہے اور خطرات کو دل میں نہ آنے دے جن کا بہترین علاج یہ ہے کہ حالت ذکر اور دیگر حالات میں بھی اپنے شیخ و مرشد کی طرف توجہ اور ان کا تصور قائم رکھے' اس ذکر کے دو طریقے ہیں ایک وہ جس میں با آواز بلند ضرب لگائی جاتی ہے اس کو ذکر جلی کہتے ہیں اور دوسرا وہ جس کے اندر باہستگی ضرب لگاتے ہیں اس کا نام ذکر خفی ہے۔

یہ بھی معلوم رہے کہ اگر ذکر کے ساتھ حبس دم کا بھی لحاظ رکھا جائے گا تو خطرات کے دفع کرنے میں اس کی تاثیر بلیغ ہے اور ذکر سے علاوہ دیگر اوقات میں بھی نہایت مفید ہے خصوصاً کھانا کھانے اور پانی پینے میں جب حبس نفس کا خیال رکھے تو بہت جلد مقصود کو پہنچے گا۔

ذکر فنا و بقا: جس کو نفی اثبات آورد برد بھی کہتے ہیں اس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے ضرب دہن قلب پر لگائے اور دوسری یا تو سر کو زمین پر جھکائے ہوئے قبلہ کی طرف یا دائیں جانب اور دہن قلب پر یا بائیں جانب اور دہن قلب پر لگائے۔ تمام اذکار کی بیٹھک یہ ہے کہ دونوں گھٹنے زمین پر رکھے ہوں اور دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے رہے اور **لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہ** یا **لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ** یا **لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰہ** یا **لَا مَشْهُوْدَ اِلَّا اللّٰہ** کا تصور کرے ان میں سے جس کا تصور کرے گا اسی کے موافق اس پر کشف ہوگا۔

چونکہ صوفیوں کے تمام کاموں کا دارومدار قلب پر ہے اس لئے قلب کے احوال سے بھی واقف ہونا ضروری ہے' قلب صنوبری شکل کا مضغہ گوشت ہے' روح

Marfat.com

انسانی کی قرار گاہ اس کے اندر ہے اور روح حیوانی وہ چیز ہے جس سے روح انسانی یعنی نفس ناطقہ تعلق رکھتا ہے۔

اس نفس ناطقہ ہی کو صوفیائے کرام روح القدوس اور روح اعظم کہتے ہیں یہ خداوند تعالیٰ کی شانوں میں سے ایک شان اور اس کے امور میں سے ایک اور اس کا فیض خاص ہے پھر یہ قلب بائیں جانب لٹکا ہوا ہے' دہن اس کا اوپر کی طرف بائیں جانب مائل ہے جب تم اس پر ضرب لگاؤ گے تو اس کے اطراف کی چربی پگھل جائے گی اور اس کے اوپر کی غلاظت و پردے جنہوں نے اس کو ڈھانک رکھا ہے دور ہوں گے اور اس کا منہ کھل جائے گا' اسی لئے یہ نصیحت یاد رہے کہ جب ذکر سے فارغ ہو تو زور سے سانس نہ لیا کرو بلکہ سانس کو روک کر تھوڑا تھوڑا کرو تاکہ ذکر کی ساری حرارت یکبارگی نہ نکل جائے نیز جس قدر سانس چھوڑے منہ بالکل نہ کھولے' ذکر کی تعداد کم سے کم پانچ سو مرتبہ ہے اور زائد سے زائد تین ہزار بار مگر جس قدر زائد ذکر کرے گا بہتر ہے اوسط درجہ ایک ہزار مرتبہ ہے۔

ذکر فنا و بقا: اس کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ دایاں گھٹنا کھڑے کرے اور بائیں گھٹنے کو لٹا کر بائیں پیر پر اس طرح بیٹھ جائے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور سینہ کو قبلہ کی طرف تنا ہوا رکھے پھر ایک ضرب یعنی **لا الہ** کی کھڑے گھٹنے پر لگائے اور دوسری ضرب یعنی **الا اللہ** کی دل پر لگائے۔

اسی ذکر کی ایک ترکیب یہ ہے کہ دونوں گھٹنے زمین پر لٹکا کر ان کے اوپر یعنی گھٹنوں کے بل کھڑا ہو اور سینہ کو قبلہ کی طرف خوب تان لے اور ایک ضرب دائیں طرف اور دوسری دل پر لگائے' یہ ذکر ابدالوں کا ہے اور اسی ذکر سے میرے شیخ مخدوم پر جو کچھ ظاہر ہوا وہ ہوا اور ترکیب یہ بھی ہے کہ ایک گھٹنے کے بل رکوع کرے اور دوسرے گھٹنے کو پڑا رہنے دے اور ضرب لگائے۔

ایضاً فنا و بقا کے ذکر کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ ذاکر کھڑے ہو کر ایک قدم یعنی دایاں پیر آگے بڑھائے اور اوپر کی طرف قصد کر کے **لا الہ** کی ضرب لگائے پھر الا

Marfat.com

اللہ کی ضرب دل کے اوپر دے اور پیر پیچھے ہٹا لے۔

ذکر کشف قرآن: چار قرآن شریف لے کر ایک آگے اور ایک دائیں اور ایک بائیں طرف اور ایک اپنی گود میں رکھے اور ایک دفعہ ایک ضرب دائیں طرف کے قرآن پر اور دوسری اپنی گود کے قرآن پر لگائے' پھر ایک ضرب بائیں طرف کے قرآن پر اور دوسری اپنے آگے کے قرآن پر لگائے' اس ذکر کی تاثیر سے کما حقہ تجلی قرآن اس پر ہوگی۔

دوسری ترکیب: یہ ہے کہ ایک قرآن شریف اپنے آگے رکھ کر ایک ضرب اس پر لگائے اور دوسری ضرب اپنے دل پر لگائے اس ذکر کی برکت سے حق تعالیٰ کی تجلی ہونے لگتی ہے۔

ذکر ناری: یہ ذکر آگ کی دہکتی ہوئی بھٹی کے آگے کرتے ہیں' پہلی ضرب آگ پر لگا کر ماسوئ اللہ کو سوخت کرتے ہیں اور دوسری ضرب دل پر لگا کر ذات واحد کو باقی رکھتے ہیں۔ اس ذکر کی برکت سے ذاکر کے منہ اور دل پر انوار الٰہی کا نزول ہوتا ہے مگر ہر ذکر کے لئے شرط یہ ہے کہ بکثرت کیا جائے اور اپنے مقصود کی طرف ایسا متوجہ ہو کہ بجز اس کے اور کوئی خطرہ دل میں نہ آئے اور ممنوعات شرعی سے پورا پرہیز رکھ کر قوانین تقویٰ کا پابند بنے۔ (جن کی تفصیل کتاب خاتمہ شریفہ میں بخوبی بیان کی گئی ہے) مخدومی حضرت بندہ نواز قدس سرہ فرماتے ہیں جو شخص طہارت ظاہری و باطنی اور حضور قلب کے ساتھ جو ذکر و مراقبہ بجالائے گا وہ کوئی سا بھی ہو اس کا مقصود حاصل ہونا ضروری ہے۔

پھر یہ شخص کوئی سا شغل و کسب کرتا ہو تو کچھ حرج نہیں یعنی بادشاہ یا قاضی و مفتی ہو' کوتوال و سپاہی ہو یا تاجر ہو یا کاشتکار ہو کچھ بھی ہو جب ان شرائط کے ساتھ اس کام میں مشغول ہوگا اس کا نتیجہ پائے گا ذرا کر کے دیکھئے تو سہی۔

ذکر فنا و بقا کی ایک اور ترکیب یہ ہے کہ چت لیٹ کر پہلی ضرب دائیں طرف اور دوسری ضرب بائیں طرف لگائے۔

ایضاً فنا و بقا کی ایک ترکیب ہندی یہ بھی ہے کہ وہ لکڑی جسے کو ظفر تکیہ کہتے ہیں سینہ سے لگا کر ایک ضرب اوپر کی جانب سر اونچا کر کے لگائے اور دوسری ضرب نیچے کی

Marfat.com

طرف سر کو جھکا کر لگائے۔

ایضاً فنا و بقا کی ایک اور ترکیب یہ بھی ہے کہ چارزانو بیٹھ کر دائیں ہاتھ سے پیر کا دایاں انگوٹھا پکڑے اور بائیں ہاتھ سے بایاں پھر ایک ضرب لا الــــہ کی دائیں مونڈھے پر اور دوسری الا اللہ کی دل پر لگائے۔

ذکر فنا و بقا ایک ضربی گردن کو نیچے کر کے ناف کے پاس سے لا الــہ کھینچ کر دائیں مونڈھے تک لے جائے پھر الا اللہ کے ساتھ دل پر ضرب لگائے۔

ذکر سہ ضربی پہلی ضرب دائیں طرف دوسری بائیں طرف اور تیسری سر کے اوپر کی طرف اور چوتھی دل پر لگائے۔

ذکر پنج ضربی: پہلی ضرب دائیں طرف دوسری بائیں طرف تیسری سر کے اوپر کی طرف چوتھی دل پر اور پانچویں آگے کی طرف نیچے کو اترتی ہوئی۔

ذکر حواشی: ضرب کے ساتھ دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیاں پہلے پیشانی پر رکھے پھر دائیں مونڈھے پر پھر بائیں پھر دل پر انگلیوں کا رکھنا اشارہ کے طور پر ہوتا ہے۔

ذکر جبروتی: لا الــہ کو دل سے نکال کر اوپر کی طرف لے جائے خوب کھینچ کر پھر الا اللہ کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔

ذکر ابدال: دونوں ہاتھ اوپر کی طرف دراز کرے جیسے کہ انوار الٰہی کو پکڑتا ہے پھر ہاتھوں کو منہ کے پاس لا کر الا الــلہ ضرب لگائے گویا انوار الٰہی کو منہ میں رکھ لیا اس ذکر میں پہلی ضرب کے ساتھ ہمک کر آگے بڑھنا بھی چاہئے اور دوسری ضرب کے وقت اپنی جگہ بیٹھ جائے' یہ ذکر کھڑے ہو کر بھی کیا جاتا ہے۔

ایضاً ذکر ابدالی دونوں ہاتھوں کو دل کے پاس سے لا الہ کہہ کر مٹھیاں بند کئے ہوئے آگے کو اوپر کی طرف لے جائے جیسے کہ ماسوئی اللہ کو دل سے نکال کر پھینک دیا اور مٹھیاں کھول دے۔ پھر انوار الٰہی کا لے لینے کا تصور کر کے مٹھیاں بند کر کے الا اللہ کہتا ہوا دل پر ضرب لگائے اور دل کے پاس ہاتھ لا کر کھول دے یہ دونوں ذکر بہت

Marfat.com

بڑی تاثیر رکھتے ہیں' جب ذاکر یہ ذکر کرتا ہے ابدال اس کے پاس آ کر ذکر میں اس کے شریک ہوتے ہیں۔

جب ذاکر کثرت سے ذکر کرتا ہے تو اس کی زبان کے ساتھ اس کا دل بھی ذکر میں شریک ہو جاتا ہے' پھر اس کے بعد اگر زبان سے ذکر موقوف بھی کر دے تو دل سے برابر جاری رہتا ہے اور اس کی آواز کانوں سے سنائی دیا کرتی ہے' خود ذاکر کو بھی اور اس کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوں ان کو بھی' یہ ذکر روح کی طرف ترقی کرتا ہے پھر سر کی طرف پھر اخفی کی طرف اور یہی اس گروہ کا مقصود ہے۔ مخدومی حضرت بندہ نواز قدس سرہ فرماتے ہیں کہ زبان کا ذکر تعلقہ ہے اور دل کا ذکر وسوسہ ہے اور روح کا ذکر مشاہدہ ہے اور سر کا ذکر معائنہ ہے اور خفی کا ذکر مبایبہ ہے اور ان میں سے ہر ایک کے درمیان بہت سے درجات و حالات ہیں جن کو وہی لوگ جانتے ہیں جو وہاں پہنچتے ہیں' خدا ہم کو بھی نصیب فرمائے۔

ذکر اَنَا فِیْہِ ھُوَ فِیْ : دل کی طرف سر جھکا کر کہے اَنَا پھر اوپر کی طرف سر اونچا کر کے کہے فِیْہِ اور اس کے ساتھ ہی کہے ھُوَ پھر دل کے پاس منہ کو جھکا کر ضرب لگائے فِیْ' اس ذکر کے معنی یہ ہیں کہ میں اس میں موجود ہوں وہ مجھ میں ہے' اس ذکر کے طور سے اس مصرع کا پڑھنا بھی اچھا ہے۔ مصرع' اَنَا مَنْ اَھْوِیْ وَ مَنْ اَھْوِی اَنَا اور اگر چاہے تو مذکورہ بالا ترکیب سے یہ الفاظ رکھے اَنَا اَنْتَ اَنْتَ اَنَا یعنی میں تو ہوں تو میں ہے' بعض صوفیاء اسی ترکیب سے یہ الفاظ کہتے ہیں اَنَا ھُوَا ھُوَ اَنَا آخری لفظ کے ساتھ دل پر ضرب لگائے اور ہندی زبان میں ذکر اسی ترکیب سے ان الفاظ میں کیا جاتا ہے۔ ھُوں تُو' تُو ھُوں.

ذکر ھو : پہلے دائیں طرف منہ کر کے کہے پھر بائیں طرف ھو کہے پھر ھو کہہ کر ضرب لگائے۔

ایضاً سانس ہر ایک آمد و رفت کے ہو کہے' یہ ذکر بڑا عجیب و غریب ہے جو اس ذکر کا ورد کرے وہی اس کا لطف اٹھائے گا' کہتے ہیں کہ انسان ایک شبانہ روز میں بیس ہزار

Marfat.com

سانس لیتا ہے قیامت کے روز اس سے پوچھا جائے گا کہ یہ سانس کس کام میں خرچ کئے پس یہ ذکر گویا اسی سوال کا جواب ہے یعنی میں نے ان کو تیرے ہی ذکر میں خرچ کیا۔

ذکر یَا ھُوَ : پہلے یَا ھُوَ کہہ کر دائیں طرف پھر بائیں طرف پھر آگے کی طرف مائل ہو کر کہے اور چوتھی بار یَا ھُوَ کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔

ذکر لاَ ھُوَ اِلا ھُوَ : سر کو نیچے قلب کی طرف جھکا کر لاَ ھُوَ کہتا ہوا دائیں مونڈھے کے اوپر لے جائے اور خیال کرے کہ ماہیت ماسویٰ اللہ کو دل سے نکال کر پس پشت پھینک دیا پھر اِلا ھُوَ کہہ کر دل پر ضرب لگائے اور ذات احد کو دل میں ثابت کرے۔

ذکر تجلی ذات : دائیں طرف منہ کر کے اَللّٰہَ ھَاء کی زبر کے ساتھ کہے اور بائیں طرف اَللّٰہِ ھَاء کے زیر کے ساتھ کہے پھر اَللّٰہُ ھَاء کے پیش کے ساتھ کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔

ذکر کشف ارواح : اس ذکر سے ہر ایک روح کا حال منکشف ہو جاتا ہے خواہ وہ کسی شخص کی روح ہو اور کہیں ان کا مزار ہو' ترکیب اس کی یہ ہے کہ جس طرح ذکر کرنے کے واسطے بیٹھتے ہیں اسی طرح بیٹھ کر پہلے اکیس مرتبہ یَا رَبُّ کہے پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہے یَا رُوْحُ اور یَا رُوْحُ الرُّوْحُ کہہ کر دل پر ضرب لگائے روح سے ملاقات ہو گی جو چاہے دریافت کرے' میرے مخدوم بندہ نوازؒ نے بعض مریدین کو یہ ذکر اسی طرح تلقین فرمایا ہے۔

ذکر کشف قبور : جس صاحب کو حال معلوم کرنا منظور ہو کہ یہ ثواب میں ہے یا عذاب میں یا اور کوئی بات دریافت کرنی ہو تو اس ذکر کے ذریعہ ہو سکتی ہے' ترکیب اس کی یہ ہے کہ قبر کے قریب جا کر میت کے چہرہ کے مقابل بیٹھے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہے یَا نُوْرُ پھر اِکْشِفْ لِیْ کہ کر دل پر ضرب لگائے اور دوسری ضرب عَنْ حَالِہٖ کہہ کر قبر پر لگائے روح سامنے آ جائے گی اور کل حالات معلوم ہوں گے' جب اس ذکر کی اچھی مشق ہو جاتی ہے تو قبر پر جانے کی ضرورت بھی نہیں رہتی اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے یا چلتے پھرتے ہر ایک حالت میں کشف ارواح ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

ذکر اجابت دعوت: یعنی دعا قبول ہونے کے لئے دائیں طرف منہ کر کے کہے یَا قَرِیْبُ اور بائیں طرف یَا رَقِیْبُ اور دل کی طرف متوجہ ہو کر یَا مُحِیْطُ کہے اور اوپر کی طرف منہ کر کے کہے یَا مُجِیْبُ یہ کثرت کے ساتھ کرنا چاہئے' جب فارغ ہونے کا ارادہ کرے تو دل میں اپنے حصول مقصد کا تصور جما کر گھٹنوں کے بل کھڑا ہو جائے اور آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر دعا کرے قبول ہو گی' حضرت مخدومؒ کے بعض مریدین یَا مُحِیْطُ کی جگہ یَا مُجِیْبُ اور یَا مُجِیْبُ کی جگہ یَا مُحِیْطُ کہتے ہیں۔

ایضاً دعا کی قبولیت کے لئے صاحب فصوص (یعنی حضرت شیخ ابن عربیؒ) سے منقول ہے کہ دائیں اور بائیں طرف اور دل پر یَا رَبِّ کہے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہے یَا رَبِّی۔

ذکر نور: یَا نُوْرُ کہہ کر دل پر ضرب لگائے پھر دائیں طرف منہ کر کے کہے یَا نُوْرُ اور بائیں طرف یَا نُوْرُ النُّوْرُ کہے اور یَا مُنَوِّرَ النُّور کہہ کر دل پر ضرب لگائے یہ ذکر روزانہ بلا ناغہ کیا جائے تو قلب بہت جلد روشن ہو جائے گا۔

ذکر حق: اس کی ترکیب وہی ہے جو چہار ضربی کی ہے ہر ہر ضرب میں حق کہے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے' اس ذکر کے کرنے سے ذکر پر بہت سی خوفناک اشیاء کا ظہور ہوتا ہے اگر ان کو سنبھال لیا اور صبر و استقامت سے کام لیا تو بہت سے عظیم الشان کاموں کے لائق و قابل ہو جائے گا' اس ذکر کو سہ ضربی کر لے۔

ایضاً دائیں جانب منہ کر کے کہے حق قاف کے سکون کے ساتھ اور بائیں طرف حقی اور دل پر اَنْتَ کہہ کر ضرب لگائے۔

ذکر ہندی: جوگیوں کی نشست کے موافق بیٹھے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہے وَهِیْ هَےْ کم سے کم ایک ہزار بار کہے اور اس ذکر کی کثرت سے ہوا میں اڑنے کی طاقت ہو جاتی ہے اور تمام مکان ذاکر کے جسم سے پر ہو جاتا ہے' یہاں تک کہ وہ فارغ ہو کر اپنی حالت میں واپس آئے۔

ایضاً سہ ضربی دائیں طرف کہے وَهِیْ هَے بائیں طرف بِهِی هَے اور دل پر

Marfat.com

بھِیْنَ ھَے کہہ کر ضرب لگائے۔

ذکر اسم شیخ : اپنے مرشد کا نام لیتا ہوا آسمان کی طرف منہ کرے اور دل پر ضرب لگا کر ختم کر دے، کم از کم ایک ہزار بار کہے اور یہ ذکر نہایت ہی مفید ہے جس کثرت سے کرے گا زیادہ فائدہ ہوگا۔

ذکر دفع امراض و اسقام : دائیں طرف یَا اَحَدُ اور بائیں طرف یَا صَمَدُ اوپر کی طرف یَا وِتْرُ اور دل پر یَا فَرْدُ کی ضرب لگائے۔

ذکر کشف حقائق الاشیاء : جہاں ہو وہیں بیٹھ کر آگے کو اوپر کی طرف منہ کر کے کہے یَا اَحَدُ پھر یَا صَمَدُ کہہ کر دل پر ضرب لگائے اور چاہے تو یہی دونوں ضربیں دائیں اور بائیں طرف لگائے۔

ذکر مشی اقدام : اگر جلدی جلدی چل رہا ہو ہر قدم کے اٹھانے اور رکھنے پر الا اللہ کہتا چلا جائے اور اگر متوسط چال سے چل رہا ہے تب ایک قدم رکھنے کے وقت الا اور دوسرا رکھنے پر اللہ کہے اور اگر آہستگی سے چل رہا ہو تب دایاں پیر رکھنے کے وقت لا اور بائیں کے وقت الہ پھر دائیں کے وقت الا اور بائیں پر اللہ کہے ان میں سے جو پسند ہو وہی مناسب ہے۔

ذکر عروج : دائیں بائیں اوپر اور دل پر ان چار اسموں کی بہ ترتیب ضرب لگائے۔ یَا عَلِیُّ یَا رَافِعُ یَا رَفِیْعُ اس ذکر کے ذریعہ سے آسمانوں پر عروج نصیب ہوتا ہے۔

ذکر کشف عرش : آسمان کی طرف منہ کر کے کہے اِسْتَوىٰ عَلَى الْعَرْشِ کہہ کر قلب پر ضرب لگائے۔

ذکر کشف ملکوت : اس میں کشف ارواح بھی ہو جاتا ہے اور فرشتے بھی نظر آتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں، ترکیب اس کی یہ ہے کہ دائیں طرف کہے سُبُّوْحٌ اور بائیں طرف کہے قُدُّوْسٌ پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کہے۔ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔

Marfat.com

خاتمہ الخاتمہ

میرا ارادہ تھا کہ اس کتاب میں بہتر فرقوں کی تعلیم و تلقین اور ارشاد کا ذکر کروں، یہ بہتر فرقے تو اسلام ہی میں ہیں، میں تو مشرکوں، مجوسیوں اور یہود و نصاریٰ سب ہی کی تعلیم کے طریقے بیان کرتا مگر کیا کروں اَلْوَقْتُ عَزِیْزٌ وَالْعُمْرُ قَصِیْرٌ، جس قدر لکھا گیا اس کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔

فرمان ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اخذ ناصیة سے وہ رابطہ مراد ہے جو ممکن کو واجب تک پہنچاتا ہے اور صراط مستقیم سے اس رابطہ کا دست رب کے ساتھ وابستہ ہونا مراد ہے اور چونکہ وہ رابطہ اس کے ہاتھ میں ہے فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (یٰسین۔۸۳) ''تو پاکی ہے اسے جس کے ہاتھ ہر چیز کا قبضہ ہے اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔'' اسی کی طرف اشارہ ہے جس کو یہ رابطہ مرحمت ہوتا ہے وہ تمام مخلوق کے اسرار باطن پر مطلع ہو جاتا ہے۔ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے اتباع سے محمد حسینی سلمہ اللہ یوم المتاد کے دل پر ایک ایسا پرتو پڑا کہ یہ تمام حقائق و معارف اسی سے پیدا ہوتے ہیں، لوگوں کے فہم ناقص و قاصر ہونے کے سبب ہمت و غیرت جائز نہیں رکھتی کہ بلاتمیز اہل و نااہل کلام کیا جائے۔

ایک بات یاد رکھو جس کو میں بار بار کہہ چکا ہوں اور اب آخری بار پھر کہتا ہوں کہ سلوک الٰہی کا دارومدار ان دو چیزوں پر موقوف ہے، پاکیزہ نفسی اور توجہ تام، جس کو یہ دونوں باتیں نصیب ہوئیں اس نے تمام سعادتوں کا لطف اٹھایا اور خدا کے فضل و کرم سے کام اس کا پورا ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

کہ آج بتاریخ ۲۸ ماہ مبارک شعبان المعظم یوم سہ شنبہ ۱۳۳۵ ہجری اس کتاب خاتمہ کے ترجمہ و ترتیب سے فراغت پائی۔

O

Marfat.com

دیگر کُتب

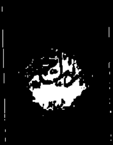

ناشر: دربار بک شاپ

Marfat.com